عمران سیریز

جلد نمبر
2

بھیانک آدمی

ابن صفی

میں نے لکھنا کیسے شروع کیا،

سورج غروب ہوتے ہی سالخوردہ محرابوں میں ابابیلیں بسیرا لینے لگتیں اور مجھے ایسا محسوس ہوتا جیسے اب باغِ سیب میں افراسیاب کی محفل سجے گی اور چالاک بن عمرو ملکہ حیرت کی کسی کنیز کے بھیس میں اسی کی سواری کے ہمراہ اس محفل میں دَر آئے گا۔

میں گھنٹوں طِلسم ہوشربا کے کرداروں کے بارے میں سوچتا رہتا۔ سات آٹھ سال کی عمر میں طلسم ہوشربا کی ساتوں جلدیں پڑھ ڈالی تھیں۔

وہ ایک بھرا پُرا قصبہ تھا، جہاں میں نے آنکھیں کھولی تھیں۔ خوشحال زمینداروں کی بستی تھی۔ ہر طرف فرصت نظر آتی.... تاش شطرنج اور گنجفے کی بازیاں جمتیں.... کچھ لوگ سیر و شکار سے جی بہلاتے.... بعض گھرانے ایسے بھی تھے جہاں زیادہ تر علم و ادب کے چرچے رہتے۔

والد مغفور کو مطالعے سے دلچسپی تھی، لہٰذا گھر میں ناولوں اور قدیم داستانوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے، لیکن مجھے اجازت نہیں تھی کہ ان میں ہاتھ بھی لگاؤں.... بس چوری چھپے کوئی کتاب کھسکائی اور یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ باہر کھیلنے جارہا ہوں، چھت پر بنگلے میں ہولیا۔ سارا سارا دن گزر جاتا.... آخر ایک دن پکڑا گیا اور والدین میں ٹھن گئی، لیکن فیصلہ میرے ہی حق میں ہوا۔

والدہ نے کہا "اُن بچوں سے تو بہتر ہی ہے، جو دن بھر گلی میں گلی ڈنڈا یا گولیاں کھیلتے پھرتے ہیں۔"

پھر اس دن سے کوئی روک ٹوک نہ رہی اور میں داستانوں میں ڈوبا رہا۔ پرائمری تعلیم قصبے کے اسکول میں مکمل کرنے کے بعد سیکنڈری تعلیم کے لئے شہر جانا پڑا۔

عموماً ہوتا یہ تھا کہ زمینداروں کے بچے اردو مڈل پاس کرکے بیٹھ رہتے تھے۔ اس رویے کے پیچھے درحقیقت یہ ذہنیت کارفرما تھی کہ ہمارے بچے کو نوکری تھوڑا ہی کرنا ہے، جو بی اے، ایم اے کرائیں، لیکن میری والدہ کا خیال تھا کہ بچے کو نوکری کرنی ہو یا نہ

کرنی ہو، ہر حال میں اعلیٰ تعلیم دلائی جائے۔

بہر حال شہر آئے کچھ دنوں کے لئے مطالعے کا سلسلہ بھی منقطع ہوگیا۔ کتابوں کے ڈھیر گاؤں ہی میں رہ گئے۔

اسکول سے واپس آکر بڑی الجھن میں مبتلا رہتا۔ پھر ہوائی قلعے بننے لگتے اور خود کو طلسم ہوشربا کی حدود میں پاتا۔ کسی مظلوم جادوگرنی کے لئے کوئی کارنامہ سرانجام دے کر اس کی آنکھوں کا تارا بنتا اور اس کی مدد سے پورا مطبع و کتب خانہ منشی نول کشور کا اٹھوا منگاتا۔ دن گزرتے رہے اور میں سوچتا رہا کہ شہر تو بڑی واہیات جگہ ہوتی ہے، جہاں ڈھیروں پیسے نہ ہوں تو آدمی مطالعے کو بھی ترس جائے۔

ایک دن ایک ہم جماعت کے گھر دو کتابیں نظر آئیں۔ ایک کا نام "عذرا" تھا اور دوسری کا نام "عذرا کی واپسی" (غالباً عنایت اللہ یا کسی دوسرے بزرگ کا ترجمہ) کسی نہ کسی طرح وہ جلدیں وہیں بیٹھ کر پڑھ ڈالیں اور بالکل ہی نئے قسم کے خوابوں میں ڈوب گیا....

اب مجھے عذرا ملتی اور بڑے غور سے دیکھتی ہوئی نام پوچھتی۔ میں کہتا خاکسار کو اسرار احمد ناروی کہتے ہیں.... ٹھنڈی سانس لیتی اور بہت دردناک لہجے میں کہتی "نہیں تم قلقراطیس ہو.... میرے محبوب.... اب سے ہزاروں سال پہلے ہم دونوں نے ایک دوسرے کو چاہا تھا۔ میں غیر فانی تھی۔ تم مرگئے تھے.... تم نے پتہ نہیں کہاں کہاں کتنے جنم لئے اور میں تمہاری تلاش میں سرگرداں رہی.... اب الہ آباد میں ملے ہو.... کیا عمر ہے تمہاری....؟"

"دس سال۔" میں جواب دیتا۔

"خیر۔" وہ ٹھنڈی سانس لے کر کہتی۔ "میں دس سال اور انتظار کرلوں گی۔"

اس طرح رائیڈر ہیگرڈ نے میرے کچے ذہن پر تسلط جمالیا.... طلسم ہوشربا اور رائیڈر ہیگرڈ کے تاثرات نے آپس میں گڈمڈ ہوکر میرے لئے ایک عجیب سی ذہنی فضا مہیا کردی تھی جس میں ہمہ وقت ڈوبا رہتا۔ ایسے ایسے خواب دیکھتا کہ بس.... خوابوں اور مطالعے کا سلسلہ جاری رہا۔

پھر ایک دن میں نے بھی ایک کہانی لکھ ڈالی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب میں ساتویں جماعت میں پڑھ رہا تھا! یہ افسانہ میں نے ہفت روزہ "شاہد" بمبئی میں چھپنے کے لئے بھیج دیا! جناب عادل رشید اس جریدے کے ایڈیٹر تھے۔ انہوں نے مجھے کوئی معمر آدمی سمجھ کر کچھ اس طرح میرا نام کہانی کے ساتھ شائع کیا تھا۔

"نتیجہ فکر مصور جذبات حضرت اسرار ناروی۔"

کہانی چھپتے ہی میری شامت آگئی۔ گھر کے بڑوں نے کچھ اس انداز میں مخاطب کرنا شروع کردیا۔

"ابے او مصور جذبات ذرا ایک گلاس پانی لانا۔"

وقتاً فوقتاً شاہد ویکلی میں کہانیاں چھپتی رہیں زیادہ تر رومانی کہانیاں ہوتیں۔ میٹرک تک پہنچتے پہنچتے شاعری کا چسکا بھی لگ گیا۔

برصغیر کی تقسیم کے وقت میں بی اے کے پہلے سال کا متعلم تھا اس دور کے ذہنی بھونچال نے کافی عرصے تک پراگندگی اور انتشار میں مبتلا رکھا۔

۱۹۴۸ء کے اواخر تک ذہن کا تخلیقی گوشہ ویران ویران سا رہا.... پھر اچانک بعض دوستوں کی تحریک پر وہ برف پگھلی اور میں نے ماہنامہ "نکہت" الہ آباد کے لئے طنزیات کا سلسلہ شروع کردیا۔ طغرل فرغان کے نام سے متعدد طنزیہ مضامین اور افسانے لکھے۔ کچھ پیروڈیز بھی لکھیں۔ لیکن میں اس سے مطمئن نہیں تھا۔ کچھ اور کرنا چاہئے۔

جاسوسی ناولوں کا سلسلہ ۵۶ میں شروع کیا تھا.... اس کی تحریک ایک مباحثے سے ہوئی۔ ایک بزرگ کا خیال تھا کہ اردو میں صرف جنسی کہانیاں ہی مارکیٹ بنا سکتی ہیں (اُن دنوں سچ مچ اردو میں ایسی کہانیوں کا سیلاب آیا ہوا تھا)

میں اُن بزرگ سے اتفاق نہ کرسکا! میرا خیال تھا کہ اگر سوجھ بوجھ سے کام لیا جائے تو اور بھی راہیں نکل سکتی ہیں.... "کچھ اور بھی کرنا چاہئے" کا مطالبہ بالآخر پورا ہوگیا۔

تھوڑے ہی دنوں کے بعد ایک جاسوسی ماہنامے کی داغ بیل ڈالی گئی اور میں اس کے لئے ہر ماہ ایک مکمل ناول لکھنے لگا۔

اس سے قبل اردو میں صرف منشی تیرتھ رام فیروزپوری کے تراجم پائے جاتے تھے یا دو تین ناول ظفر عمر کے۔ وہ بھی ان کے اپنے نہیں تھے بلکہ مارس لیبلانک کے چند ناولوں کو مشرف بہ اسلام کرڈالا گیا تھا۔ لیکن انہوں نے اس کا اعتراف نہیں کیا تھا۔ لہٰذا بعض تذکرہ نویس آج بھی "نیلی چھتری" اور "لال کٹھور" وغیرہ کو اوریجنل سمجھ کر اُسی انداز میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

بہر حال جاسوسی ناول میرے لئے بالکل نئی چیز تھی۔ لہٰذا پہلی بار مجھے بھی انگریزی ہی کے دامن میں پناہ لینی پڑی۔ میرا پہلا ناول "دلیر مجرم" وکٹر گن کے ناول "آئرن سائیڈز لون ہینڈ" سے ماخوذ تھا۔ فریدی اور حمید کے کردار میری اپنی اُپج تھی۔

اس کے بعد میں نے اپنے طور پر لکھنا شروع کیا۔ لیکن حتی الامکان باہر کی آلودگیوں سے دامن بچانے کے باوجود بھی میرے آٹھ ناول کلی طور پر میرے اپنے نہیں تھے یا تو ان کے پلاٹ انگریزی سے لئے گئے ہیں یا ایک آدھ کردار باہر سے آئے ہیں۔

غالباً اپنے ناول "زمین کے ناول" کے پہلے ایڈیشن میں میں نے اُن آٹھ ناولوں کی تفصیل دی تھی۔

جی ہاں! اڑھائی سو سے زائد ناولوں میں سے صرف آٹھ ناول "ملاوٹ" والے ہیں اور بقیہ سب میرے اپنے۔

"بڑا تیر مارا ہے آپ نے ابنِ صفی صاحب! کچھ ادب کی بھی خدمت کیجئے!" یہ میرا اپنا خیال نہیں بلکہ بعض احباب کہتے ہیں۔

اُن کا خیال ہے کہ مجھے مقصدی ادب پیش کرنا چاہئے اور میرا خیال ہے کہ تفریح بجائے خود ایک مقصد ہے۔ تھکے ہوئے ذہنوں کے لئے تھوڑی سی تفریح مہیا کر دینا اگر کسی کے بس میں ہو تو اسے بھی ایک مقدس فریضہ سمجھنا چاہئے۔ اس سے قطع نظر کر کے بھی میری کہانیاں مقصدی ہوتی ہیں۔ کچھ احمق اس سلسلے میں فراری ذہنیت وغیرہ کی بات کرنے لگتے ہیں۔ انہیں شاید یہ نہیں معلوم کہ "فرار" ہی بنیادی طور پر مزید تعمیر کا باعث بنتا ہے، یکسانیت سے فرار انسانی طبیعت کا خاصہ ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو آج آدمی بھی خرگوشوں اور گیدڑوں کی سی زندگی بسر کر رہا ہوتا۔ بتایئے اگر کوئی مثال ملتی ہو کہ گیدڑوں اور خرگوشوں نے بھیڑیوں کے خلاف مورچا لگایا ہو.... یہ آدمی ہی ہے جو مظلومانہ ذہنیت سے فرار کر کے استبداد کے آگے ڈٹ جاتا ہے۔ یکسانی سے فرار ہی آدمی کو اس ایٹمی دور تک لایا ہے۔

مجھے اس وقت بڑی ہنسی آتی ہے، جب آرٹ اور ثقافت کے علمبردار مجھ سے کہتے ہیں کہ میں ادب کی بھی کچھ خدمت کروں۔

(ان کی دانست میں شاید میں جھک مار رہا ہوں، حیات و کائنات کا کون سا ایسا مسئلہ ہے جسے میں نے اپنی کسی نہ کسی کتاب میں نہ چھیڑا ہو، لیکن میرا طریق کار ہمیشہ عام روش سے الگ تھلگ رہا ہے۔ میں بہت زیادہ اونچی باتوں اور ایک ہزار کے ایڈیشن تک محدود رہ جانے کا قائل نہیں ہوں۔ میرے احباب کا اعلیٰ و ارفع ادب کتنے ہاتھوں تک پہنچتا ہے اور انفرادی یا اجتماعی زندگی میں کس قسم کا انقلاب لاتا ہے؟)

افسانوی ادب خواہ کسی پائے کا ہو محض ذہنی فرار کا ذریعہ ہوتا ہے۔ کسی نہ کسی معیار

کی تفریح فراہم کرنا ہی اس کا مقصد ہوتا ہے، جس طرح فٹ بال کا کھلاڑی شطرنج سے نہیں بہل سکتا۔ اسی طرح ہماری سوسائٹی کے ایک بہت بڑے حصے کے لئے اعلیٰ ترین افسانوی ادب قطعی بے معنی ہے۔ تو پھر میں گنے چنے ڈرائنگ روموں کے لئے کیوں لکھوں؟ میں اسی انداز میں کیوں نہ لکھوں، جسے زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ شاید اسی بہانے عوام تک کچھ اونچی باتیں بھی پہنچ جائیں۔

بہت ہی بھیانک قسم کے ذہنی ادوار سے گزرتا ہوں یہاں تک پہنچا ہوں۔ ورنہ میں نے بھی آفاقیت کے گیت گائے ہیں۔ عالمی بھائی چارے کی باتیں کی ہیں، لیکن ۱۹۴۷ء میں جو کچھ ہوا۔ اس نے میری پوری شخصیت کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا۔ سڑکوں پر خون بہہ رہا تھا اور عالمی بھائی چارے کی باتیں کرنے والے سوکھے سہمے اپنی پناہ گاہوں میں دبکے ہوئے تھے، ہنگامہ فرو ہوتے ہی پھر پناہ گاہوں سے باہر آگئے اور چیخنا شروع کر دیا۔ "یہ نہ ہونا چاہئے تھا۔ یہ بہت برا ہوا۔" لیکن ہوا کیوں؟ تم تو بہت پہلے سے یہی چیختے رہے تھے۔ تمہارے گیت دیوانگی کے اس طوفان کو کیوں نہ روک سکے۔

میں سوچتا.... سوچتا رہا۔ آخر کار اس نتیجے پر پہنچا کہ آدمی میں جب تک قانون کے احترام کا سلیقہ نہیں پیدا ہوگا یہی سب کچھ ہوتا رہے گا۔ یہ میرا مشن ہے کہ آدمی قانون کا احترام کرنا سیکھے اور جاسوسی ناول کی راہ میں نے اسی لئے منتخب کی تھی۔ تھکے ہارے ذہنوں کے لئے تفریح بھی مہیا کرتا ہوں اور انہیں قانون کا احترام کرنا بھی سکھاتا ہوں۔ فریدی میرا آئیڈیل ہے جو خود بھی قانون کا احترام کرتا ہے اور دوسروں سے قانون کا احترام کرانے کے لئے اپنی زندگی تک داؤ پر لگا دیتا ہے۔

لیکن میری دانست میں محض جاسوسی ناولوں کا پھیلاؤ اس مشن کی کامیابی کے لئے ناکافی ہے۔ ملکی قوانین کی تعلیم کا انتظام عوامی پیمانے پر ہونا چاہئے۔ ہمارے ماہرین تعلیم نے ابھی تک اس پر دھیان نہیں دیا۔ حالانکہ یہ بے حد ضروری ہے، ایسا نصاب وضع کیا جانا چاہئے کہ ابتدائی مدارج سے ہی قانون کی تعلیم شروع کی جا سکے۔ جب قانون سے لاعلمی قانون شکنی پر سزا سے نہیں بچا سکتی تو پھر یہ ہر آدمی کا حق ٹھہرتا ہے کہ اسے کلی طور پر قوانین سے آگاہی حاصل کرنے کی سہولت بہم پہنچائی جائے۔ کیا اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور کیا جا سکے گا؟

ابنِ صفی

عمران سیریز نمبر 4

بھیانک آدمی

(مکمل ناول)

O

روشی اسے بہت دیر سے دیکھ رہی تھی! وہ سرِ شام ہی ہوٹل میں داخل ہوا تھا اور اب سات بج رہے تھے! سمندر کی طرف سے آنے والی ہوائیں کچھ بوجھل سی ہو گئی تھیں---!

جب وہ ہوٹل میں داخل ہوا تھا تو روشی کی میز کے علاوہ اور ساری میزیں خالی پڑی تھیں! لیکن اب ہوٹل میں تل دھرنے کی بھی جگہ نہیں تھی۔

وہ ایک خوبصورت اور جامہ زیب نوجوان تھا! لیکن یہ کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی جس کی بناء پر روشی اس کی طرف متوجہ ہوتی! اسی ہوٹل میں اس نے اب سے پہلے درجنوں خوبصورت آدمیوں کے ساتھ سینکڑوں راتیں گذاری تھیں اور اس کی وہ حس کبھی کی فنا ہو چکی تھی، جو صنف قوی کی طرف متوجہ کرنے پر اکساتی ہے۔

روشی ایک اینگلو برمیز عورت تھی.... کبھی لڑکی بھی رہی ہو گی لیکن اب یہ بہت پرانی بات ہو چکی تھی! یہ اس وقت کی بات ہے جب سنگاپور پر جاپانیوں نے بمباری کی تھی اور جدھر جس کے سینگ سمائے تھے بھاگ نکلا تھا! روشی چودہ سال کی ایک لڑکی تھی! اس کا باپ سنگاپور کا ایک بہت بڑا تاجر تھا۔ لیکن بہت بڑے تاجر کی بیٹی ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ روشی تین دن کے فاقے کے بعد ایک کپ چائے کے عوض لڑکی سے عورت نہ بن جاتی! ہو سکتا ہے کہ اس کے باپ کو ایک کپ چائے بھی میسر نہ آئی ہو کیوں کہ اس میں لڑکی سے عورت بننے کی صلاحیت تو

تھی نہیں.... بہر حال روشی اس کے انجام سے آج بھی ناواقف تھی اور اب وہ ایک پچیس سال کی پختہ کار عورت تھی! لیکن گیارہ سال قبل کی روشی نہیں تھی.... چائے کا وہ کپ اسے آج بھی یاد تھا.... اور وہ اب تک ایسے درجنوں آدمیوں کو ایک ایک کپ چائے کے لئے محتاج کر چکی تھی!۔

اب اس کے پاس ایک عمدہ سا آرام دہ فلیٹ تھا! دنیا کی ساری آسائشیں میسر تھیں اور اسے یقین تھا کہ اب وہ کبھی فاقے نہ کرے گی۔

یہ ہوٹل اس کے کاروبار کے لئے بہت موزوں تھا اور وہ زیادہ تر راتیں یہیں گزارتی تھی! یہ ہوٹل کاروبار کیلئے یوں مناسب تھا کہ بندرگاہ یہاں سے قریب تھی اور دن رات یہاں غیر ملکیوں کا تار بندھا رہتا تھا جن میں زیادہ تر سفید نسل کے لوگ ہوتے تھے.... اور یہ ہوٹل چلتا بھی انہیں کے دم سے تھا! ورنہ عام شہری ادھر کا رخ بھی نہیں کرتے تھے! مگر روشی اس بنا پر بھی اس نوجوان میں دلچسپی نہیں لے رہی تھی کہ وہ کوئی جہاز راں نہیں تھا۔

بات دراصل یہ تھی کہ وہ جب سے آیا تھا قدم قدم پر اس سے حماقتیں سرزد ہو رہی تھیں! جیسے ہی ویٹر نے پیشانی تک ہاتھ لے جاکر اُسے سلام کیا اُس ہوٹل کے سارے ویٹر آنے والے گاہکوں کو سلام کرنا ضروری خیال کرتے تھے خواہ وہ نئے ہوں خواہ پرانے، اس نے بھی باقاعدہ طور پر نہ صرف اس کے سلام کا جواب دیا بلکہ مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو کر اس سے مصافحہ بھی کرنے لگا اور کافی دیر تک اس کے بال بچوں کی خیریت پوچھتا رہا۔

پہلے اس نے چائے منگوائی.... اور خاموش بیٹھا رہا! حتیٰ کہ چائے ٹھنڈی ہو گئی پھر ایک گھونٹ لے کر برا سا منہ بنانے کے بعد اس نے چائے واپس کر کے کافی کا آرڈر دیا!

کافی شائد ٹھنڈی چائے سے زیادہ بدمزا معلوم ہوئی اور اس نے کچھ اس قسم کا منہ بنایا جیسے ابکائی روک رہا ہو! پھر اس نے کافی بھی واپس کر دی اور پے در پے ٹھنڈے پانی کے کئی گلاس چڑھا گیا۔

اندھیرا پھیل گیا اور ہوٹل میں برقی قمقمے روشن ہو گئے۔ لیکن اس احمق نوجوان نے شاید وہاں سے نہ اٹھنے کی قسم کھالی تھی۔

روشی کی دلچسپی بڑھتی رہی! وہ بھی اپنی جگہ پر جم سی گئی تھی!

رات کے کھانے کا وقت ہونے سے قبل ہی میز پوش تبدیل کر دیئے گئے اور میزوں پر تر و تازہ پھولوں کے گلدانوں کے ساتھ ہی ایسے گلاس بھی رکھے گئے جن میں نیپکن اڑسے ہوئے تھے۔

اس بیوقوف نوجوان نے اپنی کرسی پیچھے کھسکالی تھی اور ایک ویٹر اس کی میز بھی درست کر رہا تھا! ویٹر کے ہٹتے ہی وہ ایک گلاب کا پھول گلدان سے نکال کر سونگھنے لگا! وہ خیالات میں کھویا

ہوا سا معلوم ہو رہا تھا اور اس نے ایک بار بھی اپنے گرد و پیش نظر ڈالنے کی زحمت نہیں گوارہ کی تھی! شائد وہ وہاں خود کو تنہا محسوس کر رہا تھا!

روشی اسے دیکھتی رہی اور اب وہ نہ جانے کیوں اس میں خاص قسم کی کشش محسوس کرنے لگی تھی!.... اس نے کئی بار وہاں سے اٹھنا بھی چاہا لیکن کامیاب نہ ہوئی۔

اتنے میں کھانے کا وقت ہو گیا-- اور اس نوجوان نے کھانے کا آرڈر دیا۔ پھول ابھی تک اس کی چٹکی میں دبا ہوا تھا جیسے وہ کبھی سونگھنے لگتا اور کبھی آنکھیں بند کر کے اس طرح اسے گال سہلانے لگتا جیسے ضرور تاً ایسا کر رہا ہو۔

کھانا میز پر چن دیا گیا! لیکن وہ بدستور بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ وہ اب بھی کچھ سوچ رہا تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ویٹر کے آنے اور کھانے کی موجودگی کا اسے علم ہی نہ ہو!

روشی اب بھی اسے دیکھ رہی تھی۔ اچانک اس نے دیکھا کہ وہ گلاب کا پھول شوربے میں ڈبو رہا ہے اور پھر وہ اسے چبا بھی گیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اس نے اتنا برا سا منہ بنایا کہ روشی کو بیساختہ ہنسی آگئی۔ اس کے منہ سے کچلے ہوئے پھول کے ٹکڑے پھسل پھسل کر گر رہے تھے۔

”بوائے۔“ اس نے رو دینے کے سے انداز میں ویٹر کو آواز دی اور کئی لوگ چونک کر اسے گھورنے لگے! ڈائننگ ہال اب کافی آباد ہو چکا تھا۔ شائد پانچ میزیں خالی ہوں گی۔

”سب چوپٹ“ اس نے ویٹر سے گلوگیر آواز میں کہا۔ ”سب لے جاؤ.... بل لاؤ!“

”بات کیا ہے جناب!“ ویٹر نے مؤدبانہ پوچھا۔

”بات کچھ نہیں۔ سب مقدر کی خرابی ہے.... آج کسی چیز میں بھی مزا نہیں مل رہا!“ نوجوان نے مسکین صورت بنا کر کہا ”بل لاؤ“

ویٹر برتن سمیٹ کر واپس چلا گیا! لیکن اسے واپس آنے میں دیر نہیں لگی! نوجوان نے طشتری میں رکھے ہوئے پرچے پر نظر ڈالی اور اپنی جیبیں ٹٹولنے لگا!۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کی جیبوں سے نوٹوں کی کئی گڈیاں نکل آئیں۔ جنہیں وہ میز پر ڈالتا ہوا کھڑا ہو گیا اور اب وہ اپنی اندرونی جیبیں ٹٹول رہا تھا۔

آخر اس نے ایک کھلی ہوئی گڈی نکالی اور اس میں سے سو کا ایک نوٹ کھینچ کر طشتری میں رکھ دیا۔

روشی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں اور وہ نوجوان بڑی لاپروائی سے میز پر پڑی ہوئی نوٹوں کی گڈیوں کو کوٹ کی جیبوں میں ٹھونس رہا تھا۔

روشی نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور اس نے دیکھا کہ ڈائننگ ہال کے سارے لوگ اس احمق کو بری طرح گھور رہے ہیں.... اسے وہاں کچھ بُرے لوگ بھی دکھائی دیئے جو للچائی ہوئی

نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

روشی اپنی جگہ سے اٹھی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس احمق کی میز کے قریب پہنچ گئی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کا کیا حشر ہونے والا ہے۔ ڈائننگ ہال کے بعد دوسرے ہی کمرے میں بہت ہی اعلیٰ پیمانے پر جوا ہوتا تھا!۔۔ وہ جانتی تھی کہ ابھی دو تین دلال اسے گھیر کر اس کمرے میں لے جائیں گے.... اور وہ چند گھنٹوں کے اندر ہی کوڑی کوڑی کو محتاج ہو جائے گا۔

"کہو طوطے اچھے تو ہو!" روشی نے نوجوان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اتنے بے تکلفانہ انداز میں کہا جیسے وہ نہ صرف اس سے واقف ہو بلکہ دونوں گہرے دوست بھی ہوں۔

نوجوان چونک کر اسے احمقوں کی طرح دیکھنے لگا۔ اس کے ہونٹ کھلے ہوئے تھے اور آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

"اب تم کہو گے کہ میں نے تمہیں پہچانا ہی نہیں۔" روشی اٹھلا کر بولی اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ دوسری طرف قمار خانے کے دلال ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

"آہا! کیا تمہیں بولنا نہیں آتا!" روشی پھر بولی۔

"مم.... دو.... ہپ!" نوجوان ہکلا کر رہ گیا۔

"تم شاید پاگل ہو!" وہ میز پر کہنیاں ٹیک کر آگے جھکتی ہوئی آہستہ سے بولی! "اس خطرناک علاقے میں اپنی امارت جتاتے پھرنے کا یہی مطلب ہو سکتا ہے!"

"خطرناک علاقہ!" نوجوان آنکھیں پھاڑ کر کرسی کی پشت سے ٹک گیا۔

"ہاں میرے طوطے! کیا تم پہلی بار یہاں آئے ہو۔"

نوجوان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیوں آئے ہو!"

"اس نے یہیں ملنے کا وعدہ کیا تھا!" نوجوان نے شرما کر کہا۔

"کس نے!.... کیا کوئی لڑکی ہے!"

نوجوان نے پھر سر ہلا دیا! لیکن اس بار اس نے شرم کے مارے اس سے آنکھیں نہیں ملائیں! وہ کسی ایسی کنواری لڑکی کی طرح لجا رہا تھا جس کے سامنے اس کی شادی کا تذکرہ چھیڑ دیا گیا ہو!

روشی نے اس پر ترحم آمیز نظر ڈالی۔

"اگر اس نے یہاں ملنے کا وعدہ کیا تھا تو وہ کوئی اچھی لڑکی نہیں ہو سکتی!"

"کیوں!" نوجوان چونک کر بولا۔

"لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم اتنے روپے کیوں ساتھ لئے پھر رہے ہو!" روشی نے اس کے سوال کو

نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"جب تک اتنی ہی رقم میری جیب میں نہ ہو.... میں گھر سے باہر نہیں نکلتا۔"

اچانک ایک دلال نے روشی کو اشارہ کیا! غالباً اس اشارے کا یہی مطلب تھا کہ اسے قمار خانے لے چلو!.... لیکن روشی نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

"تب تو پھر ہو سکتا ہے کہ یہ تمہاری زندگی کی آخری رات ہو۔" روشی نے نوجوان سے کہا۔

"کیوں خواہ مخواہ ڈرا رہی ہو!" نوجوان خوف زدہ سی آواز میں بولا۔ "میں یونہی بڑا بدنصیب آدمی ہوں۔ پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھا سکتا! کوئی چیز ٹھنڈی معلوم ہوتی ہے اور کوئی چیز کڑوی! بڑا تھرڈ کلاس ہوٹل ہے میرے نانا کے گاؤں والی سرائے میں یہاں سے بدرجہا بہتر کھانا ملتا ہے۔"

روشی عجیب نظروں سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔ کچھ دیر خاموش رہی پھر وہ اٹھتا ہوا بولا۔ "اچھا اب میں جاؤں گا۔"

"شائد تم اس شہر کے ہی نہیں ہو!" روشی نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

"کیا تم غیب کی باتیں بھی بتا سکتی ہو!" نوجوان کے لہجے میں حیرت تھی! وہ پھر بیٹھ گیا!

"یہاں سے نکلنے کے بعد تمہیں سڑک تک پہنچنے کے لئے ایک ویرانہ طے کرنا پڑے گا!" روشی نے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ تم چیخ بھی نہ سکو اور کئی انچ لمبا ٹھنڈا لوہا تمہارے جسم میں اتر جائے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"تم باہر مار ڈالے جاؤ گے بدھو!" روشی دانت پیس کر بولی۔ "کیا تم نے اس علاقے کی ہولناک وارداتوں کے متعلق اخبارات میں بھی نہیں پڑھا۔"

"میں کچھ نہیں جانتا!" نوجوان نے بے چینی سے پہلو بدل کر کہا۔

"وہ لڑکی کس وقت آئے گی!"

"اوہ اب تو آٹھ بج گئے! اس نے سات بجے ملنے کا وعدہ کیا تھا!"

"تم اسے کب سے جانتے ہو!"

"کل سے!"

"کیا مطلب!"

"ہاں ہاں کل سے! کل وہ مجھے ریلوے ویٹنگ روم میں ملی تھی!"

"اور تم آج یہاں دوڑے آئے! واقعی بدھو ہو۔"

"بات یہ ہے.... کک.... کہ...."

"فضول باتیں نہ کرو! تمہارے لئے دونوں صورتیں خطرناک ہیں۔ لیکن ایک میں جان

جانے کا خدشہ نہیں! البتہ لٹ ضرور جاؤ گے!"

"تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی!"

"باہر پھیلے ہوئے اندھیرے پر ایک خطرناک آدمی کی حکومت ہے اور وہ آدمی بعض اوقات یونہی تفریحاً بھی کسی نہ کسی کو ضرور قتل کر دیتا ہے! مگر تم.... تم تو سونے کی چڑیا ہو اس لئے تمہیں جان و مال دونوں سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔"

"کس مصیبت میں پھنس گیا!" نوجوان نے گلوگیر آواز میں کہا۔

"جب تک میں کہوں خاموشی سے یہیں بیٹھے رہو!" روشی نے کہا۔

"لیکن.... تم نے یہاں بھی کسی خطرے کا تذکرہ کیا تھا۔"

"یہاں تم لٹ جاؤ گے پیارے طوطے!" روشی نے مسکرا کر پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

"ادھر جوا ہوتا ہے اور جوئے خانے کے دلال تمہاری تاک میں ہیں۔"

"واہ.... وا...." احمق نے ہنس کر کہا۔ "یہ تو بڑی اچھی بات ہے! میں جوا کھیلنا پسند کروں گا! مجھے وہاں لے چلو!"

"اوہ! میں سمجھی! تم یہاں جوا کھیلنے آئے ہو!"

"نہیں.... یہ بات نہیں.... اف وہ ابھی تک نہیں آئی.... ارے بھئی قسم لے لو.... میں جوا کھیلنے کی نیت سے نہیں آیا تھا! مگر اب کھیلوں گا ضرور۔ ایسے مواقع روز روز نہیں ملتے!"

"یعنی تم حقیقتاً جواری نہیں ہو!"

"نہیں! میں یہ بھی نہیں جانتا کہ جوا کھیلا کس طرح جاتا ہے۔"

"تب پھر کیسے کھیلو گے!"

"بس کسی طرح! صرف ایک بار تجربے کے لئے کھیلنا چاہتا ہوں! سچ کہتا ہوں ایسا موقع پھر کبھی نہیں ملے گا!"

"کیسا موقع!"

"بات یہ ہے!" احمق آگے جھک کر رازدارانہ انداز میں بولا۔ "نہ یہاں ڈیڈی ہیں اور نہ ممی!"

روشی بے اختیار ہنس پڑی۔ لیکن اس نوجوان کے چہرے پر حماقت آمیز سنجیدگی دیکھ کر خود بھی سنجیدہ ہو گئی اور نہ جانے کیوں اس وقت وہ خود کو بھی بیوقوف محسوس کرنے لگی تھی۔

"ڈیڈی اور ممی!" نوجوان پھر بولا "مجھے کڑی پابندیوں میں رکھتے ہیں! لیکن میں دنیا دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں اب بڑا ہو گیا ہوں نا.... ہے کہ نہیں!.... دیکھ لو وہ اب تک نہیں آئی...."

"میں تمہیں جوا نہ کھیلنے دوں گی! سمجھے!"

"کیوں!.... واہ.... اچھی رہی! تم ہو کون مجھے روکنے والی۔ میں نے آج سے پہلے کبھی تمہیں دیکھا تک نہیں۔"

"تم جوا نہیں کھیلو گے!" روشی اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولی!

"دیکھتا ہوں۔ تم کیسے روکتی ہو مجھے!"

اتنے میں قمار خانے کا ایک دلال اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کی میز کی طرف بڑھا۔ صورت ہی سے خطرناک آدمی معلوم ہو رہا تھا! چہرے پر گھنی مونچھیں تھیں اور خفیف سے کھلے ہوئے ہونٹوں سے اس کے دانت دکھائی دیتے تھے! آنکھوں سے درندگی جھانک رہی تھی! وہ ایک کرسی کھینچ کر روشی کے سامنے بیٹھ گیا۔

"کیا یہ تمہارے دوست ہیں!" اس نے روشی سے پوچھا۔

"ہاں!" روشی کے لہجے میں تلخی تھی۔

"کیا پہلی بار یہاں آئے ہیں۔"

"ہاں.... ہاں!" روشی جھلا گئی۔

"ناراض معلوم ہوتی ہو!" وہ لگاوٹ کے سے انداز میں بولا!

"جاؤ! اپنا دھندا دیکھو! یہ جواری نہیں ہے!"

"میں ضرور جوا کھیلوں گا!" احمق نے میز پر گھونسہ مار کر کہا! "تم مجھے نہیں روک سکتیں! سمجھیں!"

"اوہ یہ بات ہے!" دلال روشی کو گھورنے لگا! اس کی آنکھوں میں کینہ توزی کی جھلک تھی۔

پھر وہ احمق کی طرف مڑ کر بولا۔ "نہیں مسٹر آپ کو کوئی نہیں روک سکتا! آپ جیسے خوش قسمت لوگ یہاں سے ہزاروں روپے بٹور کر لے جاتے ہیں اور ان کی یہ کشادہ پیشانی آہاہا.... فتح مندی اور نصیب وری کی نشانی ہے! میرے ساتھ آئیے۔ میں آپ کو یہاں کھیلنے کے گر بتاؤں گا۔ جیت پر صرف پندرہ روپے فیصدی کمیشن.... بولئے ٹھیک ہے نا!"

"بالکل ٹھیک ہے یار!" احمق اس کے پھیلے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔ "اٹھو۔"

روشی وہیں بیٹھی رہ گئی اور وہ دونوں اٹھ کر قمار خانے کی طرف چلے گئے۔

O

روشی خواہ مخواہ بور ہو رہی تھی! اسے تکلیف پہنچی تھی! نہ جانے کیوں؟ وہ جہاں تھی وہیں بیٹھی رہی! اس کے ذہن میں آندھیاں سی اٹھ رہی تھیں۔ بڑی عجیب بات تھی! آج اس سے

پہلی ملاقات تھی۔ وہ بھی زبردستی کی! لیکن اس کے باوجود بھی وہ محسوس کر رہی تھی جیسے اس احمق کے روپئے کی بناء پر برسوں پرانی دوستی ٹوٹ گئی ہو! اس نے اس کا کہنا کیوں نہیں مانا! اس کی بات کیوں رد کر دی۔

پھر اسے اپنی اس حماقت پر ہنسی آنے لگی۔ آخر وہ اسے منع کرنے والی ہوتی ہی کون ہے!... پتہ نہیں.... وہ کون ہے۔ کہاں سے آیا ہے؟ کل کہاں ہوگا؟ ایسے آدمی کے لئے اس قسم کا جذبہ رکھنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے اس سے پہلے ایک نہیں سینکڑوں آدمیوں سے مل چکی تھی! اور انہیں اچھی طرح لوٹتے وقت بھی اس کے دل میں رحم کا جذبہ نہیں بیدار ہوا تھا۔ لیکن اس احمق نوجوان کو دوسروں کے ہاتھوں لٹتے دیکھ کر نہ جانے کیوں اس کی انسانیت جاگ اٹھی تھی! اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا کوئی نالائق لڑکا اس کا دل توڑ گیا ہو۔

"وہ جہنم میں جائے!" وہ آہستہ سے بڑبڑائی اور ویٹر کو بلا کر ایک پگ وہسکی کا آرڈر دیا۔

پھر اس نے اس طرح اپنے سر کو جھٹکا دیا جیسے اس احمق کے تصور سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہو۔

اس نے سوچا کہ وہ پی چکنے کے بعد یہاں سے اٹھ ہی جائے گی! ضرور اٹھ جائے گی۔

لیکن اٹھ جانے کا تہیہ کر لینے کے باوجود بھی وہ وہیں بیٹھی رہی.... سوچتی رہی.... اسی احمق نوجوان کے متعلق.... ایک گھنٹہ گزر گیا اور پھر وہ اسے دوبارہ دکھائی دیا۔

وہ قمار خانے کے دروازے میں کھڑا اپنے چہرے سے پسینہ پونچھ رہا تھا دونوں کی نظریں ملیں اور وہ تیر کی طرح اس میز کی طرف آیا۔

"تم ٹھیک کہتی تھیں!" وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر ہانپتا ہوا بولا۔ "میں نے تین ہزار روپے کھو دیئے!"

روشی اسے گھورتی رہی پھر دانت پیس کر بولی۔ "جاؤ چلے جاؤ! ورنہ الٹا ہاتھ رسید کر دوں گی۔"

"نہیں.... میں نہیں جاؤں گا.... تم نے کہا تھا کہ باہر خطرہ ہے!"

روشی خاموش ہو گئی۔ وہ کچھ سوچ رہی تھی۔!

"بتاؤ میں کیا کروں۔" احمق نے پھر کہا۔

"جہنم میں جاؤ۔"

"میں بھی کتنا گدھا ہوں!" احمق خود سے بولا "بھلا یہ بیچاری کیا بتائے گی۔"

احمق کرسی سے اٹھ گیا! روشی بُری طرح جھلائی ہوئی تھی! اس نے ذرہ برابر بھی پرواہ نہ کی۔ وہ اسے باہر جاتے دیکھتی رہی۔ حتیٰ کہ وہ صدر دروازے سے گذر گیا!

اچانک اس کے خیالات کی رو پلٹی اور وہ پھر اس کیلئے بے چین ہو گئی! اس کے ذہن میں با

کے اندھیرے کا تصور رینگنے لگا اور وہ مضطربانہ انداز میں کھڑی ہو گئی!-- وہ پھر اس احمق کے متعلق سوچ رہی تھی! اس نے صرف تین ہزار گنوائے تھے لیکن اس کے بعد بھی اس کی جیبوں میں کافی رقم ہو گی! وہ بڑے نوٹوں کی کئی گڈیاں تھیں.... یقیناً تیس یا چالیس ہزار ہو سکتا ہے یا اس سے بھی زیادہ--!

اس نے بڑی تیزی سے اپنا وینٹی بیگ اٹھایا اور ہوٹل سے نکل گئی۔ باہر اندھیرے کی حکمرانی تھی۔ کافی فاصلے پر اسے ایک تاریک سایہ نظر آ رہا تھا! متحرک سایہ.... جو اس احمق کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا.... سامنے چھوٹے چھوٹے ٹیلے تھے اور بائیں طرف گھنی جھاڑیوں کا سلسلہ میلوں تک پھیلا ہوا تھا۔ سڑک تک پہنچنے کے لئے ان ٹیلوں کے درمیان سے گزرنا ضروری تھا! لیکن موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ وقت اس کے لئے موزوں نہیں تھا! خود پولیس اس علاقے کو خطرناک قرار دے چکی تھی!

روشی دل ہی دل میں خود کو برا بھلا کہہ رہی تھی۔ کیوں نہ اس نے اس کو ادھر جانے سے باز رکھا۔ اس نے اسے وہ راستہ کیوں نہ بتا دیا جو بندرگاہ کی طرف جاتا تھا۔

اب وہ اس الجھن میں پڑ گئی تھی وہ اسے کس طرح آواز دے۔ وہ اس کے نام سے بھی واقف نہیں تھی!

اچانک اسے تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک دوسرا سایہ دکھائی دیا جو پہلے سائے کے پیچھے تھا اور یک بیک کسی ٹیلے کی اوٹ سے نمودار ہوا تھا! پھر اس نے اسے اگلے سائے پر جھپٹتے دیکھا-- اور وہ اپنی بے ساختہ قسم کی چیخ کو کسی طرح نہ دبا سکی، جو اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی سناٹے میں دور تک لہراتی چلی گئی تھی!

دونوں سائے گتھے ہوئے زمین پر گرے.... پھر ایک فائر ہوا اور ایک سایہ اچھل کر جھاڑیوں کی طرف بھاگا۔

روشی بدحواسی میں سیدھی دوڑی چلی گئی۔

اس نے تاروں کی چھاؤں میں ایک آدمی کو زمین پر پڑے دیکھا.... دوسرا غائب ہو چکا تھا۔

اسے یقین تھا کہ وہ اس احمق آدمی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا....

"کیا ہوا!" وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں اس پر جھک پڑی۔

"نیند آ رہی ہے!" احمق نے تھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"اٹھو!" وہ اسے جھنجھوڑنے لگی۔ "بھاگو پوری قوت سے ہوٹل کی طرف بھاگو!"

احمق اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے روشی کو کندھے پر لاد کر ہوٹل کی

طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ روشی "ارے ارے" ہی کرتی رہ گئی!

پھر تھوڑی ہی دیر بعد دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہانپ رہے تھے اور وہ ہوٹل کے صدر دروازے کے قریب تھے! فائر اور چیخ کی آواز سن کر یہاں پہلے ہی سے بھیڑ اکٹھی ہو گئی تھی!

"کہیں چوٹ تو نہیں آئی۔" روشی نے اس سے پوچھا۔

"چوٹ آئی نہیں بلکہ ہو گئی! میں اس وقت کوڑی کوڑی کو محتاج ہوں!"

ہوٹل کا منیجر انہیں اندر لایا اور سیدھا اپنے کمرے میں لیتا چلا گیا۔

"آپ نے بڑی غلطی کی ہے!" اس نے احمق سے کہا۔

"ارے جناب! میں شام کو ادھر ہی سے آیا تھا!"

"کیا آپ نے سڑک کے کنارے لگے ہوئے بورڈ پر نظر نہیں ڈالی تھی جس پر تحریر ہے کہ سات بجے کے بعد اس طرف جانے والوں کی جان و مال کی حفاظت نہیں کی جا سکتی! یہ بورڈ محکمہ پولیس کی طرف سے نصب کرایا گیا ہے۔"

"میں نے نہیں دیکھا تھا!"

"کتنی رقم گئی!" منیجر نے متاسفانہ لہجے میں پوچھا۔

"سینتالیس ہزار---!"

"میرے خدا!" منیجر کی آنکھیں متحیرانہ انداز میں پھیل گئیں!

"اور تین ہزار آپ کے قمار خانے میں ہار گیا۔"

"مجھے افسوس ہے!" منیجر نے مغموم انداز میں کہا۔ "مگر جوا تو مقدر کا کھیل ہے ہو سکتا ہے کل آپ چھ ہزار کی جیت میں رہیں۔"

"اٹھو یہاں سے!" روشی احمق کا ہاتھ کھینچتی ہوئی بولی۔

وہ دونوں منیجر کے کمرے سے باہر نکل آئے۔ ایک بار پھر لوگ ان کے گرد اکٹھا ہونے لگے تھے! لیکن روشی اسے ان کے نرغے سے صاف نکال لے گئی۔

وہ دوسری طرف کے دروازے سے پیدل بندرگاہ کی طرف جا رہے تھے۔

"کیوں طوطے اب کیا خیال ہے۔" روشی نے اس سے پوچھا۔

"اب خیال یہ ہے کہ میں اپنے روپے وصول کئے بغیر یہاں سے نہیں جاؤں گا! پچاس ہزار کی رقم تھوڑی نہیں ہوتی...."

"لیکن تم اتنی رقم لے کر آئے ہی کیوں تھے۔"

"مجھے پچاس بھینسیں خریدنی تھیں!"

"بھینسیں!"

"ہاں بھینسیں-- اور میں ان بھینسوں کے بغیر واپس نہیں جا سکتا کیوں کہ میرے ڈیڈی ذرا غصہ ور قسم کے آدمی ہیں!"

"کیا وہ بھینسوں کی تجارت کرتے ہیں!"

"نہیں۔ انہیں بھینسوں سے عشق ہے!" احمق نے سنجیدگی سے کہا اور روشی بے ساختہ ہنس پڑی۔

"ہائیں تم مذاق سمجھی ہو کیا!" احمق نے حیرت سے کہا۔ "یہ حقیقت ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش زیادہ سے زیادہ بھینسیں دیکھ کر بے حد خوش ہوتے ہیں!"

"وہ اور کیا کرتے ہیں! یعنی ذریعہ معاش کیا ہے!"

"یہ تو مجھے نہیں معلوم!"

"تم پاگل تو نہیں ہو!" روشی نے پوچھا۔

"پتہ نہیں!"

"اب تمہارے پاس کتنی رقم ہے۔"

"شاید ایک چونی! رقم کی فکر نہ کرو۔ میں ایک ایک پائی وصول کرلوں گا!"

"کس سے!"

"جس نے چھینی ہے اس سے!"

"طوطے تم بالکل گدھے ہو!" روشی ہنسنے لگی۔ "پتہ نہیں زندہ کیسے ہو! وہ آدمی اپنے شکاروں کو زندہ نہیں چھوڑتا۔"

"وہ آخر ہے کون!"

"کوئی نہیں جانتا۔ پولیس والے اس علاقے میں قدم رکھتے ہوئے تھراتے ہیں! وہ اب تک نہ جانے کتنے آفیسروں کو جان سے مار چکا ہے۔"

"ہو سکتا ہے.... مگر میں اپنے روپے وصول کرلوں گا۔"

"کس طرح بڈھے طوطے۔"

"کل سر شام ہی ان جھاڑیوں میں چھپ جاؤں گا۔"

روشی بے تحاشہ ہنسنے لگی!

"طوطے تم سچ مچ پاگل ہو!" اس نے کہا۔ "یہ بتاؤ تمہارا قیام کہاں ہے!"

"ہوٹل لبرا سکا میں!"

"لیکن اب تمہاری جیبیں خالی ہو چکی ہیں! وہاں کیسے رہو گے۔"

"اس کی فکر نہیں! وہاں سے کسی خیراتی مسافر خانے میں چلا جاؤں گا، لیکن بھینسوں کے بغیر واپسی ناممکن ہے!"

روشی خاموش ہو گئی۔ بندرگاہ کے قریب پہنچ کر اس نے ایک ٹیکسی رکوائی۔

"چلو بیٹھو!"

"مجھے بھوک لگ رہی ہے!"

"تو اب تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں کھانا بھی کھلاؤں۔" روشی اسے ٹیکسی میں دھکیلتی ہوئی بولی۔

وہ دونوں بیٹھ گئے اور ٹیکسی چل پڑی۔

"تم یہ نہ سمجھو کہ میں مفلس ہوں-- میں نے یہ کہا تھا کہ میری جیب میں ایک چونی ہے۔ لیکن ٹھہرو میں الو نہیں ہوں! پردیس میں اپنا سارا روپیہ ایک جگہ نہیں رکھتا!"

احمق خاموش ہو کر اپنے جوتے کا فیتہ کھولنے لگا-- اس نے دونوں جوتے اتار دیئے اور انہیں الٹا کر کے جھٹکنے لگا! دوسرے لمحے میں اس کے ہاتھ پر دو نوٹوں کی گڈیاں تھیں!"

"یہ ڈھائی ہزار ہیں!" احمق نے بڑی سادگی سے کہا۔

"اگر اب میں انہیں ہتھیالوں تو!" روشی مسکرا کر بولی۔

"تم ہرگز ایسا نہیں کر سکتیں۔ میں تمہیں ڈرادوں گا۔"

"ڈرادو گے!"

"ہاں میرے پاس ریوالور ہے اور میں نے اس آدمی پر بھی فائر کیا تھا۔"

"کیا تمہارے پاس لائسنس ہے۔"

"میں لائسنس وغیرہ کی پرواہ نہیں کرتا.... یہ دیکھو میں جھوٹ نہیں کہہ رہا۔"

احمق نے جیب سے ریوالور نکال کر روشی کی طرف بڑھا دیا-- اور روشی بے تحاشہ ہنسنے لگی! ریوالور کی چرخی میں پٹاخوں کی ریل چڑھی ہوئی تھی اور وہ ساڑھے چار روپے والا ٹوائے ریوالور تھا۔

"طوطے!" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم آدمیوں کے کس ریوڑ سے تعلق رکھتے ہو!"

"دیکھو! تم بہت بڑھی جا رہی ہو۔" احمق غصے میں بولا۔ "ابھی تک تم مجھے طوطا کہتی رہی ہو لیکن میں کچھ نہیں بولا تھا.... لیکن اب جانور کہہ رہی ہو!"

"نہیں میں نے جانور تو نہیں کہا۔"

"پھر ریوڑ کا اور کیا مطلب ہوتا ہے! بھینس میرے ڈیڈی کی ایک کمزوری ہے! میری نہیں!"

"پھر بھی تم طوطے سے مشابہت رکھتے ہو!" روشی نے چھیڑنے والے انداز میں کہا۔

"ہرگز نہیں رکھتا.... تم جھوٹی ہو.... تم اسے ثابت نہیں کر سکتیں کہ میں طوطے سے مشابہت رکھتا ہوں۔"

"پھر کبھی ثابت کر دوں گی! یہ بتاؤ کہ تم....!"

لیکن جملہ پورا ہونے سے قبل ہی اس کی آواز ایک بے ساختہ قسم کی چیخ میں تبدیل ہو گئی! برابر سے گزرتی ہوئی ایک کار سے فائر ہوا تھا۔

"روکو.... ڈرائیور.... روکو۔" احمق چیخا۔

کار ایک جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔ ڈرائیور پہلے ہی خوف زدہ ہو گیا تھا--!

دوسری کار فراٹے بھرتی ہوئی اندھیرے میں گم ہو گئی۔ اس کی عقبی سرخ روشنی بھی غائب تھی! احمق روشی پر جھکا ہوا تھا۔

"عورت.... اے عورت.... ارر.... لل.... لڑکی!" وہ اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔

روشی کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ اس طرح ہانپ رہی تھی۔ جیسے گھونسلے سے گرا ہوا چڑیا کا بچہ ہانپتا ہے!

عمران کے جھنجھوڑنے پر بھی اس کے منہ سے آواز نہ نکلی۔

"ارے کچھ بولو بھی.... کیا گولی لگی ہے۔"

روشی نے نفی میں سر ہلا دیا۔

یہ حقیقت تھی کہ وہ صرف سہم گئی تھی! اس نے قریب سے گزرتی ہوئی کار کی کھڑکی میں شعلے کی لپک دیکھی تھی.... اور پھر فائر کی آواز.... ورنہ گولی تو شاید ٹیکسی کی چھت پر پھسلتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی تھی۔

"یہ کیا تھا صاحب!" ڈرائیور نے سہمی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"پٹاخہ....!" احمق سر ہلا کر بولا۔ "میرے ایک شریر دوست نے مذاق کیا ہے!.... چلو آگے بڑھاؤ! ہاں.... لیکن اندر کی روشنی بجھا دو۔ ورنہ وہ پھر مذاق کرے گا۔"

پھر وہ روشی کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ "گھر کا پتہ بتاؤ.... تاکہ تمہیں وہاں پہنچا دوں!"

روشی سنبھل کر بیٹھ گئی! اس کی سانسیں ابھی تک چڑھی ہوئی تھیں!

"کیا یہ وہی ہو سکتا ہے!" احمق نے آہستہ سے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔" روشی ہانپتی ہوئی بولی۔

"تو اب یہ مستقل طور پر پیچھے پڑ گیا!" احمق نے بڑے بھولے پن سے پوچھا۔

"اوہ.... طوطے! اب میری زندگی بھی خطرے میں ہے!"

"ارے.... تمہاری کیوں!"

"وہ پاگل ہے جس کے بھی پیچھے پڑ جائے ہر حال میں مار ڈالتا ہے! ایسے کیس بھی ہو چکے ہیں کہ بعض لوگ اس کے پہلے حملے سے بچ جانے کے بعد دوسرے حملے میں مارے گئے ہیں!"

"آخر وہ ہے کون؟ اور کیا چاہتا ہے؟ روپے تو چھین چکا! پھر اب کیا چاہئے؟"

"میں نہیں جانتی کہ وہ کون ہے اور کیا چاہتا ہے۔ بہر حال یہ سب کچھ تمہاری حماقتوں کی وجہ سے ہوا۔"

"یعنی تم چاہتی ہو کہ میں چپ چاپ مر جاتا!" احمق نے بڑی سادگی سے سوال کیا۔

"نہیں طوطے! تمہیں اس طرح اپنی امارت کا اظہار نہیں کرنا چاہئے تھا!"

"مجھے کیا معلوم تھا کہ یہاں کے لوگ پچاس ہزار جیسی حقیر رقم پر بھی نظر رکھ سکتے ہیں!"

"تم اسے حقیر رقم کہتے ہو۔" روشی نے حیرت سے کہا۔ "ارے میں نے اپنی ساری زندگی میں اتنی رقم یکمشت نہیں دیکھی.... طوطے! تم آدمی ہو یا ٹکسال...."

"چھوڑو اس تذکرے کو! تم کہہ رہی تھیں کہ تم خود کو خطرے میں محسوس کر رہی ہو!"

"ہاں یہ حقیقت ہے!"

"کہو تو میں یہ رات تمہارے ہی ساتھ گذاروں!"

"اوہ طوطے ضرور.... ضرور.... ایک بات میں نے ضرور مارک کی ہے! تم بالکل طوطے ہونے کے باوجود بھی لاپرواہ اور نڈر ہو! لیکن تمہارا یہ ریوالور ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکا۔"

"اچھا تو پھر -- میں تمہارے ساتھ ہی چل رہا ہوں! لیکن کیا تمہارے گھر پر کچھ کھانے کو مل سکے گا!"

O

"دیکھو یہ رہا میرا چھوٹا سا فلیٹ!" روشی نے کہا۔

وہ دونوں فلیٹ میں داخل ہو چکے تھے اور احمق اتنے اطمینان سے ایک صوفے میں گر گیا تھا جیسے وہ ہمیشہ سے یہیں رہتا آیا ہو!

"یہ مجھے اس صورت میں اور زیادہ اچھا معلوم ہو گا اگر کھانے کو کچھ مل جائے!" احمق نے سنجیدگی سے کہا۔

"اس کے لئے تمہیں میرا ہاتھ بٹانا پڑے گا! میں یہاں تنہا رہتی ہوں!"

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہ کھانے کی میز پر تھے اور احمق بڑھ بڑھ کر ہاتھ مار رہا تھا۔

"اب مزا آرہا ہے!" وہ منہ چلاتا ہوا بولا۔ "اس ہوٹل کے کھانے بڑے واہیات ہوتے ہیں!"

"طوطے.... کیا تم حقیقتاً ایسے ہی ہو جیسے نظر آتے ہو۔" وہ اسے غور سے دیکھنے لگی!

"میں نہیں سمجھا!"

"کچھ نہیں۔ میں نے ابھی تک تمہارا نام تو پوچھا ہی نہیں!"

"تو اب پوچھ لو.... لیکن مجھے اپنا نام قطعی پسند نہیں!"

"کیا نام ہے!"

"عمران.... علی عمران!"

"کیا کرتے ہو!"

"خرچ کرتا ہوں! جب پیسے نہیں ہوتے تو صبر کرتا ہوں!"

"پیسے آتے کہاں سے ہیں۔"

"آہ...." عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "یہ بڑا بیڈھب سوال ہے! اگر کسی انٹرویو میں پوچھ لیا جائے تو مجھے نوکری سے مایوس ہونا پڑے۔ میں بچپن سے یہی سوچتا آیا ہوں کہ پیسے کہاں سے آتے ہیں! لیکن افسوس آج تک اس کا جواب پیدا نہیں کر سکا! بچپن میں سوچا کرتا تھا کہ شائد کلدار روپے بسکٹ سے نکلتے ہیں۔"

"بہر حال تم اپنے متعلق کچھ بتانا نہیں چاہتے!"

"اپنے متعلق میں نے سب کچھ بتا دیا ہے! لیکن تم زیادہ تر ایسی ہی باتیں پوچھ رہی ہو جن کا تعلق مجھ سے نہیں بلکہ میرے ڈیڈی سے ہے!"

"میں سمجھی! یعنی تم خود کوئی کام نہیں کرتے!"

"اف فوہ....! ٹھیک.... بالکل ٹھیک!.... بعض اوقات میرا دماغ غیر حاضر ہو جاتا ہے.... غالباً مجھے تمہارے سوال کا یہی جواب دینا چاہئے تھا! -- اچھا تمہارا کیا نام ہے!"

"روشی!"

"واقعی! تم صورت ہی سے روشی معلوم ہوتی ہو!"

"کیا مطلب!"

"پھر وہی مشکل سوال! جو کچھ میری زبان سے نکلتا ہے اسے میں سمجھا نہیں سکتا! بس یونہی! نہیں کیا بات ہے! غالباً مجھے یہ کہنا چاہئے تھا کہ تمہارا نام بھی تمہاری ہی طرح.... کیا

ہے... اچھا بتاؤ کیا کہیں گے بڑی مشکل ہے! ابھی وہ لفظ ذہن میں تھا... غائب ہو گیا--!"

عمران بے بسی سے اپنی پیشانی رگڑنے لگا۔

روشی اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا سمجھے! نیم دیوانہ یا کوئی بہت بڑا مکار-- مگر مکار سمجھنے کے لئے کوئی معقول دلیل اس کے ذہن میں نہیں تھی۔ اگر وہ مکار ہوتا تو اتنی بڑی رقم اس طرح کیسے گنوا بیٹھتا!

"اب آہستہ آہستہ ساری باتیں میری سمجھ میں آ رہی ہیں!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا! "وہ لڑکی جو ویٹنگ روم میں ملی تھی اس بدمعاش کی ایجنٹ رہی ہوگی!.... ہاں.... اور کیا ورنہ وہ مجھے اس ہوٹل میں کیوں بلاتی.... مگر جوشی.... آر.... کیا نام ہے تمہارا.... اوہ.... روشی.... روشی! وہ لڑکی مجھے اچھی لگتی تھی.... اور اب نہ جانے کیوں تم اچھی لگنے لگی ہو! مجھے بڑا افسوس ہے کہ میں نے تمہارے کہنے پر عمل نہ کیا.... کیا تم اب میری مدد نہ کرو گی!"

روشی بڑے دلآویز انداز میں مسکرا رہی تھی۔

"میں کس طرح مدد کر سکتی ہوں!" اس نے پوچھا۔

"دیکھو روشی.... روشی.... واقعی یہ نام بہت اچھا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے زبان کی نوک مصری کی ڈلی سے جا لگی ہو.... روشی.... واہ.... وا.... ہاں تو روشی میں اپنی کھوئی ہوئی رقم واپس لینا چاہتا ہوں!"

"ناممکن ہے! تم بالکل بچوں کی سی باتیں کر رہے ہو! تم نے وہ رقم بینک میں نہیں رکھوائی تھی کہ واپس مل جائے گی۔"

"کوشش کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا!.... آہا.... آہا.... کیا تم نے نپولین کی زندگی کے حالات نہیں پڑھے!"

"میرے طوطے!" روشی ہنس کر بولی۔ "تم اتنی جلدی پالنے سے باہر کیوں آ گئے!"

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں!" عمران کسی ضدی بچے کی طرح جھلا کر بولا۔

روشی کی ہنسی تیز ہو گئی! وہ بالکل اسی طرح ہنس رہی تھی جیسے کسی ناسمجھ بچے کو چڑا رہی ہو!

"اچھا تو میں جا رہا ہوں!" عمران بگڑ کر اٹھتا ہوا بولا۔

"ٹھہرو! ٹھہرو!" وہ یک بیک سنجیدہ ہو گئی۔ "چلو بتاؤ۔ کیا کہہ رہے تھے!"

"نہیں بتاتا!" عمران بیٹھتا ہوا بولا۔ "میں کسی سے مشورہ لئے بغیر ہی نپٹ لوں گا!"

"نہیں مجھے بتاؤ کہ تم کیا کرنا چاہتے ہو!"

"کتنی بار حلق پھاڑوں کہ میں اس سے اپنے روپے وصول کرنا چاہتا ہوں!"

"خام خیالی ہے بچہ!" روشی کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "اس علاقے میں پولیس کی بھی دال نہیں گلی! آخر تھک ہار کر اسے وہاں خطرے کا بورڈ لگانا پڑا۔"

"کیا ہوٹل والے بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔" عمران نے پوچھا!

"میں وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتی!"

"پولیس نے انہیں بھی ٹٹولا ہوگا۔"

"کیوں نہیں! عرصے تک اس ہوٹل میں پولیس کا ایک دستہ دن اور رات متعین رہا ہے، لیکن اس کے باوجود بھی وہ خطرناک آدمی کام کر ہی گذرتا تھا۔"

"روشی روشی! تم مجھے باز نہیں رکھ سکتیں!" عمران ڈائیلاگ بولنے لگا! "میں اس کا قلع قمع کئے بغیر یہاں سے واپس نہ جاؤں گا۔"

"بکواس مت کرو!" روشی جھنجھلا گئی۔ پھر اس نے کہا۔ "جاؤ اس کمرے میں سو جاؤ۔ بستر صرف ایک ہے۔ میں یہاں صوفے پر سو جاؤں گی۔"

"نہیں-- تم اپنے بستر پر جاؤ.... میں یہاں صوفے پر سو جاؤں گا۔" عمران نے کہا۔

اس پر دونوں میں بحث ہونے لگی۔ آخر کچھ دیر بعد عمران ہی کو خواب گاہ میں جانا پڑا اور روشی اسی کمرے کے ایک صوفے پر لیٹ گئی۔

ہلکی سردیوں کا زمانہ تھا! اس لئے اس نے ایک ہلکا سا کمبل اپنے پیروں پر ڈال لیا تھا! وہ اب بھی عمران ہی کے متعلق سوچ رہی تھی۔ لیکن اس خطرناک اور گمنام آدمی کا خوف بھی اس کے ذہن پر مسلط تھا۔

وہ آدمی کون تھا! اس کا جواب شاداب نگر کی پولیس کے پاس بھی نہیں تھا۔ اس نے اب تک درجنوں وارداتیں کی تھیں۔ لیکن پولیس اس تک پہنچنے میں ناکام رہی تھی! اور پھر سب سے عجیب بات تو یہ کہ ایک مخصوص علاقہ ہی اس کی چیرہ دستیوں کا شکار تھا! شہر کے دوسرے حصوں کی طرف وہ شاذ و نادر ہی رخ کرتا تھا!

روشی اس کے متعلق سوچتی اور اونگھتی رہی! اسے خوف تھا کہ کہیں وہ ادھر ہی کا رخ نہ کرے۔ اسی لئے اس نے روشنی بھی گل نہیں کی تھی اس کے ذہن پر جب بھی غنودگی طاری ہوتی اسے ایسا محسوس ہوتا جیسے اس کے کان کے پاس کسی نے گولی چلائی ہو۔ وہ چونک کر آنکھیں کھول دیتی!

دیوار کے ساتھ لگی ہوئی کلاک دو بجا رہی تھی اچانک وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھی! نہ جانے کیوں اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خطرے میں ہو۔

وہ چند لمحے خوفزدہ نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھتی رہی پھر صوفے سے اٹھ کر پنجوں کے بل چلتی ہوئی اس کمرے کے دروازے تک آئی جہاں وہ احمق نوجوان سو رہا تھا۔

اس نے دروازہ پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا دھکا دیا۔ دروازہ کھل گیا لیکن ساتھ ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ بستر خالی پڑا تھا اور کمرے کا بلب روشن تھا اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں اور حلق خشک ہونے لگا۔

اچانک ایک خیال بڑی تیزی سے اس کے ذہن میں چکرا کر رہ گیا۔ کہیں یہ بیوقوف نوجوان اسی خوفناک آدمی کا کوئی گرگا نہ رہا ہو!

وہ بے تحاشہ پلنگ کے سرہانے رکھی ہوئی تجوری کی طرف لپکی اس کا ہینڈل پکڑ کر کھینچا۔ تجوری مقفل تھی! لیکن وہ سوچنے لگی.... تجوری کی کنجی تو تکیے کے نیچے ہی رہتی ہے.... ایک بار پھر اس کی سانسیں تیز ہو گئیں! اس نے تکیہ الٹ دیا۔ تجوری کی کنجی جوں کی توں اپنی جگہ پر رکھی ہوئی ملی۔ لیکن روشی کو اطمینان نہ ہوا وہ تجوری کھولنے لگی-- مگر پھر آہستہ آہستہ اس کا ذہنی انتشار کم ہوتا گیا! اس کی ساری قیمتی چیزیں اور نقد رقم محفوظ تھی۔

پھر آخر وہ گیا کہاں؟ تجوری بند کر کے وہ سیدھی کھڑی ہو گئی! پچھلا دروازہ کھول کر باہر نکلی اور تب اسے احساس ہوا کہ وہ اسی دروازے سے نکل گیا ہوگا! دروازہ مقفل نہیں تھا۔ ہینڈل گھماتے ہی کھل گیا تھا! دوسری طرف کی راہداری تاریک پڑی تھی! وہ باہر نکلنے کی ہمت نہ کر سکی! اس نے دروازہ بند کر کے اندر سے مقفل کر دیا۔

وہ پھر اسی کمرے میں آ گئی جہاں صوفے پر سوئی تھی.... آخر وہ احمق اس طرح کیوں چلا گیا۔ وہ سوچتی رہی! آخر اس طرح بھاگنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ اسے زبردستی تو لائی نہیں تھی۔

وہ خود ہی آیا تھا! لیکن کیوں آیا تھا؟.... مقصد کیا تھا؟

اچانک اسے محسوس ہوا جیسے کسی نے بیرونی دروازہ پر ہاتھ مارا ہو۔ وہ چونک کر مڑی مگر اتنی دیر میں شیشے کے ٹکڑے چھنچھناتے ہوئے فرش پر گر چکے تھے۔

پھر ٹوٹے ہوئے شیشے کی جگہ سے ایک ہاتھ داخل ہو کر چٹخنی تلاش کرنے لگا بڑا سا بھلا سا ہاتھ جو بالوں سے ڈھکا ہوا تھا! روشی کے حلق سے ایک دبی دبی سی چیخ نکلی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ ہاتھ غائب ہو گیا اور روشی کو ایسا محسوس ہوا جیسے باہر راہداری میں دو آدمی ایک دوسرے سے ہاتھاپائی پر اتر آئے ہوں۔

روشی بیٹھی ہانپتی رہی! پھر اس نے ایک کریہہ سی آواز سنی اور ساتھ ہی ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی بہت وزنی چیز زمین پر گری ہو۔

پھر بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں۔

اور اب بالکل سناٹا تھا! قریب یا دور کہیں سے کسی قسم کی آواز نہیں آ رہی تھی البتہ خود روشی کے ذہن میں ایک نہ مٹنے والی "جھائیں جھائیں" گونج رہی تھی حلق خشک تھا اور آنکھوں میں جلن سی ہونے لگی تھی۔

وہ بے حس و حرکت سمٹی سمٹائی صوفے پر بیٹھی رہی! اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ تھوڑی دیر بعد اچانک پھر کسی نے دروازہ تھپتھپایا اور ایک بار پھر اسے اپنی روح جسم سے پرواز کرتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"میں ہوں! دروازہ کھولو--" باہر سے آواز آئی لیکن روشی اپنے کانوں پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھی-- آواز اسی نوجوان احمق کی معلوم ہوئی تھی۔

"پھوسی.... پھوسی.... آرر.... روشی دروازہ کھولو!.... میں ہوں، عمران!"

روشی اٹھ کر دروازے پر جھپٹی دوسرے ہی لمحے میں عمران اس کے سامنے کھڑا برے برے سے منہ بنا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر کئی جگہ ہلکی ہلکی سی خراشیں تھیں اور ہونٹوں پر خون پھیلا ہوا تھا۔ روشی نے مضطربانہ انداز میں اسے اندر کھینچ کر دروازہ بند کر دیا۔

"یہ کیا ہوا-- تم کہاں تھے۔"

"تین پیکٹ میں نے وصول کر لئے دو ابھی باقی ہیں! پھر سہی!" عمران نوٹوں کے تین بنڈل فرش پر پھینکتا ہوا بولا۔

"کیا وہی تھا" روشی نے خوفزدہ آواز میں پوچھا۔

"وہی تھا.... نکل گیا.... دو پیکٹ ابھی باقی ہیں!"

"تم زخمی ہو گئے ہو! چلو باتھ روم میں...." روشی اس کا ہاتھ پکڑ کر غسل خانے کی طرف کھینچتی ہوئی بولی۔

کچھ دیر بعد وہ پھر صوفے پر بیٹھے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے!

"تم باہر کیوں چلے گئے!" روشی نے پوچھا!

"میں تمہاری حفاظت کے لئے آیا تھا.... میں جانتا تھا کہ وہ ضرور آئے گا! وہ آدمی جو بیچ سڑک پر فائر کر سکتا ہے اسے مکانوں کے اندر گھسنے میں کب تامل ہوگا!"

"کیا تم واقعی بیوقوف ہو!" روشی نے حیرت سے پوچھا۔

"پتہ نہیں! میں تو خود کو افلاطون کا دادا سمجھتا ہوں مگر دوسرے کہتے ہیں کہ میں بے وقوف ہوں، کہنے دو اپنا کیا بگڑتا ہے! اگر میں عقلمند ہوں تو اپنے لئے احمق ہوں تو اپنے لئے۔"

"تو اب وہ نامعلوم آدمی میرا بھی دشمن ہو گیا!" روشی خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولی!

"ضرور ہو جائے گا! تم نے کیوں میری جان بچانے کی کوشش کی تھی!"

"اوہ.... مگر.... میں کیا کروں! کیا تم ہر وقت میری حفاظت کرتے رہو گے۔"

"دن کو وہ ادھر کا رخ ہی نہ کرے گا! رات کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔"

"مگر کب تک...."

"جب تک کہ میں اسے جان سے نہ مار دوں۔" عمران بولا۔

"تم.... تم آخر ہو کیا بلا!"

"میں بلا ہوں!" عمران برا مان گیا۔

"اوہ.... ڈیئر.... تم سمجھے نہیں!"

"ڈیئر.... یعنی کہ تم مجھے ڈیئر کہہ رہی ہو!" عمران مسرت آمیز لہجے میں چیخا۔

"ہاں کیوں کیا حرج ہے! کیا ہم گہرے دوست نہیں ہیں۔" روشی مسکرا کر بولی۔

"مجھے آج تک کسی عورت نے ڈیئر نہیں کہا!" عمران مغموم آواز میں بولا۔

O

شاداب نگر کے محکمہ سراغرسانی کے دفتر میں سب انسپکٹر جاوید کی خاصی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ ایک ذہین اور نوجوان آفیسر تھا! تعلق تو اس کا محکمہ سراغرسانی سے تھا لیکن اس کے بے تکلف دوست عموماً اسے تھانے دار کہا کرتے تھے! وجہ یہ تھی کہ ذہن کے ساتھ ہی ساتھ ڈنڈے کے استعمال کو بڑی اہمیت دیتا تھا۔ اس کا قول تھا کہ آج تک ڈنڈے سے زیادہ خوفناک سراغرساں اور کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔

اکثر وہ شبہے کی بناء پر ملزموں کی ایسی مرمت کرتا کہ انہیں چھٹی کا دودھ یاد آجاتا۔

وہ کافی لحیم شحیم آدمی تھا۔ بہتیرے تو اس کی شکل ہی دیکھ کر اقرار جرم کر لیتے تھے! مگر شاداب نگر کے اس مجرم کی جھلک بھی نہ دیکھ سکا تھا جس نے بندرگاہ کے علاقہ میں بسنے والوں کی نیندیں حرام کر رکھی تھیں۔

اس وقت سب انسپکٹر جاوید اپنے محکمے کے سپرنٹنڈنٹ کے آفس میں بیٹھا ہوا غالباً اس بات کا منتظر تھا کہ سپرنٹنڈنٹ اپنا کام ختم کر کے اس کی طرف متوجہ ہو!

سپرنٹنڈنٹ سر جھکائے کچھ لکھ رہا تھا! تھوڑی دیر بعد قلم رکھ کر اس نے ایک طویل انگڑائی

لی اور جاوید کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"بھئی میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تمہیں عمران صاحب کو اسسٹ کرنا ہو گا! اس سے بڑی بے بسی اور کیا ہو گی کہ ہمیں سنٹرل والوں سے مدد طلب کرنی پڑی ہے۔"

"عمران صاحب!" جاوید نے حیرت سے کہا۔ "وہی لی یوکا والے کیس کے شہرت یافتہ!"

"وہی.... وہی!" سپرنٹنڈنٹ سر ہلا کر بولا۔ "وہ حضرت یہاں پرسوں تشریف لائے ہیں اور ابھی تک ان کی شکل نہیں دکھائی دی! یہ سنٹرل والے بڑے چالاک ہوتے ہیں! اس کا خیال رہے کہ ڈیپارٹمنٹ کی بدنامی نہ کرانا -- یہاں تمہارے علاوہ اور کسی پر میری نظر نہیں پڑی!"

"آپ مطمئن رہیں! میں حتی الامکان کوشش کروں گا۔"

"خود سے کسی معاملے میں پیش پیش نہ رہنا۔ جو کچھ وہ کہے کرنا!"

"ایسا ہی ہو گا!"

فون کی گھنٹی بجی اور سپرنٹنڈنٹ نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو.... !اوہ آپ ہیں!.... جی.... جی.... اچھا ٹھہرئیے! ایک سیکنڈ!"

سپرنٹنڈنٹ نے پنسل اٹھا کر اپنی ڈائری میں کچھ لکھنا شروع کر دیا۔ ریسیور بدستور اس کے کان سے لگا رہا۔

کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "تو آپ مل کب رہے ہیں.... جی.... اچھا اچھا! بہت بہتر!" اس نے ریسیور رکھ دیا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر کچھ سوچنے لگا۔

"دیکھو جاوید" وہ تھوڑی دیر بعد بولا۔ "عمران صاحب کا فون تھا! انہوں نے کچھ جعلی نوٹوں کے نمبر لکھوائے ہیں اور کہا ہے کہ ان نمبروں پر کڑی نظر رکھی جائے جس کے پاس بھی ان نمبروں کا کوئی نوٹ نظر آئے اسے بیدریغ گرفتار کر لیا جائے۔ ان نمبروں کو لکھ لو۔ مگر اس کا مطلب کیا ہے، یہ میں بھی نہیں جانتا!"

"وہ یہاں کب آئیں گے!" جاوید نے پوچھا۔

"ایک بج کر ڈیڑھ منٹ پر!۔ بھئی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کا آدمی ہے۔ ویسے سنا جاتا ہے کہ آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹیز ہے اور اس نے اپنا سیکشن بالکل الگ بنایا ہے جو براہ راست ڈائریکٹر جنرل سے تعلق رکھتا ہے!"

"میں نے سنا ہے کہ ڈائریکٹر جنرل صاحب ان کے والد ہیں۔"

"ٹھیک سنا ہے -- مگر یہ کیا لغویت ہے.... ایک بج کر ڈیڑھ منٹ!"

O

عمران ریلوے اسٹیشن پر ٹہل رہا تھا! اسے اپنے ماتحت ہد ہد کی آمد کا انتظار تھا! ہد ہد جو ہکلا کر بولتا تھا اور دوران گفتگو بڑے بڑے لفظ ادا کرنے کا شائق تھا۔

ٹرین آئی.... اور نکل بھی گئی.... لیکن ہد ہد کا کہیں پتہ نہ تھا۔ عمران گیٹ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ بھیڑ زیادہ تھی۔ اس لئے ہد ہد کافی دیر بعد دستیاب ہو سکا۔

"ادھر آؤ!" عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر ویٹنگ روم کی طرف کھینچتا ہوا بولا۔

ہد ہد اس کے ساتھ گھسٹتا چلا جا رہا تھا.... ویٹنگ روم میں پہنچ کر اس نے کہا۔

"مم.... میرے.... اوسان.... بج.... بجا نہیں تھے! لل لہٰذا اب آداب بجا لاتا ہوں۔"

اس نے نہایت ادب سے جھک کر عمران کو فرشی سلام کیا۔

"جیتے رہو!" عمران اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔ "کیا تم اس شہر سے واقفیت رکھتے ہو۔"

"جی ہاں یہ.... مم.... میرے برادر نسبتی کا وطن مالوف ہے!"

میرے پاس وقت کم ہے! ورنہ تم سے برادر نسبتی اور وطن مالوف کے معنی پوچھتا! خیر تم یہاں مچھلیوں کا شکار کھیلنے کے لئے آئے ہو!"

"جی....!" ہد ہد حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "اس بات کا.... مم.... مطلب.... مم.... میرے ذہن نشین نن.... نہیں ہوا!"

"تم یہاں بندرگاہ کے علاقے میں مچھلیوں کا شکار کھیلو گے.... قیام اے بی سی ہوٹل میں ہو گا! بازار سے مچھلیوں کے شکار کا سامان خریدو اور چپ چاپ وہیں چلے جاؤ!.... جاؤ اور شکار کھیلو!"

"معاف کیجئے گا یہ مم میرے لئے ناممکن ہے!"

"ناممکن کیوں ہے!" عمران اسے گھورنے لگا۔

"والد مرحوم کی وصیت.... فف.... فرماتے تھے.... شکار ماہی کار بیکاران است...."

"مطلب کیا ہوا! مجھے عربی نہیں آتی۔"

"فف.... فارسی ہے جناب! اس کا مطلب یہ ہوا کہ مچھلی کا شکار کھیلنا بیکار آدمیوں کا کام ہے۔"

"اچھی بات میں تمہیں اسی وقت ملازمت سے برطرف کئے دیتا ہوں تاکہ تم اطمینان سے مچھلی کا شکار کھیل سکو۔"

"اوہ.... آپ کو.... کک.... کس طرح سمجھاؤں!" ہد ہد نے کہا۔ پھر سمجھانے کے سلسلے میں کافی دیر تک ہکلاتا رہا! عمران بھی دراصل جلدی میں نہیں تھا۔ ورنہ وہ اس طرح وقت نہ

برباد کرتا۔

"چلو اب جاؤ۔" وہ اسے دروازے کی طرف دھکیلتا ہوا بولا۔ "یہ سرکاری کام ہے! اور کام ضرورت پڑنے پر بتایا جائے گا بھولنا نہیں.... بندرگاہ کے علاقے میں اے، بی، سی ہوٹل ہے.... تمہیں وہیں قیام کرنا ہو گا۔ شکار کا گھاٹ وہاں سے دور نہیں ہے! لیکن خبردار.... شام کو سات بجے کے بعد ادھر ہرگز نہ جانا۔"

ہد ہد تھوڑی دیر تک کھڑا سوچتا رہا پھر بولا۔ "اچھا جناب! میں جا رہا ہوں! لل.... لیکن.... میں نہیں جانتا کہ مچھلیوں کے شکار.... کک.... کے لئے مجھے کیا.... خخ.... خریدنا پڑے گا!"

عمران اسے سامان کی تفصیل بتاتا رہا۔

O

عمران ٹھیک ایک بجکر ڈیڑھ منٹ پر سپرنٹنڈنٹ کے آفس میں داخل ہوا اور سپرنٹنڈنٹ اپنے سامنے ایک نوعمر آدمی کو کھڑا دیکھ کر پلکیں جھپکانے لگا۔

"تشریف رکھیئے۔ تشریف رکھیئے!" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"شکریہ!" عمران بیٹھتا ہوا بولا۔ اس وقت اس کے چہرے پر حماقت نہیں برس رہی تھی وہ ایک اچھی اور جاذب نظر شخصیت کا مالک معلوم ہو رہا تھا۔

"بہت انتظار کرایا آپ نے" سپرنٹنڈنٹ نے اس کی طرف سگریٹ کا ڈبہ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ! میں سگریٹ کا عادی نہیں ہوں!" عمران نے کہا۔ "دیر سے ملاقات کی وجہ یہ ہے کہ میں مشغول تھا! اب تک اپنے طور پر حالات کا جائزہ لیتا رہا ہوں۔"

"میں پہلے ہی جانتا تھا۔" سپرنٹنڈنٹ ہنسنے لگا۔

"نوٹوں کے متعلق کچھ معلوم ہوا۔"

"ابھی تک تو کوئی رپورٹ نہیں ملی! لیکن....!"

"نوٹوں کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں آپ!" عمران مسکرا کر بولا۔

"ہاں! میں اپنی معلومات کے لئے جاننا چاہتا ہوں۔"

"اس آدمی کے پاس جعلی نوٹوں کے دو پیکٹ ہیں اور یہ میرے ہی ذریعہ سے اس کے پاس پہنچے ہیں۔"

"آپ کے ذریعہ سے!" سپرنٹنڈنٹ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"جی ہاں! میں دیدہ دانستہ کل رات کو اس خطرناک علاقے میں گیا تھا اور میری جیبوں میں جعلی نوٹوں کے پیکٹ تھے۔"

"ارے تو کیا آج کے اخبار میں آپ ہی کے متعلق خبر تھی!"

"غالباً"

"لیکن یہ ایک خطرناک قدم تھا۔"

"ہاں! بعض اوقات اس کے بغیر کام بھی تو نہیں چلتا.... مگر اس سے ٹکرانے کے بعد اب میں نے اپنا خیال بدل دیا ہے۔ جعلی نوٹ بازار میں نہیں آسکیں گے! وہ تو بس یونہی احتیاطاً میں نے آپ کو اطلاع دیدی تھی! وہ بہت چالاک ہے اور اس قسم کے حربے اس پر کام نہیں کر سکتے!"

سپرنٹنڈنٹ خاموشی سے عمران کی صورت دیکھ رہا تھا۔

"سوال یہ ہے کہ رات کو وہ علاقہ خطرناک کیوں ہو جاتا ہے۔" عمران بڑبڑایا۔ "ظاہر ہے کہ سرکاری طور پر وہاں سڑک ہی پر خطرے سے ہوشیار کرنے کے لئے بورڈ لگا دیا ہے! اس لئے عام طور پر وہ راستہ آمد و رفت کے لئے بند ہو گیا ہے! لیکن اس کے باوجود بھی مجھ جیسے بھولے بھٹکے آدمی پر حملہ کیا گیا!.... اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ساری رات وہاں اس آدمی کی حکومت رہتی ہے۔"

"جی ہاں! قطعی یہی بات ہے اور اسی لئے وہاں خطرے کا بورڈ لگایا گیا ہے!"

"لیکن مقصد جناب! آخر اس اجاڑ علاقے میں ہے کیا! اگر یہ کہا جائے کہ وہ اجاڑ علاقہ لٹیروں کا اڈہ ہے تو یہ سوچنا پڑے گا کہ اے بی سی ہوٹل پر کبھی حملہ کیوں نہیں ہوتا۔ وہاں روزانہ ہزاروں روپے کا جوا ہوتا ہے!"

"شبہ تو ہمیں بھی ہے کہ اے بی سی والوں کا اس سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے! لیکن ہم ابھی تک ان کے خلاف کوئی ثبوت نہیں فراہم کر سکے ہیں۔"

عمران کچھ نہ بولا! اس نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا اور اس کا کاغذ پھاڑ کر ایک سپرنٹنڈنٹ کو بھی پیش کیا جو بوکھلاہٹ میں شکریئے کے ساتھ قبول کر لیا گیا۔ لیکن سپرنٹنڈنٹ کے چہرے پر ندامت کی ہلکی سی سرخی دوڑ گئی اور وہ جھینپ کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

اس کے برخلاف عمران بڑے اطمینان سے اسے اپنے دانتوں میں کچل رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ "اس واقعہ کا تذکرہ آپ ہی تک محدود رہے تو بہتر ہے۔"

"ظاہر ہے!" سپرنٹنڈنٹ بولا۔

اس نے چیونگم کو عمران کی نظر بچا کر میز کی دراز میں ڈال دیا تھا!

"آپ کا قیام کہاں ہے۔" اس نے عمران سے پوچھا!

"کسی ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہوں۔" عمران نے جواب دیا۔

سپرنٹنڈنٹ نے پھر کچھ اور پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔

چند لمحے خاموشی رہی اس کے بعد سپرنٹنڈنٹ بولا۔ "آپ کو اسسٹ کرنے کے لئے میں نے ایک آدمی منتخب کر لیا ہے۔ کہئے تو ابھی ملا دوں۔"

"نہیں فی الحال ضرورت نہیں! آپ مجھے نام اور پتہ لکھوا دیجئے۔ پتہ ایسا ہونا چاہئے جہاں اس سے ہر وقت رابطہ قائم کیا جا سکے۔ ویسے میری کوشش یہی رہے گی کہ آپ لوگوں کو زیادہ تکلیف نہ دوں۔"

آخری جملہ شائد سپرنٹنڈنٹ کو گراں گزرا تھا! اس کے چہرے پر سرخی پھیل گئی! لیکن وہ کچھ بولا نہیں!

عمران تھوڑی دیر تک غیر ارادی طور پر ٹانگیں ہلاتا رہا! پھر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔ "اچھا بہت بہت شکریہ!"

"اوہ--اچھا! لیکن اگر آج شام کا کھانا آپ میرے ساتھ کھائیں تو کیا حرج ہے!"

"ضرور کھاؤں گا!" عمران مسکرا کر بولا۔ "مگر آج نہیں! ویسے مجھے آپ کے تعاون کی اشد ضرورت ہوگی۔"

"ہماری طرف سے آپ مطمئن رہیں۔"

"اچھا اب اجازت دیجئے!" عمران کمرے سے نکل گیا۔

اور سپرنٹنڈنٹ بڑی دیر تک خاموش بیٹھا سر ہلاتا رہا!.... پھر اس نے میز کی دراز کھول کر عمران کی دی ہوئی چیونگم نکالی اور اِدھر اُدھر دیکھ کر اسے منہ میں ڈال لیا۔

O

سات بجے عمران روشی کے فلیٹ میں پہنچا! وہ شاید اسی کا انتظار کر رہی تھی! عمران کو دیکھ کر اس نے برا سا منہ بنایا اور جھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔ "اب آئے ہیں، صبح کے گئے ہوئے! میں نے لنچ پر آپ کا انتظار کیا! شام کو کافی دیر تک چائے لئے بیٹھی رہی!"

"میں دوسری روڈ کی ایک بلڈنگ پر تمہارا فلیٹ تلاش کر رہا تھا!" عمران نے سر کھجاتے ہوئے جواب دیا۔

"دن بھر کہاں رہے!"

"اسی مردود کو تلاش کرتا رہا جس سے ابھی دو پیکٹ وصول کرنے ہیں!"

"اپنی زندگی خطرے میں نہ ڈالو! میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں!"

"میرا خیال ہے کہ وہ اے بی سی ہوٹل میں ضرور آتا ہوگا!"

"بکواس نہیں بند کرو گے تم!" روشی اٹھ کر اسے جھنجھوڑتی ہوئی بولی۔ "تم ہوٹل سے اپنے سامان کیوں نہیں لائے۔"

"سامان.... دیکھا جائے گا.... چلو کہیں ٹہلنے چلتی ہو!"

"میں نے آج دروازے کے باہر قدم بھی نہیں نکالا۔" روشی نے کہا۔

"کیوں!"

"خوف معلوم ہوتا ہے!"

عمران ہنسنے لگا پھر اس نے کہا۔ "وہ صرف رات کا شہزادہ معلوم ہوتا ہے دن کا نہیں!"

"کچھ بھی ہو! مگر....!" روشی کچھ کہتے کہتے رک گئی۔ اس نے پلٹ کر خوفزدہ نظروں سے دروازہ کی طرف دیکھا اور آہستہ سے بولی۔ "دروازہ مقفل کردو!"

"او ہو! بڑی ڈرپوک ہو تم!" عمران پھر ہنسنے لگا۔

"تم بند تو کردو! پھر میں تمہیں ایک خاص بات بتاؤں گی۔"

عمران نے دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھادی۔

روشی نے اپنے بلاؤز کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ایک لفافہ نکالا اور عمران کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔ "آج تین بجے ایک لڑکا لایا تھا۔ پھر لفافہ چاک کرنے سے قبل ہی وہ بھاگ گیا۔"

عمران نے لفافے سے خط نکال لیا۔ انگریزی کے ٹائپ میں تحریر تھا۔

"روشی

تم مجھے نہ جانتی ہوگی! لیکن میں تم سے اچھی طرح واقف ہوں اگر تم اپنی خیریت چاہتی ہو تو مجھے اس کے متعلق سب کچھ بتادو جو پچھلی رات تمہارے ساتھ تھا وہ کون ہے! کہاں سے آیا ہے؟ کیوں آیا ہے؟ تم یہ سب کچھ مجھے فون پر بتا سکتی ہو! میرا فون نمبر سکس ناٹ ہے! میں تمہیں معاف کردوں گا۔

ٹیرر"

"بہت خوب!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "فون پر گفتگو کرے گا۔"

"مگر سنو تو! میں نے ساری ٹیلیفون ڈائریکٹری چھان ماری ہے مگر مجھے نمبر کہیں نہیں ملا۔"

"تمہارے پاس ہے ڈائریکٹری!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں پڑوس میں ہے اور فون بھی ہے!"

"ذرا لاؤ تو ڈائریکٹری!" عمران نے کہا۔

"تم بھی ساتھ چلو!"

"اوہ--- چلو!"

وہ دونوں دروازہ کھول کر باہر نکلے۔ روشی برابر والے فلیٹ میں چلی گئی اور عمران باہر اس کا انتظار کرتا رہا۔

شاید پانچ منٹ بعد روشی واپس آگئی!

واپسی پر پھر روشی نے بہت احتیاط سے دروازہ بند کیا! ڈائریکٹری میں سکس ناٹ کی تلاش شروع ہوگئی۔ یہ نمبر کہیں نہ ملا۔

"مجھے تو یہ بکواس ہی معلوم ہوتی ہے۔" روشی نے کہا۔ "ہوسکتا ہے کہ یہ خط کسی اور نے مجھے خوفزدہ کرنے کے لئے بھیجا ہو!"

"مگر ان واقعات سے اور کون واقف ہے!"

"کیوں! کل جب تم پر حملہ ہوا تھا تو ہوٹل میں درجنوں آدمی موجود تھے اور ظاہر ہے کہ تم ہی مجھے اپنے کاندھے پر اٹھا کر ہوٹل تک لے گئے تھے!--- تم میرے ہی پاس سے اٹھ کر جوئے خانے میں بھی گئے تھے!"

عمران خاموش رہا! وہ کچھ سوچ رہا تھا! پھر چند لمحے بعد اس نے کہا۔ "ہم اس وقت کا کھانا کسی شاندار ہوٹل میں کھائیں گے۔"

"پھر وہی پاگل پن! نہیں ہم اس وقت کہیں نہیں جائیں گے۔" روشی نے سختی سے کہا۔

"تمہیں چلنا پڑے گا۔" عمران نے کہا۔ "ورنہ مجھے رات بھر نیند نہیں آئے گی۔"

"کیوں نیند کیوں نہ آئے گی!"

"کچھ نہیں!" عمران سنجیدگی سے بولا۔ "بس یہی سوچ کر کڑھتا رہوں گا کہ تم میری ہو کون جو میرا کہنا مان لو گی!"

روشی اسے غور سے دیکھنے لگی۔

"کیا واقعی تمہیں اس سے دکھ پہنچے گا!" اس نے آہستہ سے کہا۔

"جب میری کوئی خواہش نہیں پوری ہوتی تو میرا دل چاہتا ہے کہ خوب پھوٹ پھوٹ کر روؤں۔" عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔

روشی پھر اسے غور سے دیکھنے لگی! عمران کے چہرے پر حماقت پھیل گئی تھی!

"اچھا میں چلوں گی!" روشی نے آہستہ سے کہا اور عمران کی آنکھیں مسرور بچوں کی آنکھوں کی طرح چمکنے لگیں۔

تھوڑی دیر بعد روشی تیار ہو کر نکلی اور عمران کو اس طرح دیکھنے لگی جیسے حسن کی داد طلب کر رہی ہو۔

عمران نے برا سامنہ بنا کر کہا۔ "تم سے اچھا میک اپ میں کر سکتا ہوں!"

"تم"

"ہاں کیوں نہیں! اچھا پھر سہی! اب ہمیں باہر چلنا چاہئے!"

"تم خواہ مخواہ چڑاتے ہو!" روشی جھنجھلا کر بولی۔

"افسوس کہ تمہیں اردو نہیں آتی ورنہ میں کہتا۔

اُن کو آتا ہے پیار پر غصہ
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایک دن!"

"چلو بکواس مت کرو!" وہ عمران کو دروازے کی طرف دھکیلتی ہوئی بولی۔

روشی اس وقت سچ مچ بہت حسین نظر آ رہی تھی! عمران نے نیچے اتر کر ایک ٹیکسی کی اور وہ دونوں "وہاٹ ماربل" کے لئے روانہ ہو گئے! یہ یہاں کا سب سے بڑا اور شاندار ہوٹل تھا۔

"روشی کیوں نہ میں اسے فون کروں!" عمران بولا۔

"مگر ڈائریکٹری میں نمبر کہاں ملا۔ نہیں ڈیئر کسی نے مذاق کیا ہے مجھ سے!"

"میں ایسا نہیں سمجھتا۔"

"تمہاری سمجھ ہی کب اس قابل ہے کہ کچھ سمجھ سکو۔ تمہارا نہ سمجھنا ہی اچھا ہے۔"

"میں کہتا ہوں تم سکس ناٹ پر ڈائیل کرو۔ اگر جواب نہ ملے تو اپنے کان اکھاڑ لینا.... ارے نہیں.... میرے کان!"

"مگر میں کہوں گی کیا---!"

"سنو راستے میں کسی پبلک بوتھ سے فون کریں گے! تم کہنا کہ وہ ایک پاگل رئیس زادہ ہے! کہیں باہر سے آیا ہے! لیکن آج ایک مشکل میں پھنس گیا تھا۔ رشوت دے کر بڑی دشواریوں سے جان چھڑائی۔ اس کے پاس غلطی سے کچھ جعلی نوٹ آ گئے ہیں جنہیں استعمال کرتا ہوا آج پکڑا گیا تھا۔"

"جعلی نوٹ!" روشی نے گھبرا کر کہا۔

"ہاں روشی یہ درست ہے!" عمران نے دردناک لہجے میں کہا۔ "آج میں بال بال بچا۔ ورنہ جیل میں ہوتا! میرے نوٹوں میں کچھ جعلی نوٹ مل گئے ہیں! میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے آئے ہیں۔"

"لیکن وہ انہیں پیکٹوں سے تعلق نہ رکھتے ہوں جو تم نے اس سے پچھلی رات چھینے تھے۔"

"پتہ نہیں۔" عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا "مجھ سے حماقت یہ ہوئی کہ میں نے ان نوٹوں کو دوسرے نوٹوں میں ملا دیا ہے!"

"تم مجھے سچ کیوں نہیں بتاتے کہ تم کون ہو!" روشی بھنا کر بولی۔

"میں نے سب کچھ بتا دیا ہے روشی!"

"یعنی تم واقعی احمق ہو!"

"تم بات بات پر میری توہین کرتی ہو۔" عمران بگڑ گیا۔

"ارے نہیں! نہیں!" روشی اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔ "اچھا جعلی نوٹوں کا کیا معاملہ ہے!"

"میں تو کہتا ہوں کہ یہ اسی لڑکی کی حرکت ہے جو مجھے ریلوے اسٹیشن کے ویٹنگ روم میں ملی تھی! اس نے اصلی نوٹوں کے پیکٹ غائب کر کے جعلی نوٹ رکھ دیئے اور پھر مجھے اے بی سی ہوٹل میں آنے کی دعوت دی! میرا دعویٰ ہے کہ وہ اسی نامعلوم آدمی کی ایجنٹ تھی اور اب میں یہ سوچ رہا ہوں کہ پچھلی رات میں نے جو پیکٹ چھینے ہیں وہ دراصل میں نے چھینے نہیں بلکہ وہ خود ہی میرے حوالے کر گیا ہے! جانتی ہو اس کا کیا مطلب ہوا یعنی جو پیکٹ اب بھی اس کے پاس ہیں وہ اصلی نوٹوں کے ہیں۔ یعنی وہ پھر مجھ سے اصلی ہی نوٹ لے گیا ہے اور جعلی میرے سر پڑ گیا۔"

"اچھا وہ نوٹ!.... جو تم جوئے میں ہارے تھے!" روشی نے پوچھا۔

"ان کے بارے میں بھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ جعلی ہوں.... یا ان میں بھی ایک آدھ پیکٹ اصلی نوٹوں کا چلا گیا ہو! اب تو اصلی اور نقلی مل جل کر رہ گئے ہیں۔ میری ہمت نہیں پڑتی کہ ان میں سے کسی نوٹ کو ہاتھ لگاؤں۔"

"مگر اس لڑکی نے تمہارے نوٹ کس طرح اڑائے ہوں گے!"

"اوہ....!" عمران کی آواز پھر دردناک ہو گئی۔ "میں بڑا بدنصیب آدمی ہوں۔ بلکہ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ احمق بھی ہوں.... تم ٹھیک کہتی ہو! ہاں تو کل صبح سردی زیادہ تھی نا.... میں نے السٹر پہن رکھا تھا اور پندرہ بیس پیکٹ اس کی جیبوں میں ٹھونس رکھے تھے!"

"تم احمق سے بھی کچھ زیادہ معلوم ہوتے ہو!" روشی جھلا کر بولی۔

"نہیں سنو تو! میں نے اپنی دانست میں بڑی عقل مندی کی تھی! ایک بار کا ذکر ہے میرے چچا سفر کر رہے تھے۔ انکے پاس پندرہ ہزار روپے تھے جو انہوں نے سوٹ کیس میں رکھ چھوڑے تھے! سوٹ کیس راستے میں کہیں غائب ہو گیا! تب سے میرا یہ معمول ہے کہ ہمیشہ سفر میں ساری رقم اپنے پاس ہی رکھتا ہوں۔ پہلے کبھی ایسا دھوکا نہیں کھایا۔ یہ پہلی چوٹ ہے!"

"لیکن آخر اس لڑکی نے تم پر کس طرح ہاتھ صاف کیا تھا؟"

"یہ مت پوچھو! میں بالکل الو ہوں!"

"میں جانتی ہوں کہ تم الو ہو! مگر میں ضرور پوچھوں گی!"

"ارے اس نے مجھے الو بنایا تھا! کہنے لگی تمہاری شکل میرے دوست سے بہت ملتی ہے جو پچھلے سال ایک حادثے کا شکار ہو کر مر گیا! اور میں اسے بہت چاہتی تھی! بس پندرہ منٹ میں بے تکلف ہو گئی!.... میں کچھ مضمحل سا تھا! کہنے لگی کیا تم بیمار ہو! میں نے کہا نہیں سر میں درد ہو رہا ہے! بولی لاؤ چمپی کر دوں.... چمپی سمجھتی ہو!"

"نہیں میں نہیں جانتی۔" روشی نے کہا۔

عمران اس کے سر پر چمپی کرنے لگا۔

"ہٹو! میرے بال بگاڑ رہے ہو!" روشی اس کا ہاتھ جھٹک کر بولی۔

"ہاں تو وہ چمپی کرتی رہی اور میں ویٹنگ روم کی آرام کرسی پر سو گیا! پھر شائد آدھے گھنٹے کے بعد آنکھ کھلی.... وہ برابر چمپی کئے جا رہی تھی.... سچ کہتا ہوں وہ اس وقت مجھے بہت اچھی لگ رہی تھی اور میرا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اسی طرح ساری زندگی چمپی کئے جائے.... ہائے.... پھر اے بی سی ہوٹل میں ملنے کا وعدہ کر کے مجھ سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئی!"

عمران کی آواز تھرا گئی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اب رو دے گا۔

"ہائیں بدھو تم اس کے لئے رو رہے ہو جس نے تمہیں لوٹ لیا۔" روشی ہنس پڑی۔

"ہائیں! میں رو رہا ہوں" عمران اپنے دونوں گالوں پر تھپڑ مارتا ہوا بولا۔ "نہیں میں غصے میں ہوں! جہاں بھی ملی اس کا گلا گھونٹ دوں گا۔"

"بس کرو میرے شیر بس کرو۔" روشی اس کا شانہ تھپکتی ہوئی بولی۔

"اب تم میرا مذاق اڑا رہی ہو۔" عمران بگڑ گیا۔

"نہیں مجھے تم سے ہمدردی ہے! لیکن میں سوچ رہی ہوں کہ اگر جوئے میں بھی تم جعلی نوٹ ہارے ہو تو اب وہاں گزارہ نہیں ہو گا! کچھ تعجب نہیں کہ مجھے اس کے لئے بھی بھگتنا پڑے۔"

"نہیں تم پرواہ نہ کرو۔ تمہارا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا! میں لاکھوں روپے خرچ کر دوں گا۔"

روشی کچھ نہ بولی.... وہ کچھ سوچ رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ یہاں ایک ٹیلیفون بوتھ ہے۔" عمران نے کہا اور ڈرائیور سے بولا۔

"گاڑی روک دو۔"

ٹیکسی رک گئی۔ روشی اور عمران نیچے اتر گئے۔

بوتھ خالی تھا! روشی نے ایک بار پھر عمران سے پوچھا کہ اسے کیا کہنا ہے عمران نے اس سلسلے میں کچھ دیر قبل کہے ہوئے جملے دہرائے۔ روشی فون میں سکہ ڈال کر نمبر ڈائیل کرنے لگی اور پھر عمران نے اس کے چہرے پر حیرت کے آثار دیکھے۔

وہ ایک ہی سانس میں وہ سب کچھ دہرا گئی، جو عمران نے بتایا تھا! پھر خاموش ہو کر شائد دوسری طرف سے بولنے والے کی بات سننے لگی۔

"دیکھئے!" اس نے تھوڑی دیر بعد ماؤتھ پیس میں کہا۔ "مجھے جو کچھ بھی معلوم تھا میں نے بتا دیا! اس سے زیادہ میں کچھ بھی نہیں جانتی! ویسے مجھے بھی اس کے متعلق تشویش ہے کہ اس کی اصلیت کیا ہے! بظاہر بیوقوف اور پاگل معلوم ہوتا ہے۔"

"آیا کہاں سے ہے!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"وہ کہتا ہے کہ دلاور پور سے آیا ہوں۔"

"کیا وہ اس وقت تمہارے پاس موجود ہے!"

"نہیں باہر ٹیکسی میں ہے! میں ایک پبلک بوتھ سے بول رہی ہوں۔ اس سے بہانہ کر کے آئی ہوں کہ ایک سہیلی تک ایک پیغام پہنچانا ہے۔"

"کل رات سے قبل بھی اس سے کبھی ملاقات ہوئی تھی۔"

"نہیں کبھی نہیں!" روشی نے جواب دیا۔

"کیا اسے میرا خط دکھایا تھا۔"

"نہیں.... کیا دکھا دوں!" روشی نے پوچھا لیکن اس کا کوئی جواب نہ ملا۔

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا تھا! روشی نے ریسیور رکھ دیا۔ عمران نے فوراً ہی انکوائری کے نمبر ڈائیل کئے۔

"ہیلو انکوائری"

"ہیلو" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ابھی پبلک بوتھ نمبر چھیالیس سے کسی کے نمبر ڈائیل کئے گئے تھے! میں پتہ چاہتا ہوں۔"

"آپ کون ہیں۔"

"میں ڈی ایس پی سٹی ہوں!" عمران نے کہا۔

"اوہ.... شاید آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "چھیالیسویں بوتھ سے تقریباً آدھے گھنٹے سے کوئی کال نہیں ہوئی۔"

"اچھا شکریہ!" عمران نے ریسیور رکھ دیا اور وہ دونوں باہر نکل آئے۔

"تم ڈی ایس پی سٹی ہو۔" روشی ہنسنے لگی۔

"اگر یہ نہ کہتا تو وہ ہرگز کچھ نہ بتاتا۔" عمران نے کہا۔

"لیکن اس نے بتایا کیا!"

"یہی کہ چھیالیسویں بوتھ سے پچھلے آدھ گھنٹے سے کوئی کال نہیں ہوئی! مگر روشی تم نے کمال کر دیا!.... جو کچھ میں کہتا ہوں وہی تم نے بھی کیا۔"

"تم کیا جانو کہ اس نے کیا کہا تھا۔"

"تمہارے جوابات سے میں نے سوالوں کی نوعیت معلوم کرلی تھی۔"

"تم تو صرف عورتوں کے معاملے میں بیوقوف معلوم ہوتے ہو۔"

"تم خود بیوقوف!" عمران بگڑ کر بولا۔

"چلو.... چلو!" وہ اسے ٹیکسی کی طرف دھکیلتی ہوئی بولی۔

"نہیں تم بار بار مجھے بیوقوف کہہ کر چڑا رہی ہو!"

عمران نے بکواس کو طول نہیں دیا! وہ بہت کچھ سوچنا چاہتا تھا۔

"اس کی آواز بھی عجیب تھی!" روشی نے کہا۔ "ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بھوکا بھیڑیا غرا رہا ہو! مگر.... یہ کیسے ممکن ہے.... ایکسچینج کو اس کی اطلاع تک نہ ہوئی!"

"اونہہ مارو گولی!.... ہمیں کرنا ہی کیا ہے!" عمران نے گردن جھٹک کر کہا۔

"مجھے تو اب اس لڑکی کی تلاش ہے جس نے میرے نوٹوں میں گھپلا کیا تھا۔"

"نہیں عمران!" روشی بولی۔ "یہ عجیب و غریب اطلاع پولیس کے لئے کافی دلچسپ ثابت ہوگی۔"

"کون سی اطلاع!"

"یہی کہ سکس ناٹ کو رنگ کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ کال ہوتی ہے اور ٹیلیفون ایکسچینج کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی!"

"اے روشی.... خبردار.... خبردار.... کسی سے اس کا تذکرہ مت کرنا!.... کیا تم سچ مچ اپنی گردن تڑوانا چاہتی ہو! اگر پولیس تک یہ خبر گئی تو سمجھ لو کہ میں اور تم دونوں ختم کر دیئے

جائیں گے! وہ کوئی معمولی چور یا اچکا نہیں معلوم ہوتا.... ہاں.... میں نے سینکڑوں جاسوسی ناول پڑھے ہیں! ایک ناول میں پڑھا تھا کہ ایک بہت بڑے مجرم نے اپنا ذاتی ٹیلیفون ایکسچینج قائم کر رکھا تھا اور سرکاری ایکسچینج کو اس کی ہوا بھی نہیں لگی تھی۔"

"تو تم اب اس سے خائف ہو گئے ہو!"

"خائف تو نہیں ہوں! مگر میں کیا بتاؤں.... میں نے جاسوسی ناول میں پڑھا تھا کہ وہ آدمی ہر جگہ موجود رہتا تھا.... جہاں نام لو وہیں دھرا ہوا ہے.... خدا کی پناہ...." عمران اپنا منہ پیٹنے لگا اور روشی ہنسنے لگی اور کافی دیر تک ہنستی رہی پھر اچانک چونک کر سیدھی بیٹھ گئی! وہ حیرت سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔

"تم ہوش میں ہو یا نہیں!" اس نے عمران کی طرف جھک کر آہستہ سے کہا۔ "ہم شہر میں نہیں ہیں۔"

عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا.... کار حقیقتاً ایک تاریک سڑک پر دوڑ رہی تھی اور دونوں طرف دور تک کھیتوں اور میدانوں کے سلسلے بکھرے ہوئے تھے!

"پیارے ڈرائیور گاڑی روک دو!" عمران نے ڈرائیور سے کہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اسے اپنی پشت پر شیشہ ٹوٹنے کا چھناکا سنائی دیا اور ساتھ ہی کوئی ٹھنڈی سی چیز اس کی گردن سے چپک کر رہ گئی!

"خبردار چپ چاپ بیٹھے رہو!" اس نے اپنے کان کے قریب ہی کسی کو کہتے سنا۔ "تمہاری گردن میں سوراخ ہو جائے گا اور لڑکی تم دوسری طرف کھسک جاؤ!"

ٹیکسی پرانے ماڈل کی تھی اور اس کی اسٹپنی اوپر کی طرف سے کھلتی تھی.... غالباً شروع ہی سے یہ آدمی اسٹپنی میں چھپا ہوا تھا۔ جنگل میں پہنچ کر اس نے اسٹپنی کھولی اور کار کا پچھلا شیشہ توڑ کر ریوالور عمران کی گردن پر رکھ دیا۔

روشی خوفزدہ نظروں سے اس چوڑے چکلے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی جس میں ریوالور دبا ہوا تھا۔

عمران نے جنبش تک نہ کی۔ وہ کسی پتھر کے بت کی طرح بے حس و حرکت نظر آ رہا تھا! حتیٰ کہ اس کی پلکیں تک نہیں جھپک رہی تھیں۔

کار بدستور فراٹے بھرتی رہی۔ روشی پر غشی سی طاری ہو رہی تھی۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا! جیسے کار کا رخ تحت الثریٰ کی طرف ہو.... اس کی آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں۔

اچانک اس نے ایک چیخ سنی.... بالکل اپنے کان کے قریب اور بوکھلا کر آنکھیں کھول دیں! عمران کار کے عقبی شیشے کے ٹوٹنے سے پیدا ہو جانے والی خلا سے اندھیرے میں گھور رہا تھا اور

ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا۔

"ڈرائیور روکو گاڑی!" عمران نے ریوالور اس کی طرف کر کے کہا۔

ڈرائیور نے پلٹ کر دیکھا تک نہیں!

"میں تم سے کہہ رہا ہوں!" اس نے اس بار ریوالور کا دستہ ڈرائیور کے سر پر رسید کر دیا۔

ڈرائیور ایک گندی سی گالی دے کر پلٹا لیکن ریوالور کا رخ اپنی طرف دیکھ کر دم بخود رہ گیا۔

"گاڑی روک دو پیارے!" عمران اسے چمکار کر بولا۔ "تمہارے ساتھی کی ریڑھ کی ہڈی ضرور ٹوٹ گئی ہو گی کیوں کہ کار کی رفتار بہت تیز تھی!"

کار رک گئی۔

"شاباش!" عمران آہستہ سے بولا۔ "اب تمہیں بھیرویں سناؤں یا درگت.... یا جو کچھ بھی اسے کہتے ہوں.؟.. دھرپت کہتے ہیں شائد.... لیکن پڑھے لکھے لوگ عموماً دزوپد کہتے ہیں!"

ڈرائیور کچھ نہ بولا! وہ اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔

"روشی! اس کے گلے سے ٹائی کھول لو!" عمران نے روشی سے کہا۔

O

تھوڑی دیر بعد کار شہر کی طرف واپس جا رہی تھی! روشی اور عمران اگلی سیٹ پر تھے! عمران کار ڈرائیو کر رہا تھا! پچھلی سیٹ پر ڈرائیور بے بس پڑا ہوا تھا.... اس کے دونوں ہاتھ پشت پر اسی کی ٹائی سے باندھ دیئے گئے تھے اور پیروں کو جکڑنے کے لئے عمران نے اپنی پیٹی استعمال کی تھی اور اس کے منہ میں دو عدد رومال حلق تک ٹھونس دیئے گئے تھے۔

سیٹ کے نیچے ایک لاش تھی جس کا چہرہ بھرتا ہو گیا تھا۔

کھڑکیوں کے شیشوں پر سیاہ پردے کھینچ دیئے گئے تھے۔

روشی اس طرح خاموش تھی جیسے اس کی اپنی زندگی بھی خطرے میں ہو!

وہ کافی دیر سے کچھ بولنے کی کوشش کر رہی تھی مگر ابھی تک اسے کامیابی نہیں نصیب ہوئی تھی! لیکن کب تک! کار میں پڑی ہوئی لاش اسے پاگلوں کی طرح چیخنے پر مجبور کر رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ اب تم سیدھے کوتوالی چلو۔" روشی نے کہا۔

"ارے باپ رے!" عمران خوفزدہ آواز میں بڑبڑایا۔

"نہیں تمہیں چلنا پڑے گا! کچھ نہیں کوئی خاص بات نہیں! ہم جو کچھ بھی بیان دیں گے وہ

غلط نہیں ہو گا۔ تم نے اپنی جان بچانے کے لئے اسے نیچے گرایا تھا!"

"وہ تو سب ٹھیک ہے.... مگر پولیس کا چکر!.... نہیں یہ میرے بس کا روگ نہیں۔"

"پھر لاش کا کیا ہو گا! تم نے اسے وہاں سے اٹھایا کیوں! ڈرائیور کو بھی وہیں چھوڑ آئے ہوتے! کار کو ہم شہر سے باہر ہی چھوڑ کر پیدل چلے جاتے!"

"اس وقت کیوں نہیں دیا تھا یہ مشورہ!" عمران غصیلی آواز میں بولا۔ "اب کیا ہو سکتا ہے! اب تو ہم شہر میں داخل ہو گئے ہیں!"

روشی کے ہاتھ پیر ڈھیلے ہو گئے اس نے پیشانی سے پسینہ پونچھتے ہوئے کہا۔ "اب بھی غنیمت ہے پھر وہیں واپس چلو!"

"تم مجھ سے زیادہ احمق معلوم ہوتی ہو۔ اس بار اگر دس پانچ سے ملاقات ہو گئی تو میرا مربہ بن جائیگا اور تمہاری جیلی!"

"پھر کیا کرو گے۔"

"دیکھو ایک بات سوجھ رہی ہے۔ مگر تمہیں نہ بتاؤں گا ورنہ تم پھر کوئی ایسا مشورہ دو گی کہ مجھے اپنی عقل پر رونا آجائے گا!"

روشی خاموش ہو گئی! اس لئے نہیں کہ لاجواب ہو گئی تھی بلکہ اس کا جسم بری طرح کانپ رہا تھا اور حلق میں کانٹے پڑے جا رہے تھے۔

عمران کار کو شہر کے ایک ایسے حصے میں لایا جہاں کرائے پر دیئے جانیوالے بہت سے گیراج تھے۔ اس نے ایک جگہ کار روک دی! اور اتر کر ایک گیراج حاصل کرنے کے لئے گفت و شنید کرنے لگا۔ اس نے منیجر کو بتایا کہ وہ سیاح ہے۔ کارونیشن ہوٹل میں قیام ہے مگر چونکہ وہاں کاروں کے لئے کوئی انتظام نہیں ہے. اس لئے وہ یہاں ایک گیراج کرائے پر حاصل کرنا چاہتا ہے۔ بات غیر معمولی نہیں تھی اس لئے اسے گیراج حاصل کرنے میں دشواری نہیں ہوئی اس نے ایک ہفتہ کا پیشگی کرایہ ادا کر کے گیراج کی کنجی اور رسید حاصل کی اور پھر کار کو گیراج میں مقفل کر کے روشی کے ساتھ ٹہلتا ہوا دوسری سڑک پر آگیا۔

"لیکن اس کا انجام کیا ہو گا!" روشی بڑبڑائی۔

"صبح تک وہ ڈرائیور بھی مر جائے گا۔" عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔

"تم بالکل گدھے ہو۔" روشی جھلا گئی۔

"نہیں اب میں اتنا گدھا بھی نہیں ہوں! میں نے اپنا صحیح نام اور پتہ نہیں لکھوایا۔"

"اس خیال میں نہ رہنا!" روشی نے تلخ لہجے میں کہا۔ "پولیس شکاری کتوں کی طرح پیچھا کرتی ہے۔"

"فکر نہ کرو! ایک ہفتے تک تو وہ گیراج کھلتا نہیں! کیوں کہ میں نے ایک ہفتے کا پیشگی کرایہ ادا کیا ہے اور پھر ایک ہفتے میں--میں نہ جانے کہاں ہوں گا! ہو سکتا ہے مر ہی جاؤں ہو سکتا ہے اس نامعلوم آدمی کی موت آجائے.... بہر حال وہ اپنے دو ساتھوں سے تو محروم ہو ہی چکا ہے!"

روشی کچھ نہ بولی! اس کا سر چکرا رہا تھا۔

عمران نے ایک گزرتی ہوئی ٹیکسی رکوائی! روشی کے لئے دروازہ کھولا اور پھر خود بھی اندر بیٹھتا ہوا ڈرائیور سے بولا۔ "وہاٹ ماربل۔"

روشی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

"ہاں" عمران سر ہلا کر بولا "وہیں کھانا کھائیں گے! کافی پئیں گے اور تم دو ایک پیگ لینا! طبیعت سنبھل جائے گی۔ ویسے اگر چیو نگم پسند کرو تو ابھی دوں.... اور ہاں ہم وہاں دو ایک راؤنڈ رمبا بھی ناچیں گے!"

"کیا تم سچ مچ پاگل ہو!" روشی آہستہ سے بولی۔

"ہائیں! کبھی احمق، کبھی پاگل! اب میں اپنا گلا گھونٹ لوں گا!"

روشی خاموش ہو گئی! وہ اس سلسلے میں بہت کچھ کہنا چاہتی تھی۔ لیکن اسے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔ ذہنی انتشار اپنی انتہائی منزلیں طے کر رہا تھا۔

وہ وہاٹ ماربل میں پہنچ گئے!.... روشی کا دل چاہ رہا تھا کہ پاگلوں کی طرح چیختی ہوئی گھر کی طرف بھاگ جائے۔

عمران اسے ایک کیبن میں بٹھا کر باتھ روم کی طرف چلا گیا! باتھ روم کا تو صرف بہانہ تھا وہ دراصل اس کیبن میں جانا چاہتا تھا جہاں گاہکوں کے استعمال کرنے کا فون تھا۔

اس نے وہ نمبر ڈائیل کئے جن پر انسپکٹر جاوید سے ہر وقت رابطہ قائم کیا جا سکتا تھا۔

"ہیلو!.... کون.... انسپکٹر جاوید سے ملنا ہے! اوہ آپ ہیں، سنئے میں علی عمران بول رہا ہوں۔ ہاں.... دیکھئے.... امیر گنج کے گیراج نمبر تیرہ میں جو مقفل ہے آپ کو نیلے رنگ کی ایک کار ملے گی.... اس میں دو شکار ہیں! ایک مر چکا ہے اور دوسرا شاید آپ کو زندہ ملے۔ گیراج کی کنجی میرے پاس ہے۔ آپ تلاشی کا وارنٹ لے کر جائیے اور بے دریغ تالا توڑ دیجئے.... ہاں ہاں.... یہ اسی سلسلے کی کڑی ہے.... مجھے یقین ہے کہ دونوں اسی کے آدمی ہیں! اور سنئے کافی رازداری کی ضرورت ہے! اس واقعے کو راز ہی میں رہنا چاہئے! مکمل واقعات آپ کو کل صبح معلوم ہوں گے! اچھا شب بخیر!"

عمران ریسیور رکھ کر روشی کے پاس واپس آگیا۔

روشی کی حالت ابتر تھی! عمران نے کھانے سے قبل اسے شیری پلوائی.... نتیجہ کسی حد تک اچھا ہی نکلا.... روشی کے چہرے پر تازگی کے آثار نظر آنے لگے تھے.... لیکن پھر بھی کھانا اس کے حلق سے نہیں اتر رہا تھا!--اور وہ عمران کو حیرت سے دیکھ رہی تھی! جو کھانے پر اس طرح ٹوٹ پڑا تھا جیسے کئی دن سے بھوکا ہو اور اس کے چہرے پر وہی پرانی حماقت طاری ہو گئی تھی۔

"تم بہت خاموش ہو۔" عمران نے سر اٹھائے بغیر روشی سے کہا۔

"کچھ نہیں! کوئی خاص بات نہیں۔" روشی نے بے دلی سے کہا۔

"رمبا کی کیا رہی.... میں ناچنے کے موڈ میں ہوں۔"

"خدا کے لئے مجھے پریشان نہ کرو۔"

"تم عورت ہو یا.... ذرا مجھے بتاؤ کیا میں ان کے ہاتھوں مارا جاتا! وہ ہمیں کہیں لے جا کر ہماری چٹنی بنا ڈالتے!"

"میں اس موضوع پر گفتگو نہیں کرنا چاہتی۔" روشی نے اپنی پیشانی رگڑتے ہوئے کہا۔

"میں خود نہیں کرنا چاہتا تھا! خود چھیڑتی ہو اور پھر ایسا لگتا ہے جیسے مجھے کھا جاؤ گی۔"

"عمران ڈیئر.... سوچو تو اب کیا ہو گا۔"

"دوسرا بھی مر جائے گا.... اور دو چار دن بعد لاشوں کی بدبو پھیلے گی تو گیراج کا تالا توڑ دیا جائے گا اور پھر وہ پکڑا جائے گا جس کی وہ کار ہو گی--ہاہا--!"

"اور جو تم انہیں اپنی شکل دکھا آئے ہو۔" روشی بھنا کر بولی۔

"گیراج والوں کو!" عمران نے پوچھا اور روشی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مگر وہ لوگ تمہاری شکل نہیں دیکھ سکے تھے! تم محفوظ رہو گی!"

"میں تمہارے لئے کہہ رہی ہوں۔" روشی جھپٹ پڑی۔

"میری فکر نہ کرو.... میں پٹھان ہوں! جب تک اس نامعلوم آدمی کا صفایا نہ کر لوں اس شہر سے نہیں جاؤں گا۔ ویسے میں اب تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔"

"کیوں!" روشی اسے گھورنے لگی۔

"تم بات بات پر میری توہین کرتی ہو! احمق.... پاگل اور نہ جانے کیا کیا کہتی رہتی ہو! خود بور ہوتی ہو اور مجھے بور کرتی ہو۔"

روشی کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"تم میرے ساتھ رمبا ناچو گی!" عمران ایک ایک لفظ پر زور دیتا ہوا بولا۔

"ہوں! اچھا!" روشی اٹھتی ہوئی بولی۔ "چلو! لیکن یہ یاد رکھنا.... تم مجھے آج بہت پریشان

کر رہے ہو۔"

وہ دونوں ریکریئیشن ہال میں داخل ہوئے.... درجنوں جوڑے رقص کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد عمران اور روشی بھی ان کی بھیڑ میں غائب ہو گئے۔

O

دوسرے دن عمران محکمہ سراغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔

جس وقت وہ یہاں داخل ہوا تھا اس کے چہرے پر گھنی داڑھی تھی اور چہرے پر کچھ اس قسم کا تقدس تھا کہ وہ کوئی نیک دل پادری معلوم ہوتا تھا.... آنکھوں پر تاریک شیشوں کی عینک تھی.... داڑھی اب بھی موجود تھی لیکن چشمہ اتار دیا گیا تھا۔

سپرنٹنڈنٹ وہ رپورٹ پڑھ رہا تھا جو عمران نے پچھلی رات کے واقعات کے متعلق مرتب کی تھی۔

"مگر جناب!" سپرنٹنڈنٹ نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "وہ کار چوری کی ہے! اس کی چوری کی رپورٹ ایک ہفتہ قبل کوتوالی میں درج کرائی گئی تھی۔"

"ٹھیک ہے!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اس قسم کی مہموں میں ایسی ہی کاریں استعمال کی جاتی ہیں! میرا خیال ہے کہ یہاں آئے دن کاریں چرائی جاتی ہوں گی!"

"آپ کا خیال درست ہے۔ لیکن وہ کہیں نہ کہیں مل بھی جاتی ہیں! لیکن ایسی کسی کار کے ساتھ کسی آدمی کا بھی پکڑا جانا پہلا واقعہ ہے۔"

"ڈرائیور سے آپ نے کیا معلوم کیا؟" عمران نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں! وہ کہتا ہے کہ کل شام ہی کو اس کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ وہ دراصل ایک ٹیکسی ڈرائیور ہے اور اسے صرف تین گھنٹے کام کرنے کی اجرت تین سو روپے پیشگی دی گئی تھی۔"

"آہم! تو اس کا یہ مطلب ہے کہ جس سے کچھ معلوم ہونے کی توقع کی جا سکتی وہ ختم ہو گیا۔ خیر -- لیکن یہ تو معلوم کیا ہی جا سکتا ہے کہ مرنے والا کون تھا کہاں رہتا تھا کن حلقوں سے اس کا تعلق تھا۔"

"جاوید اس کے لئے کام کر رہا ہے اور مجھے توقع ہے کہ وہ کامیاب ہوگا۔"

"ٹھیک! اچھا کیا آپ اس بات سے واقف ہیں.... مگر نہیں.... خیر میں ابھی کیا کہہ رہا تھا!"

عمران خاموش ہو کر اپنی پیشانی پر انگلی مارنے لگا.... وہ دراصل سپرنٹنڈنٹ سے فون نمبر سکس ناٹ کے متعلق گفتگو کرنے جا رہا تھا.... لیکن پھر کچھ سوچ کر رک گیا۔

"کیا آپ کوئی خاص بات کہنے والے تھے۔" سپرنٹنڈنٹ نے پوچھا۔

"وہ بھی بھول گیا!" عمران نے سنجیدگی سے کہا! پھر اس کے چہرے پر نہ جانے کہاں کا غم ٹوٹ پڑا! اور وہ ٹھنڈی سانس لے کر دردناک لہجے میں بولا۔ "میں نہیں جانتا کہ یہ کوئی مرض ہے یا ذہنی کمزوری.... اچانک اس طرح ذہنی رو بہکتی ہے کہ میں وقتی طور پر سب کچھ بھول جاتا ہوں ہو سکتا ہے کہ تھوڑی دیر بعد وہ بات یاد ہی آ جائے، جو میں آپ سے کہنا چاہتا تھا۔"

سپرنٹنڈنٹ اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھنے لگا! لیکن عمران کے چہرے سے اس کی دلی کیفیات کا اندازہ کر لینا آسان کام نہیں تھا۔

پھر اس کیس کے متعلق دونوں میں کافی دیر تک مختلف قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ سپرنٹنڈنٹ نے اسے بتایا کہ اے بی سی ہوٹل کے تین آدمی جعلی نوٹوں سمیت پکڑے گئے ہیں۔ عمران نے نوٹوں کے نمبر طلب کئے سپرنٹنڈنٹ نے دراز سے لسٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا دی۔

"نہیں۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اس میں صرف وہی نمبر ہیں جو میں ہوٹل میں ہارا تھا۔ ایک بھی ایسا نمبر نظر نہیں آتا، جو اس آدمی والے پیکٹوں سے تعلق رکھتا ہو!"

"تب تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ اے بی سی والوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں! ظاہر ہے کہ اگر وہ ہوشیار ہو گیا تھا تو اسے اے بی سی والوں کو بھی نوٹوں کے استعمال سے روک دینا چاہئے تھا۔"

"نہیں اس کے بارے میں تو کچھ کہا ہی نہیں جا سکتا۔" عمران نے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ تعلق ظاہر نہ کرنے ہی کے لئے اس نے دیدہ دانستہ ان آدمیوں کو پولیس کے چنگل میں دے دیا ہو!"

"جی ہاں یہ بھی ممکن ہے!" سپرنٹنڈنٹ سر ہلانے لگا۔

"فی الحال ہمیں اے بی سی والوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے۔" عمران نے کہا۔

"لیکن اب آپ کیا کریں گے!" سپرنٹنڈنٹ نے پوچھا۔

"بتانا بہت مشکل ہے۔ میں پہلے سے کوئی طریق کار متعین نہیں کرتا۔ بس وقت پر جو سوجھ جائے! پچھلی رات کے واقعات کا ردعمل کیا ہوتا ہے؟ اب اس کا منتظر ہوں۔"

پھر عمران زیادہ دیر تک وہاں نہیں بیٹھا، کیوں کہ ایک نیا خیال اس کے ذہن میں سر ابھار رہا تھا! وہ وہاں سے نکل کر ایک طرف چلنے لگا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کا بھی اندازہ کرتا جا رہا تھا کہ کہیں کوئی اس کا تعاقب تو نہیں کر رہا۔

اس نے آج بھی سپرنٹنڈنٹ سے روشی کا تذکرہ نہیں کیا تھا! وہ اسے پس منظر ہی میں رکھنا

چاہتا تھا۔

کچھ دور چل کر وہ ایک ٹیلیفون بوتھ کے سامنے رک گیا۔ اس نے مڑ کر دیکھا دور دور تک کسی کا پتہ نہیں تھا۔ سڑک زیادہ چلتی ہوئی نہیں تھی۔ کبھی کبھار ایک آدھ کار گزر جاتی تھی یا کوئی راہ گیر چلتا ہوا نظر آ جاتا تھا۔

عمران بوتھ کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا اور پھر اسے اندر سے بولٹ کرنے کے بعد سوراخ میں سکہ ڈالا.... دوسرے لمحے میں سکس ناٹ کو ڈائیل کر رہا تھا۔

"ہیلو!" دوسری طرف سے ایک بھاری آواز آئی۔

"میں روشی بول رہی ہوں۔" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا! اگر اس وقت روشی یہاں موجود ہوتی تو اسے عمران کی آواز سن کر غش ضرور آ جاتا!

"روشی"

"ہاں! میں بہت پریشان ہوں!"

"کیوں!"

"اس نے پچھلی رات ایک آدمی کو مار ڈالا ہے.... وہ ہماری کار کی اسٹپنی میں چھپ گیا تھا.... پھر ایک جگہ اس نے پچھلا شیشہ توڑ کر ہمیں ریوالور دکھایا! میں نہیں کہہ سکتی کہ اسے اس نے کس طرح نیچے گرا دیا۔" عمران نے پورا واقعہ دہراتے ہوئے کہا۔ "میں بہت پریشان تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ پولیس کو اطلاع کر دے مگر اس نے انکار کر دیا... میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں! بہر حال میں نے گھبراہٹ میں پولیس کو فون کر دیا کہ فلاں نمبر کے گیراج میں ایک لاش ہے! لیکن میں نے یہ نہیں بتایا کہ میں کون ہوں۔"

"اسے علم ہے کہ تم نے پولیس کو فون کیا ہے۔"

"نہیں! میں نے اسے نہیں بتایا! میں بہت پریشان ہوں! وہ کوئی خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے.... کون ہے؟ یہ میں نہیں جانتی!"

"تم اس وقت کہاں سے بول رہی ہو!"

"یہ نہیں بتاؤں گی! مجھے تم سے بھی خوف معلوم ہوتا ہے!"

دوسری طرف سے ہلکے سے قہقہے کی آواز آئی اور بولنے والے نے کہا۔ "تم پبلک بوتھ نمبر چوبیس سے بول رہی ہو۔"

اور عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"میں جا رہی ہوں!" اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں ٹھہرو! اسی میں تمہاری بہتری ہے.... ورنہ جانتی ہو کہ کیا ہوگا؟ اگر پولیس کے ہتھے چڑھ گئیں تو.... میرا تم سے کوئی جھگڑا نہیں بلکہ تم کئی بار نادانستہ طور پر میرے کام بھی آ چکی ہو!.... میں تمہیں اس جنجال سے بچانا چاہتا ہوں.... ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ تم بوتھ کے باہر ٹھہرو! آدھ گھنٹے کے اندر ہی اندر میرا ایک آدمی وہاں پہنچ جائے گا۔"

"کیوں.... نہیں نہیں!" عمران نے احتجاجاً کہا۔ "میں بالکل بے قصور ہوں میں کیا کروں وہ خواہ مخواہ میرے گلے پڑ گیا ہے۔"

"ڈرو نہیں روشی!" بولنے والے نے اسے چمکار کر کہا۔ "میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے۔"

عمران نے فوراً ہی جواب نہیں دیا۔

"ہیلو!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہیلو" عمران کپکپائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اچھا میں انتظار کروں گی لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ میری زندگی کا آخری دن ہے۔"

"بہت ڈر گئی ہو!" قہقہے کے ساتھ کہا گیا۔ "ارے اگر میں تمہیں مارنا چاہتا تو تم اب تک زندہ نہ ہوتیں۔ اچھا تم وہیں انتظار کرو۔"

سلسلہ منقطع کر دیا گیا! عمران بوتھ سے نکل آیا! اس کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی اور داڑھی میں یہ مسکراہٹ نہ جانے کیوں خطرناک معلوم ہو رہی تھی۔

آدھے گھنٹے تک اسے انتظار کرنا تھا! وہ ٹہلتا ہوا سڑک کی دوسری طرف چلا گیا! ادھر چند سایہ دار درخت تھے۔

روشی کا انتظام اس نے پچھلی رات ہی کو کر لیا تھا! وہ اس وقت ایک غیر معروف سے ہوٹل کے ایک کمرے میں مقیم تھی اور عمران نے پچھلی رات اسی کے فلیٹ میں تنہا گذاری تھی!

وہ درختوں کے نیچے ٹہلتا رہا۔ بار بار اس کی نظر کلائی کی گھڑی کی طرف اٹھ جاتی تھی۔ بیس منٹ گذر گئے! اب وہ پھر بوتھ کی طرف جا رہا تھا!

زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ اس نے محسوس کیا کہ ایک کار قریب ہی اس کی پشت پر آ کر رکی ہے۔

اچانک عمران پر کھانسیوں کا دورہ پڑا۔ وہ پیٹ دبائے ہوئے جھک کر کھانسنے لگا۔ پھر سیدھا کھڑا ہو کر بوتھ کی طرف مکا لہراتا ہوا غصیلی آواز میں بولا "سالی کبھی تو باہر نکلو گی۔"

"کیا بات ہے جناب۔" کسی نے پشت سے کہا۔

عمران چونک کر مڑا۔ اس کے تین یا چار فٹ کے فاصلے پر ایک وجیہہ جوان کھڑا تھا اور سڑک پر ایک خالی کار موجود تھی!

"کیا بتاؤں جناب!" عمران اس طرح بولا جیسے کھانسیوں کے دورے کے نتیجے میں اس کی سانسیں الجھ رہی ہوں! وہ چند لمحے ہانپتا رہا پھر بولا۔ "ایک گھنٹے سے اندر گھسی ہوئی ہے.... مجھے بھی ایک ضروری فون کرنا ہے.... کئی بار دستک دے چکا ہوں! ہر بار یہی کہہ دیتی ہے 'ایک منٹ ٹھہریئے!' ایک منٹ کی ایسی کی تیسی ایک گھنٹہ ہو گیا--"

"اوہ ٹھہریئے! میں دیکھتا ہوں!" نووارد آگے بڑھتا ہوا بولا۔ اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا لیکن پھر اسے مڑنا نصیب نہیں ہوا۔ عمران کا ہاتھ اس کی گردن دبوچ چکا تھا.... اس نے اسے بوتھ کے اندر دھکا دے دیا اور خود بھی طوفان کی طرح اس پر جا پڑا۔

بوتھ کا دروازہ خود کار تھا اس لئے اسے بند کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی وہ ان دونوں کے داخل ہوتے ہی خود بخود بند ہو گیا تھا۔

تھپڑوں، گھونسوں اور لاتوں کا طوفان۔

ہاتھ کے ساتھ ہی ساتھ عمران کی زبان بھی چل رہی تھی۔

"میں روشی، تمہاری ٹھکائی کر رہی مری جان! اپنے بلڈاگ سے کہہ دینا کہ میرے بقیہ نوٹ مجھے واپس کر دے ورنہ ایک دن اسے بھی کسی چوہے دان میں بند کر کے ماروں گا.... اور وہ سالی روشی.... وہ بھی مجھے جل دے گئی۔ کل رات سے غائب ہے اور بیٹا کل رات میں نے تمہارے ایک ساتھی کی کمر توڑ دی ہے!"

عمران اس پر اچانک اس طرح ٹوٹ پڑا تھا کہ اسے کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہ مل سکا! پھر ایسی صورت میں چپ چاپ پٹتے رہنے کے علاوہ اور کیا ہو سکتا تھا۔

تھوڑی دیر میں اس نے ہاتھ پیر ڈال دیئے۔

عمران نے اسے کالر سے پکڑ کر اٹھایا لیکن اس کے پیر زمین پر ٹکتے ہی نہیں تھے!

"دیکھو بیٹا! اپنے بلڈاگ سے کہہ دینا کہ آج رات کو میرے بقیہ نوٹ واپس مل جانے چاہئیں.... وہ جعلی ہیں! میں ابھی انہیں بازار میں نہیں لانا چاہتا تھا! مگر اس کتے کی وجہ سے میرا کھیل بگڑ گیا ہے! آخر وہ دوسروں کے معاملات میں ٹانگ اڑانے والا ہوتا کون ہے! اس سے کہو! آج رات مجھے نوٹ واپس ملنے چاہئیں۔ میں روشی ہی کے فلیٹ میں ہوں! وہ مجھ سے خائف ہو کر کہیں چھپ گئی ہے.... آج رات کو.... بھولنا نہیں.... میں روشی کے فلیٹ ہی میں ملوں گا اور یہ بھی کہہ دینا اس چڑیمار سے کہ اے بی سی ہوٹل میں ایک پولیس آفیسر مچھلیوں کے شکار

کے بہانے ٹھہرا ہوا ہے ہوشیار رہنا۔"

پھر اس نے اسے کھینچ کر بوتھ سے باہر نکالا۔

سڑک ویران پڑی تھی!.... نووارد اگر چاہتا تو کھلی جگہ میں اس سے اچھی طرح نپٹ سکتا تھا! مگر حقیقت تو یہ تھی کہ اب اس میں جدوجہد کی سکت نہیں رہ گئی تھی!

عمران نے اسے اسٹیرنگ کے سامنے بٹھا دیا۔

"جاؤ اب دفع ہو جاؤ!" عمران نے کہا۔ "ورنہ ہو سکتا ہے کہ مجھے تم پر پھر پیار آنے لگے۔ اپنے بلڈاگ تک میرا پیغام ضرور پہنچا دینا! نہیں تو پھر جانتے ہو مجھے جہاں بھی اندھیرے اجالے مل گئے تمہارا آملیٹ بنا کر رکھ دوں گا۔"



ہدہد کو عمران نے بالکل اپنے رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کی تھی۔ وہ سچ مچ تھوڑا سا بیوقوف تھا۔ لیکن عمران کے اشارے پر بالکل مشین کی طرح کام کرتا تھا۔ کاہل اور سست ہونے کے باوجود بھی کام کے وقت اس میں کافی پھرتیلا پن آ جاتا تھا۔

مگر اس کام سے وہ بری طرح بیزار تھا جو آج کل اسے سونپا گیا تھا وہ اس کام کو بھی کسی حد تک برداشت کر سکتا تھا! مگر کم از کم اے بی سی ہوٹل میں قیام کرنے کے لئے تیار نہیں تھا! لیکن عمران سے خوف بھی معلوم ہوتا تھا اور وہ بے چارہ ابھی تک اس بات سے واقف نہیں تھا کہ اسے حقیقتاً کیا کرنا ہے۔ ویسے محکمہ اسے مچھلی کا شکار کرنے کی تنخواہ تو دیتا نہیں تھا۔

کل وہ ہوٹل میں داخل ہوا تھا اور آج اسے عمران کی ہدایت کے مطابق شکار کے لئے صبح سے شام تک سمندر کے کنارے بیٹھنا تھا۔

لیکن وہ اے بی سی کی فضا اور ماحول سے سخت بیزار تھا! اسے وہاں ہر وقت برے آدمی اور بری عورتیں نظر آتی تھیں۔

اس وقت وہ ناشتے کی میز پر بیٹھا جلدی جلدی حلق میں چائے انڈیل رہا تھا! وہ جلد سے جلد یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا!.... بات یہ تھی کہ اسے کاؤنٹر کے قریب وہی عورت نظر آ گئی تھی جس نے پچھلی رات اسے بہت پریشان کیا تھا! رات وہ نشے میں تھی اور ہدہد کے سر ہو گئی تھی کہ وہ اسے فلم دیوداس کا گانا "بالم بسو مورے من میں!" سنائے ہدہد کی بوکھلاہٹ دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اس تفریح میں دلچسپی لینے لگے تھے۔

پتہ نہیں کس طرح ہدہد نے اس سے پیچھا چھڑایا تھا۔

اب اس وقت پھر اسے دیکھ کر اس کے ہاتھ پیر پھول گئے تھے۔

لیکن عورت جو اس وقت نشے میں نہیں تھی۔ کافی سنجیدہ نظر آ رہی تھی! ہدہد نے جلدی جلدی ناشتہ ختم کیا اور کمرے سے شکار کا سامان لے کر گھاٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔

ہدہد یہاں آنے کے مقصد سے تو واقف نہیں تھا! وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران کو اس علاقے سے کیوں دلچسپی ہو سکتی ہے! مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ خود اسے کیا کرنا ہے.... البتہ وہ اپنی آنکھیں ضرور کھلی رکھنا چاہتا تھا۔

اس حصے میں سمندر پر سکون تھا اور ادھر لانچوں اور کشتیوں کی بھی آمد و رفت نہیں رہتی تھی اسے اپنے علاوہ دو تین آدمی اور بھی نظر آئے جو پانی میں ڈوریں ڈالے بیٹھے اونگھ رہے تھے۔

وہ ایک بجے تک جھک مارتا رہا۔ لیکن ایک مچھلی بھی اس کے کانٹے میں نہ لگی۔

لیکن وہ شاید اس سے بے خبر تھا کہ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک آدمی کھڑا خود اسی کا شکار کرنے کی تاک میں ہے۔

وہ آدمی چند لمحے کھڑا سگریٹ کے کش لیتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ ہدہد کی طرف بڑھا۔

"آج کل شکار مشکل ہی سے ملتا ہے!" اس نے ہدہد سے کچھ فاصلے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ہدہد چونک کر اسے گھورنے لگا! یہ ایک دبلا پتلا اور دراز قد آدمی تھا۔ عمر تیس اور چالیس کے درمیان رہی ہو گی۔ اس کے شانے سے ایک کیمرہ لٹک رہا تھا۔

"جج جی ہاں!" ہدہد اپنے چہرے پر خوش اخلاقی کے آثار پیدا کرتا ہوا بولا۔

"آپ اس شوق کو کیسا سمجھتے ہیں۔" نووارد نے پوچھا!

"مم.... معاف فرمایئے گا! مم.... میں سمجھا نہیں۔"

"اوہ! میرے اس سوال کو کسی اور روشنی میں نہ لیجئے گا! میرا تعلق دراصل ایک باتصویر ماہنامے سے ہے، اور میرا کام یہ ہے کہ میں مختلف قسم کی ہابیز کے متعلق معلومات اور تصاویر فراہم کروں۔"

"یہ میری ہابی نہیں بلکہ.... پپ پیشہ ہے!" ہدہد مسکرا کر بولا۔

"میں نہیں یقین کر سکتا جناب!" نووارد بھی ہنسنے لگا۔ "ہمارے یہاں کے پیشہ ور سمندر میں جال ڈالتے ہیں اور ان کا لباس اتنا شاندار نہیں ہوتا.... اور وہ تنکوں کے ہیٹ نہیں لگاتے۔"

ہدہد بھی خواہ مخواہ ہنسنے لگا اور نووارد نے کہا۔ "میں آپ کا شکر گذار ہوں گا! اگر آپ مجھے شکار کھیلتے ہوئے دو تین پوز دے دیں۔"

"یہاں اکیلا.... مم.... میں.... ہی.... تت تو نہیں ہوں۔"

"درست ہے! لیکن میں انہیں اس قابل نہیں سمجھتا کہ ان کی تصویر کسی ایسے ماہنامے میں شائع ہو جو امریکہ، انگلینڈ، فرانس، جرمنی اور ہالینڈ جیسے ممالک میں جاتا ہو!"

ہدہد گدھے کی طرح پھول گیا اور اس نے اپنے تین پوز دیئے! لیکن اس شوق سے متعلق اظہار خیال کرتے وقت وہ بری طرح ہکلانے لگا! ظاہر ہے کہ اسے مچھلیوں کے متعلق صرف اتنا ہی معلوم تھا کہ ہر مچھلی لذیذ نہیں ہوتی اور خواہ وہ کسی قسم سے تعلق رکھتی ہو اس میں کانٹے ضرور ہوں گے۔

"میں زبانی... نن نہیں.... بب.... بب.... بتا سکتا!" اس نے آخر کار تنگ آ کر کہا۔ "لکھ کر.... دد دے.... سکتا ہوں۔"

"ہوتا ہے.... ہوتا ہے۔" نووارد سر ہلا کر بولا۔ "بعض لوگ لکھ سکتے ہیں بیان نہیں سکتے۔ اچھا کوئی بات نہیں!.... مجھے اس کے بارے میں جتنا بھی علم ہے خود ہی لکھ لوں گا! ویسے آپ مجھے اپنا نام اور پتہ لکھوا دیجئے۔"

ہدہد نے اطمینان کا سانس لیا.... ظاہر ہے کہ اس نے نام اور پتہ غلط ہی لکھوایا ہو گا۔

نووارد رخصت ہو گیا!.... لیکن اس نووارد کی گھات میں بھی کوئی تھا! جیسے ہی وہ ریتلے حصے کو پار کر کے بندرگاہ کی طرف جانے والی سڑک پر پہنچا! ایک آدمی تودے کی اوٹ سے نکل کر اس کا تعاقب کرنے لگا اور یہ آدمی عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

O

روشی اپنے اقامتی ہوٹل میں پچھلی رات سے عمران کا انتظار کر رہی تھی! وہ اسے ہوٹل میں ٹھہرا کر جلدی ہی واپس آنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گیا تھا۔ روشی اس کے لئے بے حد متفکر تھی! لیکن اتنی ہمت بھی نہیں رکھتی تھی کہ اس کی تلاش میں نکل کھڑی ہوتی۔

اسے پولیس کا بھی خوف تھا اور وہ بھیانک آدمی تو تھا ہی اس کی تلاش میں.... سارا دن گذر گیا لیکن عمران نہیں آیا! اس وقت شام کے چار بج رہے تھے اور روشی قطعی ناامید ہو چکی تھی اسے یقین تھا کہ عمران کسی نہ کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔

یا تو وہ پولیس کے ہتھے چڑھ گیا! یا پھر اس بھیانک آدمی نے.... وہ اس خیال ہی سے کانپ اٹھی.... اس کے تصور میں عمران کی لاش تھی۔

وہ پلنگ پر کروٹیں بدل رہی تھی! اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے! اچانک کسی نے

دروازے پر دستک دی اور روشی اچھل پڑی.... لیکن پھر اس نے سوچا ممکن ہے ویٹر ہو کیوں کہ یہ چائے کا وقت تھا!

"آجاؤ!" روشی نے بے دلی سے کہا۔

دروازہ کھلا! عمران سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"تم!" روشی بے تحاشہ اچھل کر اسکی طرف لپکی۔ "تم کہاں تھے! میں تمہیں مار ڈالوں گی۔"

"ہائیں!" عمران اس طرح بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا جیسے اسے سچ مچ روشی کی طرف سے قاتلانہ حملے کا خدشہ ہو۔

روشی ہنسنے لگی.... مگر اسے جھنجھوڑ کر بولی۔ "تم بڑے سور ہو بتاؤ کہاں تھے!"

"چچی فرزانہ کا مکان تلاش کر رہا تھا۔" عمران سنجیدگی سے بولا۔

"کیوں! یہ کون ہیں؟"

"میں نہیں جانتا!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک ایسے آدمی سے واقف ہیں جس کا بایاں کان آدھا کٹا ہوا ہے!"

"کرنے لگے بے تکی بکواس! تم مجھے اس طرح چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے۔"

"کیا تم مرنا چاہتی ہو!"

"ہاں میں مرنا چاہتی ہوں۔" روشی جھلا گئی۔

"اچھا تو اردو کے عشقیہ ناول پڑھنا شروع کر دو! تم بہت جلد بور ہو کر مر جاؤ گی۔"

"عمران! میں تمہیں گولی مار دوں گی۔"

"چلو بیٹھ جاؤ!" عمران اسے ایک آرام کرسی پر دھکیلتا ہوا بولا۔ "ہم دونوں کی زندگی کا انحصار صرف اس نامعلوم آدمی کی موت پر ہے۔"

روشی اسے خاموشی سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "تم آخر ہو کیا بلا.... مجھے بتاؤ میں پاگل ہو جاؤں گی۔"

"میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا کل رات فون پر تم نے پولیس کو اطلاع دی تھی!"

"کس بات کی اطلاع!" روشی چونک پڑی۔

"یہی کہ گیراج نمبر تیرہ میں ایک لاش ہے۔"

"ہرگز نہیں! بھلا میں کیوں اطلاع دینے لگی۔"

"پتہ نہیں۔ پھر وہ کون عورت ہے۔ تم نے شام کا کوئی اخبار دیکھا۔"

"نہیں! میں نے نہیں دیکھا۔ مجھے پوری بات بتاؤ! الجھن میں نہ ڈالو۔"

"پولیس نے گیراج کا تالا توڑ کر لاش دریافت کر لی ہے۔ ڈرائیور زندہ ہی نکلا۔ صرف بیہوش ہو گیا تھا۔ اخبار کی خبر ہے کہ پچھلی رات کسی نامعلوم عورت نے جو لہجے سے اینگلو انڈین معلوم ہوتی تھی فون پر اس کی اطلاع پولیس کو دی تھی۔"

"میں قسم کھانے کو تیار ہوں!"

"مجھے یقین ہے کہ تم ایسی حرکت نہیں کر سکتیں۔ کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ تم میری اجازت کے بغیر اس ہوٹل سے باہر قدم نہ نکالنا خواہ مجھ سے ایک ہفتہ کے بعد ہی ملاقات کیوں نہ ہو۔"

"میں وعدہ نہیں کر سکتی!"

"کیوں؟"

"میں تمہارے ساتھ ہی رہوں گی۔ تم مجھے تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔"

"یعنی تم چاہتی ہو کہ ہم دونوں کی گردنیں ساتھ ہی کٹیں!"

"نہ جانے کیوں! مجھے تمہاری موجودگی میں کسی سے بھی خوف نہیں محسوس ہوتا۔"

"اچھا صرف آج رات اور یہاں ٹھہر جاؤ!"

"آخر کیوں؟-- تم کیا کرتے پھر رہے ہو! مجھے بتاؤ!"

"نہیں روشی تم بہت اچھی ہو! تم آج رات یہیں قیام کرو گی! اچھا یہ بتاؤ کبھی تمہیں اے بی سی ہوٹل میں کوئی ایسا آدمی نظر آیا ہے جس کا بایاں کان آدھا کٹا ہوا ہو۔"

روشی پلکیں جھپکانے لگی! شاید وہ کچھ یاد کرنے کے لئے ذہن پر زور دے رہی تھی!

"کیوں! تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو!" اس نے آہستہ سے پوچھا۔ "نہیں! میں نے وہاں ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا! لیکن میں ایسے ایک آدمی کو جانتی ضرور ہوں۔"

"اے بی سی سے تعلق ہے اس کا!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں! وہ اس حیثیت کا آدمی نہیں ہے کہ اس کا گذر اے بی سی جیسی مہنگی جگہوں میں ہو سکے۔ وہ ماہی گیروں کی ایک کشتی پر ملازم ہے۔"

"تمہیں یقین ہے کہ اس کا بایاں کان کٹا ہوا ہے!"

"ہاں! لیکن تم....!"

"شش ٹھہرو! مجھے بتاؤ کہ وہ اس وقت کہاں ملے گا!"

"میں بھلا کیسے بتا سکتی ہوں! مجھے اس کا گھر نہیں معلوم!"

"تو اس کشتی ہی کا پتہ نشان بتاؤ جس پر کام کرتا ہے۔"

"ہر شفیلڈ فشریز!"

"ہر شفیلڈ فشریز!" عمران نے ایک طویل سانس لے کر آہستہ سے دہرایا۔ پھر اٹھتا ہوا بولا۔

"اچھا ٹاٹا-- کل صبح ملاقات ہو گی۔"

"ٹھہرو! مجھے بتاؤ کہ تم کس چکر میں ہو!"

"میں اپنے بقیہ نوٹ واپس لینا چاہتا ہوں!"

"کچھ بھی ہو!" روشی اسے گھورتی ہوئی بولی "اب تم مجھے اتنے احمق نہیں معلوم ہوتے جتنے اس شام اے بی سی میں معلوم ہوتے تھے۔"

"پھر احمق کہا!.... تم خود احمق....!"

عمران اسے گھونسہ دکھاتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

O

روشی کا فلیٹ آج رات بہت زیادہ روشن نظر آرہا تھا! عمران نے چند مزید بلبوں کا اضافہ کیا تھا اور وہ فلیٹ میں تنہا تھا۔

اگر اس کے محکمے کے کسی آدمی کو اس کی ان حرکات کا علم ہو جاتا تو وہ اسے قطعی دیوانہ اور خبطی تصور کر لیتا۔

آج دن بھر وہ غلطیوں پر غلطیاں کرتا رہا تھا! مجرموں میں سے ایک کا ہاتھ آجانا اور پھر اسے صرف معمولی سی مرمت کر کے واپس کر دینا اصولاً ایک بہت بڑی غلطی تھی! ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ عمران اسے باقاعدہ طور پر گرفتار کر کے اسے اس کے دوسرے ساتھیوں کی نشان دہی پر مجبور کر دیتا۔ پھر اس نے اسے ہدہد کے وجود سے آگاہ کر دیا بلکہ اپنے متعلق بھی بتا دیا کہ روشی کے فلیٹ ہی میں رات بسر کرے گا۔

اور اب اس میں اس طرح چراغاں کئے بیٹھا تھا جیسے کسی خاص تقریب کے انتظامات میں مشغول ہو!

کلاک نے بارہ بجائے اور اس نے دروازوں کی طرف دیکھا جو کھلے ہوئے تھے لیکن اسے کلاک کی ٹک ٹک کے علاوہ اور کوئی آواز نہ سنائی دی۔

دروازے تو کیا آج اس نے کھڑکیاں تک کھلی رکھی تھیں حالانکہ آج سردی شباب پر تھی۔

اچانک اسے راہداری میں قدموں کی آواز سنائی دی جو رفتہ رفتہ نزدیک ہوتی جارہی تھی۔

پھر کسی نے گنگنا کر کہا۔ "روشی ڈارلنگ۔"

دوسرے ہی لمحے میں ایک نوعمر آدمی دروازے میں کھڑا احمقوں کی طرح پلکیں جھپکا رہا تھا۔

"فرمائیے!" عمران بڑے دلآویز انداز میں مسکرایا۔

"اوہ.... معاف کیجئے گا!" اس نے شرمائے ہوئے لہجے میں کہا "یہاں پہلے روشی رہتی تھی!"

"اب بھی رہتی ہے! تشریف لائیے!" عمران بولا۔

نوجوان کمرے میں چلا گیا۔

"روشی کہاں ہے؟"

"وہ آج کل اپنی خالہ کے یہاں مرغیوں کی دیکھ بھال کا طریقہ سیکھ رہی ہے!"

"آپ کون ہیں"

"میں ایک شریف آدمی ہوں!"

"روشی!" نوجوان نے روشی کو آواز دی!

"میں کہہ رہا ہوں نا کہ وہ اس وقت یہاں نہیں ہے!" عمران بولا۔

"اوہ وہ بڑی شریر ہے!" نوجوان ہنس کر بولا! "میری آواز سن کر چھپ گئی ہے! خیر میں ڈھونڈ لیتا ہوں!"

نوجوان بڑی بے تکلفی سے روشی کی خواب گاہ میں داخل ہو گیا! عمران اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا! نوجوان نے دو تین منٹ کے اندر ہی اندر پورے فلیٹ کی تلاشی لے ڈالی.... پھر دوسری طرف کی تاریک راہداری میں ٹارچ کی روشنی ڈالنے لگا۔

"بس کرو میرے لعل!" عمران اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"ابھی تمہارے منہ سے دودھ کی بو آتی ہے۔"

"کیا مطلب!" نوجوان جھلا کر مڑا۔

"مطلب بھی بتاؤں گا.... آؤ میرے ساتھ!" عمران نے کہا اور پھر اسے بیٹھنے کے کمرے میں واپس لایا.... نوجوان اسے قہر آلود نظروں سے گھور رہا تھا۔

"تشریف رکھیئے جناب!" عمران نے غیر متوقع طور پر خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔

"ابھی تم نے کیا کہا تھا۔" نوجوان نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

میں نے عرض کیا تھا کہ آپ تلاشی لے چکے اور اب آپ کو اطمینان ہو گیا کہ میرے ساتھ دوسرے آدمی نہیں ہیں.... اب تشریف لیجائیے اور اپنے بلڈاگ سے کہہ دیجئے کہ میرے نوٹ مجھے واپس کر دے۔ میں بہت برا آدمی ہوں! اپنے ساتھ بھیڑ بھاڑ نہیں رکھتا! تنہا کام کرتا

ہوں! میں اس وقت اس فلیٹ میں تنہا ہوں! لیکن میرا دعویٰ ہے کہ تمہارا بلڈاگ میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا! یہ دیکھو! میں نے سارے دروازے کھول رکھے ہیں..... اور سارے بلب روشن ہیں!..... لیکن.....ہاہا..... کچھ نہیں۔"

"میں نہیں سمجھا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں!"

"جاؤ یار بھیجا نہ چاٹو..... اسے میرا پیغام پہنچا دو جس نے تمہیں بھیجا ہے! چلو اب کھسکو بھی ورنہ میرا ہاتھ تم پر بھی اٹھ جائے گا۔ آج ہی میں تمہارے ایک ساتھی کی اچھی خاصی مرمت کر چکا ہوں۔"

"میں تمہیں دیکھ لوں گا!" نوجوان اٹھتا ہوا بولا..... اور آندھی کی طرح کمرے سے نکل گیا۔

لیکن عمران اس طرح کھڑا تھا جیسے اسے ابھی کسی اور کا انتظار ہو!۔ اس نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا! اور ایک منتخب کر کے اسے آہستہ آہستہ کچلنے لگا۔

سیکنڈ منٹوں اور منٹ گھنٹوں میں تبدیل ہوتے چلے گئے۔ لیکن قریب یا دور کسی قسم کی بھی آواز نہ سنائی دی۔

اور پھر عمران خود کو سچ مچ احمق سمجھنے لگا! اسے توقع تھی کہ وہ نامعلوم آدمی ضرور آئے گا لیکن اب دو بج رہے تھے اور کائنات پر سناٹے کی حکمرانی تھی۔

اس نے سوچا کہ اب اس حماقت کا خاتمہ کر دے! ممکن ہے کہ وہ نوجوان روشی ہی کا کوئی گاہک رہا ہو!..... عمران دروازے اور کھڑکیاں بند کرنے کے لئے اٹھا۔

ابھی وہ دروازے کے قریب بھی نہیں پہنچا تھا کہ راہداری میں قدموں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ کوئی بہت تیزی سے اسی طرح آرہا تھا۔ عمران بڑی پھرتی سے تین چار قدم پیچھے ہٹ آیا۔

لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ روشی دروازے میں کھڑی بُری طرح ہانپ رہی تھی لیکن اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نہیں تھے۔

"تم نے میرا کہنا نہیں مانا۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"بس تم اسی طرح بکواس کیا کرو!" روشی ایک صوفے پر گرتی ہوئی بولی پھر اپنا وینٹی بیگ کھول کر دو پیکٹ نکالے اور انہیں عمران کی طرف اچھالتے ہوئے کہا! "اپنے بقیہ دو پیکٹ بھی سنبھالو!"

عمران نے پیکٹوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر حیرت سے روشی کی طرف دیکھنے لگا۔

"کچھ دیر قبل میرا ہارٹ فیل ہوتے ہوتے بچا ہے!" روشی نے کہا۔

"کیوں! تمہیں یہ پیکٹ کہاں سے ملے!"

"بتاتی ہوں..... ذرا دم لینے دو!" روشی نے کہا اور اُٹھ کر الماری سے وہسکی کی بوتل

نکالی..... بڑے گلاس میں چھ انگل خالص وہسکی لے کر اس کی چسکیاں لینے لگی۔

پھر اس نے رومال سے ہونٹ خشک کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے نیند نہیں آرہی تھی! ٹھیک ایک بجے کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں سمجھی شاید تم ہو! میں نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا! لیکن وہ تم نہیں تھے ایک دوسرا آدمی تھا اس نے مجھے یہ دونوں پیکٹ دیئے اور ایک لفافہ..... جس پر میرا نام لکھا ہوا تھا..... اور پھر اس نے مجھے پوچھنے کی مہلت ہی نہیں دی! چپ چاپ واپس چلا گیا۔"

روشی نے وینٹی بیگ سے وہ لفافہ بھی نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا!

عمران نے لفافے سے خط نکال کر میز پر پھیلاتے ہوئے ایک طویل سانس لی۔ تحریر تھا۔

"روشی! تمہارے دوست کے بقیہ دونوں پیکٹ روانہ کر رہا ہوں لیکن تم انہیں کھول کر دیکھو گی نہیں! ہوٹل کے باہر ایک نیلے رنگ کی کار موجود ہے! چپ چاپ اس میں بیٹھ جاؤ۔ وہ تمہیں تمہارے فلیٹ تک پہنچا دے گی! تم دونوں خواہ کہیں چھپو میری نظروں سے نہیں چھپ سکتے! مجھے تم دونوں سے کوئی پرخاش نہیں ہے ورنہ تم اب تک زندہ نہ ہوتے! تمہارا دوست معمولی سا مجرم ہے۔ جعلی نوٹوں کا دھندا کرتا ہے اور بس! اس سے کہو کہ چپ چاپ اس شہر سے چلا جائے! ورنہ تم تو مجھے عرصہ سے جانتی ہو! میں اور کچھ نہیں چاہتا! یہاں سے اسی وقت چلی جاؤ!

عمران نے خط ختم کر کے روشی سے کہا" اور تم نیلی کار میں بیٹھ گئیں۔"

"کیا کرتی! میں نے سوچا کہ جب اس نے میری جائے رہائش کا پتہ لگا لیا تو مجھے کسی قسم کا نقصان پہنچانے میں اسے کیا عار ہو سکتا ہے!"

ٹھیک ہے تم نے عقل مندی سے کام لیا۔

"مگر.....!" روشی عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔ "کیا اس نے تمہارے متعلق سچ لکھا ہے!"

"جھک مارتا ہے! اب میں اس سے اپنی توہین کا بدلہ لوں گا!"

"دیکھو طوطے..... میں نے تمہارے بارے میں بہت کچھ سوچا ہے اور ہاں..... تم نے یہ چراغاں کس خوشی میں رکھا ہے!"

"میں بہت زیادہ روشنی چاہتا ہوں! مگر تم نے بھی میرے بارے میں غلط ہی سوچا ہو گا اچھا اب تم مجھے یہاں کبھی نہیں دیکھو گی!"

"تو واقعی اس شہر سے جا رہے ہو!"

"میں کسی کے حکم کا پابند نہیں ہوں اور پھر بھلا اس مسخرے سے ڈر کر بھاگوں گا!"

"خدا کے لئے مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو!"

"ایک معمولی سا مجرم۔ کیا تمہیں اس کی بات پر یقین نہیں آیا۔"

"نہیں مجھے اس کی بات پر یقین نہیں آیا۔ ایک معمولی سا مجرم اس کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا!.... یہاں کے اچھے اچھے دل گردے والے اس کے تصور سے ہی کانپتے ہیں!۔ تم میرے پیشے سے واقف ہی ہو! ہر قسم کے آدمیوں سے سابقہ پڑتا ہے!"

"میں ایک شریف آدمی ہوں! ممی اور ڈیڈی بچپن ہی سے مجھے اس کا یقین دلاتے رہے ہیں!" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔ "ویسے میں کبھی کبھی سچ مچ حماقتیں کر بیٹھتا ہوں! جیسے آج....!"

عمران نے اپنا ٹیلیفون بوتھ والا کارنامہ دہرایا!.... اور روشی بے تحاشہ ہنسنے لگی! اس نے کہا۔ "تم جھوٹے ہو! تم نے میری آواز کی نقل کیسے اتاری ہوگی۔"

"اس طرح.... اس میں مشکل ہی کیا ہے" عمران نے ہو بہو روشی کے لہجے اور آواز کی نقل اتاری۔

روشی چند لمحے اُسے حیرت سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "مگر اس حرکت کا مقصد کیا تھا!"

"تفریح!.... اور کیا کہوں! مگر نتیجہ دیکھو! کہ اس نے خود ہی پیکٹ واپس کر دیئے!"

"تمہاری عقل خبط ہو گئی ہے!" روشی نے کہا! "مجھے اس میں بھی کوئی چال معلوم ہوتی ہے!"

"ہو سکتا ہے.... بہرحال میں جانتا ہوں کہ اس کے آدمی ہر وقت پیچھے لگے رہتے ہیں! ورنہ اسے تمہارا پتہ کیسے معلوم ہوتا!"

"یہی میں بھی سوچ رہی تھی!"

"یہ اسی وقت کی بات ہے جب میں آج شام تم سے ملا تھا! میرے ہی ذریعہ وہ تم تک پہنچا ہوگا۔"

"مگر عمران!.... وہ آدمی.... جو ان پیکٹوں کو لایا تھا.... جانتے ہو وہ کون تھا....؟ حیرت ہے.... وہ وہی کان کٹا ماہی گیر تھا جس کے بارے میں تم پوچھ رہے تھے!"

عمران سنبھل کر بیٹھ گیا!

"کیا وہ تمہیں پہچانتا ہے۔" اس نے پوچھا۔

"یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی! نہیں مجھے پہلے کبھی اس سے بات چیت بھی کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔"

عمران کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا! تھوڑی دیر بعد اس نے ایک طویل انگڑائی لے کر کہا۔ "جاؤ اب سو جاؤ! مجھے بھی نیند آ رہی ہے اور اگر اب بھی مجھے بور کرو گی تو

وقت یہاں سے چلا جاؤں گا!"

روشی چپ چاپ اٹھی اور اپنی خواب گاہ میں چلی گئی۔

عمران دروازے اور کھڑکیاں بند کرنے کے بعد تھوڑی دیر تک چیونگم سے شغل کرتا رہا! پھر نوٹوں کے پیکٹ کھول دیئے.... اسے توقع تھی کہ ان پیکٹوں میں کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا کیونکہ روشی کو اس کے خط میں پیکٹوں کو نہ کھولنے کی ہدایت کی گئی تھی۔

اس کا خیال صحیح نکلا۔ ایک پیکٹ میں نوٹوں کے درمیان ایک تہہ کیا ہوا کاغذ کا ٹکڑا نظر آیا! یہ بھی ایک خط تھا لیکن اس میں عمران کو مخاطب کیا گیا تھا۔

دوست.... بڑے جیالے معلوم ہوتے ہو! ساتھ ہی شاطر بھی! مگر جعلی نوٹوں کا دھندا چھچھوراپن ہے! اگر ترقی کی خواہش ہو تو کل رات کو گیارہ بجے اسی ویرانے میں ملو جہاں میں نے تم پر پہلا حملہ کیا تھا!.... اے بی سی ہوٹل والے شکاری کے متعلق اطلاع فراہم کرنے کا شکریہ! اس نے صرف مچھلیوں کے شکار کے لئے وہاں قیام کیا ہے! لیکن مچھلیوں کے شکار کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا۔! تو کل رات کو تم ضرور مل رہے ہو--- میں انتظار کروں گا--"

عمران نے خط کو پرزے پرزے کر کے آتشدان میں ڈال دیا! اس کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی.... وہ اٹھا اور دبے پاؤں روشی کے فلیٹ سے نکل گیا!

O

دوسری رات جب آسمان تاریکیاں بکھیر رہا تھا عمران اس ویرانے میں پہنچ گیا جہاں اسے بلایا تھا!.... تین یا چار فرلانگ کے فاصلے پر اے بی سی ہوٹل کی روشن کھڑکیاں نظر آ رہی تھیں!

عمران انہیں ٹیلوں کے درمیان کھڑا تھا جہاں اس پر کچھ دنوں پیشتر حملہ کیا گیا تھا۔

اسے زیادہ دیر تک انتظار نہیں کرنا پڑا۔

"تم آ گئے" اسے اپنی پشت پر تیز قسم کی سرگوشی سنائی دی!

عمران چونک کر مڑا.... تھوڑے ہی فاصلے پر اسے ایک تاریک سایہ نظر آیا۔

"ہاں میں آ گیا۔" عمران نے اسی انداز میں سرگوشی کی "اور میں تم سے ذرہ برابر بھی خائف نہیں ہوں!"

"مجھے ایسے ہی آدمی کی ضرورت تھی!" سائے نے جواب دیا! "چھ ماہ کے اندر ہی اندر لکھ پتی بنا دوں گا!"

"میں لکھ پتی نہیں بننا چاہتا!.... میں صرف اس لئے آیا ہوں کہ...."

"ختم کرو! میں کچھ نہیں سنوں گا! جوانی کا خون گرم ہوتا ہے.... تم ابھی بچے ہو۔ بڑھاپے میں پیسوں کی قدر معلوم ہوتی ہے!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو!" عمران نے پوچھا۔

"میرے ساتھ چلو۔"

"چلو-- مگر کبھی مجھے شادی کرنے پر مجبور نہ کرنا! میں اس کے علاوہ ہر قسم کی غلطی کر سکتا ہوں!"

سایہ ہنس پڑا۔ پھر اس نے کہا۔ "آج روشی دن بھر تمہیں تلاش کرتی رہی ہے!"

"وہ مجھے سچ مچ کوئی احمق شہزادہ سمجھتی ہے۔"

"آؤ! وقت کم ہے!" سائے نے عمران کی طرف ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔

"کیا گود میں آؤں؟" عمران نے کہا اور ایک طرف ہٹ گیا!-- لیکن دوسرے ہی لمحے اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی کھوپڑی سے بے شمار ستارے نکل کر فضا میں منتشر ہو گئے ہوں۔ کسی نے پشت سے اس کے سر پر کوئی ٹھوس اور وزنی چیز دے ماری تھی۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا تاریک سائے کی طرف بڑھا! لیکن اس تک پہنچنے سے قبل ہی ڈھیر ہو گیا۔

O

بیہوشی کے بعد ہوش کیسے آتا ہے؟ کم از کم یہ کسی بیہوش ہونے والے کی سمجھ میں آنے کی چیز نہیں ہے!-- بہر حال عمران کو نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ کس طرح ہوش میں آیا! لیکن آنکھ کھلنے پر شعور کی بیداری میں دیر نہیں لگی۔

وہ ایک کشادہ اور سجے سجائے کمرے میں تھا! لیکن تنہا نہیں-- اس کے علاوہ کمرے میں پانچ آدمی اور بھی تھے۔ ان کے جسموں پر سیاہ رنگ کے لمبے لمبے چسٹر تھے.... اور چہرے سیاہ نقابوں میں چھپے ہوئے تھے! ان میں سے ایک آدمی کتاب کی ورق گردانی کر رہا تھا۔

"ہاں بھئی! کیا دیکھا!" ان میں سے ایک نے اس سے پوچھا۔

آواز سے عمران نے اسے پہچان لیا! یہ وہی تھا جس سے کچھ دیر قبل ٹیلوں کے درمیان اس نے گفتگو کی تھی۔

"جی ہاں آپ کا خیال درست ہے" دوسرے آدمی نے کتاب پر نظر جماتے ہوئے کہا۔ "علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی لندن.... آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹیز.... فرام سنٹرل انٹیلی جنس بیورو--"

"کیوں دوست کیا خیال ہے!" گمنام آدمی عمران کی طرف مڑ کر بولا۔

"ایم ایس سی، ڈی ایس۔ سی نہیں بلکہ ایم ایس سی، پی ایچ ڈی!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"شٹ اپ!" گمنام آدمی نے گرج کر کہا۔

"واقعی میں بڑا بیوقوف آدمی ہوں! روشی ٹھیک کہتی تھی!" عمران اس طرح بڑبڑایا جیسے خود سے مخاطب ہو!

"تم ہمارے متعلق کیا جانتے ہو!" گمنام آدمی نے پوچھا۔

"یہی کہ تم سب پردہ نشین خواتین ہو اور مجھے خواہ مخواہ ڈرا رہی ہو۔"

"تم یہاں سے زندہ نہیں جا سکتے!" گمنام آدمی کی آواز میں غراہٹ تھی۔

"فکر نہ کرو! مرنے کے بعد چلا جاؤں گا۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

گمنام آدمی کی خوفناک آنکھیں چند لمحے نقاب سے عمران کو گھورتی رہیں پھر اس نے کہا "تمہیں بتانا ہی پڑے گا کہ تمہارے کتنے آدمی کہاں کہاں کام کر رہے ہیں!"

"کیا تم لوگ سچ مچ سنجیدہ ہو؟" عمران اپنے چہرے پر حیرت کے آثار پیدا کر کے بولا۔

کسی نے کوئی جواب نہ دیا.... اس وقت ان کی خاموشی بھی بڑی ڈراؤنی لگ رہی تھی۔

عمران پھر بولا۔ "تمہیں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے!"

"بکواس!.... ہمارے فائیل بہت احتیاط سے مرتب کئے جاتے ہیں!" گمنام آدمی نے کہا۔

"تب پھر میں ہی غلط ہو گیا ہوں۔" عمران نے مایوسی سے سر ہلا کر کہا۔ "کمال ہے.... میں یعنی.... واہ کیا بات ہے گویا اب اپنے لئے کہیں بھی جگہ نہیں ہے یارو یہ ظلم ہے کہ تم لوگ مجھے محکمہ سراغرسانی سے منسلک کر رہے ہو۔"

"ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے!" گمنام آدمی غصیلے لہجے میں بولا۔ "تمہیں صبح تک کی مہلت دی جاتی ہے اپنے آدمیوں کے پتے اور نشان بتادو! ورنہ....!"

"میرا خیال ہے!" ایک نقاب پوش نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "جلتے لوہے والی تدبیر کیسی رہے گی۔"

"وقت نہیں ہے!" گمنام آدمی غرایا! "صبح دیکھیں گے!"

وہ سب کمرے سے نکل گئے اور دروازہ باہر سے مقفل کر دیا گیا! عمران نے ایک طویل انگڑائی لی اور سر کا وہ حصہ ٹٹول کر جہاں چوٹ لگی تھی برے برے سے منہ بنانے لگا۔

اسے توقع نہیں تھی کہ اس کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ کیا جائے گا وہ تو یہی سمجھے ہوئے تھا کہ اس نے مجرموں کو اپنے جال میں پھانس لیا!

اس نے بے وجہ ان لوگوں کو ہد ہد کا پتہ نہیں بتایا تھا اس کے ذہن میں ایک اسکیم تھی اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا تھا! اس نے اس آدمی کا تعاقب کر کے جس نے سمندر کے کنارے ہد ہد کے فوٹو لئے تھے کم از کم مجرموں کے ایک اڈے کا پتہ تو لگا ہی لیا تھا.... اور وہیں اس نے اس آدمی کو بھی دیکھا تھا جس کا بایاں کان آدھا غائب تھا۔

عمران تھوڑی دیر تک بے حس و حرکت آرام کرسی میں پڑا رہا!.... اس کا ذہن بڑی تیزی سے حالات کا جائزہ لے رہا تھا۔

آدھا گھنٹہ گذر گیا!.... شاید پوری عمارت پر سناٹے کی حکمرانی تھی! کہیں سے بھی کسی قسم کی آواز نہیں آ رہی تھی۔

عمران اٹھ کر کھڑکیوں اور دروازوں کا جائزہ لینے لگا! لیکن چند ہی لمحوں میں اس پر واضح ہو گیا کہ وہ باہر نہیں نکل سکتا! یہ سارے دروازے ایسے تھے جو باہر سے مقفل کئے جا سکتے تھے اس کے ذہن میں ایک دوسرا اور انتہائی اہم سوال بھی تھا عمارت اس وقت خالی ہے یا کچھ اور لوگ بھی موجود ہیں! دونوں ہی صورتوں میں حالات غیر یقینی تھے.... عمارت میں اس کا تنہا رہنا ناممکنات میں سے تھا!.... لیکن اگر اس کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی تھے تو عمارت پر قبرستان کی سی خاموشی کیوں طاری تھی؟.... کیا وہ سو رہے ہیں؟ عمران نے سوچا کہ یہ بھی ناممکن ہے۔ انہوں نے اپنی دانست میں ایک خطرناک دشمن کو پکڑ لیا ہے! لہٰذا اس کی طرف سے غافل ہو کر سو رہنا قرین قیاس نہیں!

عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ صبح اسے ناشتے کی میز پر خوش آمدید کہنے کے لئے مہمان نہیں بنایا جائے گا-- یہاں ایسی آؤ بھگت ہو گی کہ شکریہ ادا کرنے کا موقعہ نہ مل سکے گا۔

وہ اٹھ کر ٹہلنے لگا.... پھر اچانک اس نے دروازہ پیٹ کر چیخنا شروع کر دیا۔

باہر قدموں کی آہٹ ہوئی اور کسی عورت نے سریلی آواز میں ڈانٹ کر کہا۔ ”کیوں شور مچا رہے ہو!“

”میں باہر جانا چاہتا ہوں!“ عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

”بکواس مت کرو۔“

”شٹ اپ!“ عمران بہت زور سے گرجا۔ ”میں تجھ جیسی کتیا کی بچی سے بات نہیں کرنا چاہتا.... کسی مرد کو بھیج دے....!“

”تم کتے کے پلے خاموشی سے بیٹھے رہو! ورنہ گولی مار دی جائے گی۔“

اس بار عمران نے اسے بڑی گندی گندی گالیاں دیں جواب میں وہ بھی برس پڑی!.... اور

عمران نے اس سے اندازہ لگا لیا کہ وہ عورت عمارت میں تنہا ہے! ورنہ وہ اس کی مرمت کے لئے کسی مرد کو ضرور بلاتی۔

عورت تھوڑی دیر تک اسے بُرا بھلا کہتی رہی! پھر خاموش ہو گئی۔ عمران اس کے قدموں کی آواز سن رہا تھا! اس نے اندازہ لگا لیا کہ قریب ہی کسی کمرے میں گئی ہے۔

عمران سوچ رہا تھا کہ اگر ایسے حالات میں بھی وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہا تو آئندہ نسلیں اسے سچ مچ احمق اعظم ہی کے نام سے یاد کریں گی!

وہ ایک بار پھر کمرے کا جائزہ لینے لگا!.... اچانک اس کی نظر رسی کے ایک لچھے پر پڑی تھی۔ اس نے جھپٹ کر اسے اٹھا لیا.... رسی کی موٹائی آدھ انچ سے زیادہ نہیں تھی! اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ پانی میں بھگو کر خشک کی گئی ہو! عمران چند لمحے اسے دیکھتا رہا.... اور پھر اس کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ رقص کرنے لگی--!

O

عمران کے منہ سے گالیاں سن کر اس عورت کا موڈ بہت زیادہ خراب ہو گیا تھا! وہ کافی حسین تھی اور عمر بھی بیس بائیس سے زیادہ نہ رہی ہو گی! ممکن ہے اس کے ساتھی اس کی ناز برداریاں بھی کرتے رہے ہوں! بہر حال وہ ایسی نہیں معلوم ہوتی تھی کہ کسی کی تلخ کلامی برداشت کر سکتی۔

اور یہ حقیقت تھی کہ وہ اس وقت اس عمارت میں تنہا تھی.... عمران کو محبوس کرنے والوں کو شاید یقین واثق تھا کہ وہ یہاں سے نکل نہ سکے گا! ورنہ وہ ایسی غلطی نہ کرتے! وہ عورت غصے میں ہانپتی ہوئی مسہری پر گری! اسے شاید اپنے ساتھیوں پر بھی غصہ آ رہا تھا!

وہ سو جانا چاہتی تھی۔ مگر نیند کا کوسوں پتہ نہیں تھا-- بیس منٹ گذر گئے وہ کروٹیں بدلتی رہی۔

اچانک اس نے ایک چیخ سنی، جو قیدی کے کمرے سے بلند ہوئی تھی اور پھر کچھ اس قسم کی آوازیں آنے لگیں جیسے کوئی کسی کا گلا گھونٹ رہا ہو۔

وہ بے تحاشہ اچھل کر کھڑی ہو گئی اور غیر ارادی طور پر قیدی کے کمرے کی طرف دوڑنے لگی۔ لیکن اب سناٹا تھا۔

”کیا ہے! کیوں شور مچا رکھا ہے!“ اس نے کمرے کے سامنے پہنچ کر کہا۔

لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملا! ایک دروازے کی جھری پر اس کی نظر پڑی اور اس نے اندازہ کر لیا کہ اندر کا بلب روشن ہے!

دوسرے ہی لمحے اس کی ایک آنکھ جھری سے جا لگی! لیکن پھر وہ اس طرح جھٹکے کے ساتھ پیچھے ہٹ گئی جیسے الیکٹرک شاک لگا ہو۔ اس کمرے کے اندر جو کچھ بھی دیکھا وہ اس کے رونگٹے کھڑے کر دینے کے لئے کافی تھا! چھت سے ایک لاش لٹک رہی تھی! اس کے پیر زمین سے تقریباً تین فٹ اونچائی پر جھول رہے تھے اور گردن میں رسی کا پھندا.... چہرہ دوسری طرف تھا! صاف ظاہر ہوتا تھا کہ قیدی نے ایک کرسی پر کھڑے ہو کر پھندا اپنی گردن میں ڈالا اور پھر لات مار کر کرسی ایک طرف گرا دی! سیاہ السٹر اور سیاہ پتلون میں وہ لاش بڑی ڈراؤنی معلوم ہو رہی تھی!

وہ ایک بار پھر جھری سے اندر جھانکنے لگی.... اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کیونکہ اس نے قیدی کی دلیرانہ حرکتوں کے متعلق اپنے ساتھیوں سے بہت کچھ سنا تھا!

خواب و خیال میں بھی اسے توقع نہیں تھی کہ ایسا بے جگر آدمی اس طرح خودکشی کر لے گا-- حالانکہ وہ کچھ دیر پہلے اس کی توہین کر چکا تھا لیکن پھر بھی وہ اس کے انجام پر متاسف ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

وہ کوئی کمزور دل عورت نہیں تھی! کمزور دل کی عورت ایسے خطرناک مجرموں کے ساتھ رہ ہی کیسے سکتی تھی!

وہ چند لمحے کھڑی کچھ سوچتی رہی پھر دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو گئی.... لاش کی پشت دروازے کی طرف تھی عورت آگے بڑھی تاکہ اسکا چہرہ دیکھ سکے!

لیکن قبل اس کے کہ وہ اس کے قریب پہنچتی لاش رسی کے پھندے سے نکل کر دھم سے فرش پر آ رہی۔ عورت گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی! لیکن عمران نے اسے باہر نکلنے کا موقع نہیں دیا! دوسرے لمحے اس کی صراحی دار گردن عمران کی گرفت میں تھی!

"وہ یہاں کب واپس آئیں گے!" عمران نے گرفت مضبوط کرتے ہوئے پوچھا۔

عورت تھوک نگل کر رہ گئی! اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی ہوئی تھیں اور وہ بُری طرح کانپ رہی تھی۔

"بتاؤ ورنہ گلا گھونٹ دوں گا!" عمران کے چہرے پر سفاکی نظر آنے لگی۔

"ساڑھے.... ساڑھے تین بجے!"

"جھوٹ بک رہی ہو! خدا سے ڈرو ورنہ زبان سڑ جائے گی!" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا اور اس کی گردن چھوڑ دی!

عورت اسی جگہ کھڑی ہانپتی رہی۔

"تم نے کچھ دیر پہلے مجھے برا بھلا کہا تھا۔ اب کہو! تو تمہارے کان اور ناک کاٹ لوں!"

عورت کچھ نہ بولی.... عمران بکتا رہا۔ "تم صورت سے شریف معلوم ہوتی ہو! ورنہ میں ابھی تمہیں گلا گھونٹ کر مار ڈالتا! کیا تم ان میں سے کسی کی بیوی ہو!"

عورت نے نفی میں سر ہلا دیا اور عمران گرجدار آواز میں بولا۔ "پھر تم کیا بلا ہو! زبان سے بولو ورنہ اس رسی میں تمہاری لاش لٹکتی نظر آئے گی۔"

"میں ان کے کسی جرم میں شریک نہیں ہوں!" عورت نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم آخر ہو کون!"

"میں جو کچھ بھی ہوں! یہی ہوں اور زندگی سے تنگ آ گئی ہوں! انہوں نے مجھے کہیں کا نہیں رکھا۔ لیکن میں اب ہر حال میں ان کے پنجے سے نکلنا چاہتی ہوں!"

"شاباش....! اچھا میں تمہیں بچا لوں گا!.... لیکن جو کچھ میں کہوں گا اس پر عمل کرو۔"

"میں تیار ہوں!"

"باہر نکلنے کا دروازہ تو مقفل ہو گا؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں-- مقفل نہیں ہے!"

"تو پھر ان کی آمد پر دروازہ کون کھولے گا؟ کیا تم جاگتی رہو گی؟"

"نہیں وہ خود کھول لیں گے اور اس کی ترکیب ان کے علاوہ اور کسی کو نہیں معلوم!"

"کیا یہ عمارت ہرشفیلڈ فشریز والوں کی ہے!" عمران نے پوچھا اور عورت نے اثبات میں سر ہلا دیا!

"یہ عمارت جیمس اسٹریٹ میں ہے نا!" عمران نے پوچھا اور اس کا جواب بھی اثبات ہی میں ملا اور عمران مطمئن ہو گیا کہ یہ وہی عمارت ہے جس کا سراغ اسے فوٹوگرافر کا تعاقب کرنے پر ملا تھا!

وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتیں اپنے کمرے میں جاؤ۔"

وہ چپ چاپ وہاں سے نکل کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ عمران اس کے پیچھے تھا! جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ عمران نے دروازہ باہر سے بند کر دیا۔

"چپ چاپ پڑی رہنا ورنہ گردن صاف! مجھے عورتوں پر بھی رحم نہیں آتا۔" عمران غرا کر بولا۔

اندر سے کوئی جواب نہیں ملا! عمران آگے بڑھا۔

وہ بڑی تیزی سے عمارت کا جائزہ لیتا پھر رہا تھا.... باہر کے سارے دروازے آزمائے لیکن انہیں کھولنے میں کامیاب نہ ہو سکا!.... ایک کمرے میں اسے اسلحہ جات کا ذخیرہ نظر آیا۔ دروازہ مقفل نہیں تھا! شاید یہاں سے جاتے وقت انہوں نے کچھ اسلحہ لیا تھا اور کمرے کو مقفل کرنا بھول گئے تھے.... عمران نے ایک ٹامی گن اٹھا کر اسے لوڈ کیا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ ٹامی

گن اس کے ہاتھ میں تھی!

لیکن اگر کوئی دوسرا اسے اس حال میں دیکھتا تو قطعی مخبوط الحواس سمجھتا! ہونا یہ چاہئے تھا کہ عمران فون پر پولیس سے رابطہ قائم کر کے عمارت کا محاصرہ کر لیتا! یہاں فون موجود تھا! عمران چاہتا تو اسے استعمال کر سکتا تھا! مگر اس نے ایسا نہیں کیا!.... وہ کسی شکاری کتے کی طرح عمارت کا گوشہ گوشہ سونگھتا پھر رہا تھا! اسے مجرموں کی واپسی کی بھی پرواہ نہیں تھی!.... وہ ان کے جرائم سے واقف ہو چکا تھا اور اے بی سی ہوٹل کے قریب والے ویرانے پر اس بھیانک آدمی کی حکمرانی کا مقصد بھی اس کے ذہن میں آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پھر اسی کمرے کے سامنے پہنچ گیا۔ جہاں اسے قید کیا گیا تھا! اس نے عورت کے کمرے کی طرف نظر ڈالی جس کا دروازہ بدستور بند تھا!.... اندر روشنی ضرور تھی لیکن کسی قسم کی آواز نہیں سنائی دیتی تھی!

پھر عمران نے اس بطخ کی طرف دیکھا جو اس کے بائیں ہاتھ پر لٹک رہی تھی! یہ اسے اسی عمارت کے ایک ڈربے میں ملی تھی! وہ کمرے میں داخل ہو گیا.... ٹامی گن میز پر رکھ دی! رسی ابھی تک چھت میں لگے ہوئے کڑے سے لٹک رہی تھی۔

چند لمحوں بعد عمران بطخ کو ذبح کر رہا تھا!.... کچھ خون فرش پر پھیل گیا اور کچھ اس نے بڑی احتیاط سے ایک گلاس میں اکٹھا کر لیا۔

O

ٹھیک تین بجے عمارت کا صدر دروازہ کھلا اور دس آدمی اندر داخل ہوئے! ان میں سے صرف ایک کا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا اور بقیہ نو آدمی بے نقاب تھے! ان کے چہروں سے تھکن ظاہر ہو رہی تھی!

لیکن قیدی کے کمرے کے سامنے روشنی دیکھ کر ان کے چہروں سے اضمحلال کے آثار غائب ہو گئے! کھلے ہوئے دروازے سے روشنی باہر برآمدے میں رینگ آئی تھی۔

ان کا نقاب پوش سرغنہ بے تحاشہ بھاگتا ہوا کمرے میں جا گھسا اور پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں! کمرہ خالی تھا۔ چھت سے ایک خون آلود رسی لٹکی ہوئی تھی.... اور فرش پر بھی خون نظر آ رہا تھا.... پھر خون کے چھوٹے چھوٹے دھبے اس جگہ سے دروازے تک چلے گئے.... وہ دروازے کی طرف جھپٹا.... اس کے بقیہ نو ساتھی ساکت و صامت دروازے کے سامنے کھڑے تھے۔

خون کے لاتعداد چھوٹے چھوٹے دھبے دروازے کے باہر برآمدے میں بھی تھے۔ وہ سب انہیں دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔

اب دھبوں کا رخ اسلحہ کے کمرے کی طرف ہو گیا تھا! ان میں سے ایک نے جیب سے ٹارچ نکالی کیونکہ یہ راہداری تاریک تھی!.... انہیں اسلحہ خانے کا دروازہ بھی کھلا ہوا ملا.... خون کے دھبوں کی قطار دروازے میں مڑ کر اسلحہ خانے میں چلی گئی تھی۔ وہ سب بے تحاشہ اندر چلے گئے.... اور کسی کے منہ سے نکلا۔

"ارے بطخ.... یہ کیا؟"

پھر وہ مڑنے بھی نہیں پائے تھے کہ دروازہ باہر سے بند ہو گیا--! اندھیرے میں عمران کا قہقہہ گونج رہا تھا۔

لیکن عمران کو اس کی خبر نہیں تھی کہ یہی اندھیرا جس سے اس نے فائدہ اٹھایا ہے خود اسی کے لئے مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ ان کا سرغنہ باہر ہی رہ گیا ہے!

اس نے للکار کر کہا۔ "کیوں دوستو! اب کیا خیال ہے!"

وہ سب اندر سے دروازے پیٹنے اور شور مچانے لگے!

عمران نے پھر قہقہہ لگایا! لیکن یہ قہقہہ اچانک اس طرح رک گیا جیسے کسی سائیکل کے پہیوں میں پورے بریک لگ گئے ہوں!

کسی نے پشت سے اس پر حملہ کر دیا تھا! ٹامی گن اس کے ہاتھ سے نکل کر اندھیرے میں کہیں دور جا گری!

حملہ آور ان کا سرغنہ تھا جو اسلحہ خانے میں بند کر دیئے گئے تھے!.... جب وہ خون کے دھبوں کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے تو وہ قیدی والے کمرے کے سامنے ہی رک کر کچھ سوچنے لگا تھا! وہ سب اسلحہ خانے تک پہنچ گئے اور وہ وہیں کھڑا تشویش آمیز نظروں سے چاروں طرف دیکھتا رہا۔

اور اب.... شاید تقدیر عمران پر قہقہے لگا رہی تھی! حملہ بڑا شدید تھا! -- عمران کو بالکل یہی محسوس ہوا جیسے کوئی سینکڑوں من وزنی چٹان اس پر آ گری ہو!

خود اس کا جسم بھی کافی جاندار تھا۔ لیکن اس حملے نے اس کے دانت کھٹے کر دیئے! نقاب پوش اس سے لپٹ پڑا تھا!

عمران نے اس کی گرفت سے نکلنا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکا!

اس نے اسے کچھ اس طرح جکڑ رکھا تھا کہ عمران کا دم گھٹنے لگا تھا! اسلحہ خانے کے اندر ابھی تک شور جاری تھا۔

"خاموش رہو!" ان کے سرغنہ نے انہیں ڈانٹا... لیکن اس کی آواز اتنی پر سکون تھی جیسے اس نے کسی آرام کرسی پر کاہلوں کی طرح پڑے پڑے انہیں سرزنش کی ہو!

دوسری طرف اس نے عمران کو زمین سے اکھاڑ دیا تھا اور بتدریج اسے اوپر اٹھاتا چلا جارہا تھا--! عمران نے اس کی ٹانگوں میں اپنی ٹانگیں پھنسانی چاہیں لیکن کامیاب نہ ہوا... وہ اسے اوپر اٹھاتا چلا جارہا تھا۔

یہ حقیقت تھی کہ اس وقت عمران کے حواس جواب دے گئے تھے اور حملہ آور پر گویا کسی قسم کا جنون طاری ہو گیا تھا! اسے بھی شاید اس بات کا ہوش نہیں رہ گیا تھا کہ اب اس کی گردن بآسانی عمران کی گرفت میں آسکتی ہے! وہ تو اس چکر میں تھا کہ عمران کو اٹھا کر کسی دیوار پر دے مارے اور اس کی ہڈیاں سرمہ ہو جائیں۔

اس قسم کے خطرناک مجرم اگر کسی خاص موقعہ پر اس طرح اپنی عقل نہ گنوا بیٹھیں تو قانون بے چارہ عجائب خانے کی الماریوں کی زینت بن کر رہ جائے۔

اچانک عمران کے ہاتھ اس کی گردن سے ٹکرائے اور ڈوبتے ہوئے کو تنکے کا سہارا مل گیا!

اس نے بری طرح اس کی گردن دبوچ لی... اور پھر دونوں ایک ساتھ زمین پر آرہے۔

عمران کے ہاتھوں سے اس کی گردن نکل چکی تھی! لیکن اس نے گرتے گرتے اپنی کہنی اس کی ناک پر جمادی اور بائیں ہاتھ سے اس زور کا گھونسہ اس کی پیشانی پر رسید کیا کہ نقاب پوش کے منہ سے ایک بے ساختہ قسم کی چیخ نکل گئی!

عمران اس موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتا تھا!... وہ اس پر لد پڑا اور اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے۔ نقاب پوش چت گرا تھا... اور عمران اس کے سینے پر سوار تھا... ساتھ ہی وہ اپنا سارا زور اس کے ہاتھ کو زمین سے لگائے رکھنے پر صرف کررہا تھا!... اور وہ اس میں کسی حد تک کامیاب بھی ہوگیا تھا--مگر یہ پوزیشن بھی خطرے سے خالی نہیں تھی!--عمران اس کی قوت کا اندازہ تو کرہی چکا تھا--لہٰذا اچھی طرح سمجھتا تھا کہ اگر اسے ذرا سا بھی موقع مل گیا تو وہ اسے گیند کی طرح اچھال دے گا--!

اس نے بوکھلاہٹ میں اپنا سر نقاب پوش کے چہرے پر دے مارا... چوٹ ناک پر پڑی اور نقاب پوش بلبلا اٹھا... پھر تو عمران کے سر نے رکنے کا نام ہی نہ لیا... نقاب پوش کی چیخیں کریہہ اور ڈراؤنی تھیں--اس کے ساتھیوں نے پھر شور مچانا شروع کر دیا۔

لیکن خود اس کی آواز آہستہ آہستہ دبتی ہوئی ہلکی ہلکی سسکیوں میں تبدیل ہوتی گئی۔



دوسری سہ پہر کو شام کے اخبارات کی ایک کاپی بھی کسی ہاکر کے پاس نہیں بچی!

ایک اخبار روشی کے سامنے بھی تھا!... اور اس کی آنکھیں متحیرانہ انداز میں پھیل کر رہ گئی تھیں۔ علی عمران... عمران... وہ سوچ رہی تھی... وہی احمق... وہی دلیر... محکمہ سراغرسانی کا آفیسر! بعد از قیاس... اس نے ایک بہت بڑے مجرم کو اس کے ساتھیوں سمیت تنہا گرفتار کیا تھا!... مجرم بھی کیسا...؟ جس نے مہینوں مقامی پولیس کو ناکوں چنے چبوائے تھے! جس کا ذاتی ٹیلیفون ایکسچینج تھا... شہر میں جس کی متعدد کوٹھیاں تھیں! ایک بہت بڑا اسمگلر تھا!... جس کے متعدد گوداموں میں پولیس نے ناجائز طور پر درآمد کیا ہوا بیش قیمت مال دریافت کیا تھا جو بظاہر ایک معمولی ماہی گیر تھا اور ہر شفیلڈ فشریز کے ایک اسٹیمر پر ملازم تھا... یعنی یہ اسٹیمر خود اسی کا تھا۔ لیکن اسٹیمر کا کپتان اسے اپنا ماتحت سمجھتا تھا... ہر شفیلڈ کی فرم کا مالک وہی تھا لیکن فرم کا منیجر اس کے وجود تک سے ناواقف تھا! ظاہر ہے کہ ایک معمولی سے ملاح کو منیجر کیا جانتا... وہ اس وقت ان سب کا مالک ہوتا تھا جب اس کے چہرے پر سیاہ نقاب ہوتی تھی... اس وقت ہر شفیلڈ فشریز کے تینوں اسٹیمر مچھلیوں کا شکار کرنے کی بجائے اسمگلنگ کا ذریعہ بن جاتے تھے۔ وہ ساحل سے پچاس ساٹھ میل کے فاصلے سے گذرنے والے غیر ملکی جہازوں سے اترا ہوا ناجائز مال بار کرتے اور پھر ساحل کی طرف لوٹ آتے... بحری پولیس کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوتی کیونکہ مال نچلے حصوں میں ہوتا تھا اور اوپری عرشوں پر مچھلیوں کے ڈھیر دکھائی دیتے!

یہ اخبار کی رپورٹ تھی لیکن حقیقت تو یہ تھی کہ بحری پولیس کا عملہ ہر شفیلڈ والوں سے اللہ واسطے کی عقیدت رکھتا تھا! اس لئے ان کی کڑی نگرانی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔

خبر میں یہ بھی تھا کہ اے بی سی ہوٹل کے سامنے والے ویرانے پر اس بھیانک آدمی کی حکومت کیوں تھی؟

اس کی حقیقت یہ تھی کہ اسمگل کیا ہوا مال اسی راستے سے خفیہ گوداموں تک پہنچایا جاتا تھا! لہٰذا راستہ صاف رکھنے کے لئے اس بھیانک آدمی نے (جس کا بایاں کان آدھا کٹا ہوا تھا) وہاں کشت و خون کا بازار گرم کر دیا تھا! جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پولیس کو وہاں خطرے کا بورڈ نصب کرنا پڑا۔

خبر میں یہ بات بھی واضح کر دی گئی تھی کہ اے بی سی ہوٹل والوں کا اس گروہ سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

روشی بڑی دیر تک اخبار پر نظر جمائے رہی! پھر اچانک کسی آہٹ پر چونک کر دروازے کی طرف مڑی-- عمران سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا۔

روشی بوکھلا کر کھڑی ہو گئی! اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھی اور آنکھیں جھکی ہوئی تھیں!

"پچاس بھینسوں کا سودا ہو گیا ہے!" عمران نے کہا۔

روشی کچھ نہ بولی! اس کی آنکھوں سے دو قطرے ٹپک کر اسکرٹ میں جذب ہو گئے.... اخبار پڑھنے سے قبل وہ ایک بیوقوف عورت کی طرح عمران کے متعلق بہت کچھ سوچتی رہی تھی!.... اور اس نے ان دو دنوں میں عمران کو تلاش کرنے کے سلسلے میں شہر کا کونا کونا چھان مارا تھا!....

"تم رو رہی ہو!.... کمال ہے بھئی!" عمران اس کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"جائیے! جائیے!" روشی ہاتھ بڑھا کر بولی۔ "اب مجھ میں بیوقوف بننے کی سکت نہیں رہ گئی!"

"روشی ایمانداری سے کہنا۔" عمران یک بیک سنجیدہ ہو گیا۔ "کیا میں تم سے زبردستی ملا تھا!"

"لیکن اب آپ یہاں کیوں آئے ہیں!"

"تمہارا شکریہ ادا کرنے اور ساتھ ہی ایک بات اور بھی ہے! تم نے ایک بار کہا تھا کہ تم اپنے موجودہ طرز حیات سے بیزار ہو! لہٰذا میں ایک مشورہ دینے آیا ہوں!"

"مشورہ!.... میں جانتی ہوں!" روشی خشک لہجے میں بولی۔ "آپ یہی کہیں گے کہ اب باعزت طور پر زندگی بسر کرو! لیکن میں اس مشورے کا احسان اپنے سر پر نہیں لینا چاہتی! ذلیل آدمی بھی اکثر یہ ضرور سوچتا ہے کہ اسے باعزت طور پر زندگی بسر کرنا چاہئے!"

"میں تمہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں!" عمران نے کہا۔ "میرے سیکشن کو ایک عورت کی بھی ضرورت ہے۔ تنخواہ معقول ملے گی۔"

روشی کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی.... وہ چند لمحے عمران کے چہرے پر نظر جمائے رہی پھر بولی۔

"میں تیار ہوں!"

"ہاہا!" عمران نے احمقانہ انداز میں قہقہہ لگایا۔ "اب میں اپنے ساتھ ایک ہزار بھینسیں لے جا رہا ہوں!"

روشی کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تم سچ مچ بہت اداس نظر آ رہی ہو!" عمران نے کہا۔

"نہیں.... تو.... نہیں!" وہ زبردستی ہنس پڑی۔

کچھ دیر تک خاموش رہی پھر روشی نے کہا۔ "ایک بات ہے!"

"ایک نہیں دس باتیں.... کچھ کہو بھی تو...."

"میں تمہارا آداب نہیں کروں گی! تمہیں باس نہیں سمجھوں گی۔"

"طوطے! کہو گی مجھے.... آں!" عمران دیدے پھرا کر بولا۔

روشی ہنسنے لگی! مگر اس ہنسی میں شرمندگی کی جھلک بھی تھی!

"آخر تم نے سراغرسانی کا کون سا طریقہ اختیار کیا تھا! یہ بات اب تک میری سمجھ میں نہ آ سکی!"

"یہ سراغرسانی نہیں تھی.... جوشی.... آر.... روشی! اسے عرف عام میں بنڈل بازی کہتے ہیں.... اور میں اسی طرح اپنا کام نکالتا ہوں! سراغرسانی کا فن جسے کہتے ہیں! وہ بہت اونچی چیز ہے! لیکن یہ کیس ایسا تھا جس میں فن سراغرسانی جھک مارتا رہ جاتا اور حقیقت یہ ہے کہ میں اس کیس میں بری طرح الو بنا ہوں؟"

"کیوں!"

"میں سمجھ رہا تھا کہ میں انہیں الو بنا رہا ہوں! لیکن جب میں ان کے پھندے میں پھنس گیا تو مجھے احساس ہوا کہ میں الوؤں کا قبلہ و کعبہ ہوں! ٹھہرو میں خود ہی بتائے دیتا ہوں!.... میں دراصل ان پر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں بھی ان ہی کی طرح ایک بدمعاش ہوں اور جعلی نوٹوں کا کاروبار میرا مشغلہ ہے! مجھے توقع تھی کہ میں اس طرح ان میں گھس مل سکوں گا! میری توقع پوری ہو گئی! ان کے سرغنہ نے مجھے اسی ویرانے میں بلایا جہاں پہلی بار مجھ پر حملہ ہوا تھا!"

"لیکن یہ تو بتاؤ کہ یہ طریقہ اختیار کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی! جب کہ تم ان کے سرغنہ سے پہلے ہی واقف تھے! تم نے مجھ سے کان کٹے آدمی کے متعلق پوچھ گچھ کی تھی یا نہیں۔"

"کی تھی!-- لیکن اس وقت تک نہیں جانتا تھا کہ سرغنہ وہی ہے اور پھر محض جاننے سے کیا ہوتا ہے! اس کے خلاف ثبوت فراہم کئے بغیر میں اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا اور ثبوت کی فراہمی کے لئے اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا تھا جو میں نے اختیار کرنا چاہا تھا ہاں تو جب وہاں پہنچا تھا تو انہوں نے اندھیرے میں میرا پارسل بیرنگ کر دیا! سر کی وہ چوٹ ابھی تک دکھ رہی ہے! پھر وہ مجھے اپنے ٹھکانے پر لے گئے!.... اور ہاں مجھے معلوم ہوا کہ وہ میری شخصیت سے اچھی طرح واقف ہے۔"

پھر عمران نے اپنی خودکشی کے واقعات دہراتے ہوئے کہا! "میں نے رسی کمر میں باندھی تھی اور اسے السٹر کے اندر سے اس طرح گردن کے سیدھ میں لے گیا تھا کہ دور سے پھندہ گردن ہی میں معلوم ہو-- ہاہا!.... پھر وہ پھنس ہی گئی!"

"ہاں! بس صرف عورتوں ہی کو بیوقوف بنانا جانتے ہو!" روشی منہ بنا کر بولی۔

"میں خود ہی بیوقوف ہوں روشی! یقین کرو!.... یہ تو اکثر ایک خاص قسم کا موڈ مجھ پر

طاری ہوتا ہے جب میں دوسروں کو بیوقوف نہیں نظر آتا!"

پھر اس نے بطخ کے خون والا لطیفہ دہرایا اور روشی بے تحاشہ ہنسنے لگی

"لیکن.... " عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ "یہاں بھی میں الو بن گیا تھا! اس کے سارے ساتھیوں کو تو میں نے اس طرح بند کر دیا تھا! لیکن وہ خود باہر ہی رہ گیا تھا.... اور پھر حقیقت تو یہ ہے روشی کہ میں عمران ہوں یا نہیں.... وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔

"کیا مطلب!"

میں عمران کا بھوت ہوں اور اگر میں بھوت نہیں ہوں تو اس پر یقین آنے میں عرصہ لگے گا کہ واقعی زندہ ہوں! اف فوہ! وہ کم بخت پتہ نہیں کتنے ہارس پاور کا ہے! ہارس نہیں بلکہ ایلیفنٹ پاور کہنا چاہئے! مجھے تو قطعی امید نہیں تھی کہ اس کے ہاتھوں زندہ بچوں گا! یہ کہو کہ میرے اوسان خطا نہیں ہوئے ورنہ مجھے فٹ بال کی طرح اچھال دیتا۔"

عمران خاموش ہو کر چیونگم چبانے لگا!

"اب مجھے یقین آگیا کہ تم واقعی بیوقوف ہو!"

"ہوں.... نا.... ہاہا!" عمران نے قہقہہ لگایا۔

"قطعی! دنیا کا کوئی عقلمند آدمی تنہا ان سے نپٹنے کی کوشش نہ کرتا! تمہارے پاس بہت وقت تھا! کمرے سے نکلنے کے بعد تم پولیس کی مدد حاصل کر سکتے تھے!"

"ہاں ہے تو یہی بات!.... لیکن اس صورت میں ہمیں ان کی پرچھائیاں بھی نصیب نہ ہوتیں! وہ کوئی معمولی گروہ نہیں تھا روشی.... تم خود سوچو.... پولیس کی بھیڑ بھاڑ.... خدا کی پناہ.... سارا کھیل چوپٹ ہو جاتا۔ اف فوہ.... خیر.... لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ اس سلسلے میں ڈیڈی مجھ سے ضرور جواب طلب کریں گے اور پھر شائد مجھے استعفٰی دینا پڑے۔"

"تو پھر مجھے کیوں ساتھ لے جا رہے ہو!" روشی نے کہا۔

"پرواہ نہ کرو! جاسوسی ناولیں چھاپنے کا دھندا کر لیں گے! تم انہیں ٹھیلے پر سجا کر پھیری لگایا کرنا.... اور میں ایجنٹوں کو لکھا کروں گا کہ ہم ایک کتاب کے آرڈر پر بھی آپ کو پچاس فی صدی کمیشن دیں گے اور کتاب کا سرورق ایک ماہ پہلے ہی آپ کی خدمت میں روانہ کر دیا کریں گے!.... آپ کا دل چاہے تو آپ صرف سرورق ایک روپیہ میں فروخت کر کے کتاب کسی ردی فروش کے گلے لگا سکتے ہیں! وغیرہ وغیرہ.... ہپ!"

ختم شُد

عمران سیریز نمبر 5

جہنم کی رقاصہ

(مکمل ناول)

عمران سر جھکائے ہوئے اٹھا اور کمرے سے نکل گیا۔

۲

تین گھنٹے کے اندر ہی اندر پورے محکمے کو معلوم ہو گیا کہ عمران نے استعفیٰ دیدیا ہے۔۔۔ اس خبر پر سب سے زیادہ خوشی کیپٹن فیاض کو ہوئی!۔۔۔ وہ عمران کا دوست ضرور تھا۔ لیکن اسی حد تک جہاں خود اس کے مفاد کو ٹھیس نہ لگتی ہو۔۔۔ عمران کے باقاعدہ ملازمت میں آجانے کے بعد سے اس کا وقار خطرے میں پڑ گیا تھا۔

ملازمت میں آجانے سے قبل عمران نے بعض کیسوں کے سلسلے میں اس کی جو مدد کی تھی اس کی بنا پر اس کی ساکھ بن گئی تھی! لیکن اس کے ملازمت میں آتے ہی عملی طور پر فیاض کی حیثیت صفر کے برابر بھی نہیں رہ گئی تھی۔

"عمران ڈیئر!" فیاض اس سے کہہ رہا تھا! "مجھے افسوس ہے کہ تمہارا ساتھ چھوٹ رہا ہے۔"

"کسی دشمن نے اڑائی ہوگی!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔۔۔ پھر فیاض کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ "نہیں دوست! میں قبر میں بھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا! فی الحال اپنے بنگلے کے دو کمرے میرے لئے خالی کرادو!"

"کیا مطلب!"

"والد کہتے ہیں کہ میں اب ان کی کوٹھی میں قدم بھی نہیں رکھ سکتا! حالانکہ مجھے یقین ہے کہ میں رکھ سکتا ہوں!"

"اوہ -- اب میں سمجھا!۔۔۔ غالباً اس کی وجہ وہ عورت ہے!" فیاض ہنسنے لگا!

"ہائیں وہ عورت!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "تم میرے باپ کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔۔۔ شٹ اپ یو فول!"

"میرا مطلب یہ تھا۔۔۔!"

"نہیں! بالکل شٹ اپ! ابھی سن پائیں تو تم سے بھی استعفیٰ لکھوالیں! خبردار ہوشیار۔۔۔ تم میری بات کا جواب دو! کمرے خالی کر رہے ہو۔۔۔ یا نہیں!"

"یار بات دراصل یہ ہے کہ میری بیوی۔۔۔ کیا وہ عورت بھی تمہارے ساتھ ہی رہے گی!"

"اس کا نام روشی ہے!"

"خیر کچھ ہو! ہاں تو میری بیوی کچھ اور سمجھے گی!"

"کیا سمجھے گی!"

"یہی کہ وہ تمہاری داشتہ ہے!"

"ہائیں لاحول ولا قوۃ۔۔۔ میں تمہاری بیوی کی بہت عزت کرتا ہوں!"

"میں اس عورت کے بارے میں کہہ رہا تھا!" فیاض جھینپا بھی اور جھلا بھی گیا!

"اوہ تو ایسے بولو نا! میں سمجھا شاید تمہاری بیوی مجھے اپنا داشتہ سمجھے گی!"

"یعنی کہ میرا مطلب یہ ہے۔۔۔ میں شاید ابھی کچھ غلط بول گیا ہوں۔۔۔ اچھا خیر۔۔۔ اگر تم بنگلے میں جگہ نہیں دینا چاہتے تو وہ فلیٹ ہی مجھے دے دو جسے تم پگڑی پر اٹھانے والے ہو۔"

"کیا فلیٹ!" فیاض چونک کر اسے گھورنے لگا!

"چھوڑو یار! اب کیا مجھے یہ بھی بتانا پڑے گا کہ تم نے چار پانچ فلیٹوں پر ناجائز طور پر قبضہ کر رکھا ہے۔۔۔!"

"ذرا آہستہ بولو! گدھے کہیں کے!" فیاض چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"فارمن ہاؤز والے فلیٹ کی کنجی میرے حوالے کرو! سمجھے!"

"خدا تمہیں غارت کرے!" فیاض اسے گھونسہ دکھاتا ہوا دانت پیس کر بولا۔

۳

تین چار دن بعد شہر کے ایک سب سے زیادہ تعداد میں شائع ہونے والے اخبار میں لوگوں کی نظروں سے ایک عجیب و غریب اشتہار گزرا۔ جس کی سرخی یہ تھی!۔۔۔ طلاق حاصل کرنے کے لئے ہم سے رجوع کیجئے۔

اشتہار کا مضمون تھا۔

"اگر آپ اپنے شوہر سے تنگ آگئی ہیں۔ تو طلاق کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔۔۔ لیکن عدالت سے طلاق حاصل کرنے کے لئے شوہر کے خلاف ٹھوس قسم کے ثبوت پیش کرنے پڑتے ہیں! ہم مناسب معاوضے پر آپ کے لئے ایسے ثبوت مہیا کر سکتے ہیں جو طلاق کے لئے کافی ہوں! صرف ایک بار ہم سے رجوع کر کے ہمیشہ کے لئے سچی خوشی حاصل کیجئے! ہمارے ادارے کی مخصوص کارکن ایک اینگلو برمیز خاتون ہیں۔

المشتہر!۔ روشی اینڈ کو۔ فارمن بلڈنگ فلیٹ نمبر ۴۔۔۔!"

کیپٹن فیاض نے یہ اشتہار پڑھا اور اس کا منہ حیرت سے کھل گیا! فارمن بلڈنگ کا چوتھا فلیٹ

وہی تھا جس کی کنجی عمران اس سے لے گیا تھا!.... روشی اینڈ کو!

فیاض اپنی یادداشت پر زور دینے لگا! روشی.... یہ اسی عورت کا نام ہے جسے عمران شاداب نگر سے لایا ہے۔

فیاض اپنی ٹھوڑی کھجانے لگا!.... یہ ایک بالکل ہی نئی حرکت تھی.... اس سے شہر میں انتشار کی لہر دوڑ سکتی تھی! لیکن اسے غیر قانونی نہیں کہا جاسکتا تھا!.... یقیناً روشی اینڈ کمپنی اس کے محکمے کے لئے ایک مستقل دردسر بننے والی تھی!....

فیاض نے ہاتھ پیر پھیلا کر ایک طویل انگڑائی لی اور سگریٹ سلگا کر دوبارہ اشتہار پڑھنے لگا۔

اس نے روشی کے متعلق صرف سنا تھا.... اسے دیکھا نہیں تھا!

وہ تھوڑی دیر بیٹھا سگریٹ پیتا رہا.... پھر اٹھ کر آفس سے باہر آیا موٹر سائیکل سنبھالی اور فارمن بلڈنگ کی طرف روانہ ہوگیا!

فارمن بلڈنگ ایک تین منزلہ عمارت تھی اور اس کے فلیٹوں میں زیادہ تر تجارتی فرموں کے دفاتر تھے۔

کیپٹن فیاض چوتھے فلیٹ کے سامنے رک گیا! جس پر "روشی اینڈ کو"-- کا بورڈ لگا ہوا تھا.... فیاض نے بورڈ کی پوری تحریر پڑھی۔

"روشی اینڈ کو.... فارورڈنگ اینڈ کلیرنگ ایجنٹس۔"

فیاض نے برا سا منہ بنا کر اپنے شانوں کو جنبش دی اور چق ہٹا کر اندر داخل ہوگیا۔

کمرے میں روشی اور عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا فیاض کو دیکھ کر عمران نے کرسی کی طرف اشارہ کیا! وہ روشی کو کچھ لکھوا رہا تھا!.... "میں ڈاکٹر واٹسن...." اس نے ڈکٹیشن جاری رکھا اور روشی کی پنسل بڑی تیزی سے کاغذ پر چلتی رہی!

آدمی کو زندگی میں بعض ایسے واقعات بھی پیش آتے ہیں جو زندگی کے آخری لمحات میں بھی ضرور یاد آتے ہیں!

"میں ڈاکٹر واٹسن.... مرتے وقت.... ایک بار یہ ضرور سوچوں گا.... سوچوں.... سوچوں.... سوچوں!"

عمران "سوچوں--سوچوں" کی گردان کرتا ہوا کچھ سوچنے لگا!.... روشی کی پنسل رک گئی.... وہ پنسل رکھ کر فیاض کی طرف مڑی!

"فرمائیے؟" اس نے فیاض نے کہا۔

"فرمائیں گے!" عمران نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔ "ذرا دیکھنا رجسٹر میں ہماری کسی موکلہ کا

نام مسز فیاض تو نہیں ہے!"

"موکلہ!" روشی نے حیرت کا اظہار کیا۔

"اوہ.... ہاں.... اچھا.... ڈکٹیشن!" عمران نے پھر اسے لکھنے کا اشارہ کیا--!

"پلیز....!" فیاض ہاتھ اٹھا کر بولا! "ڈکٹیشن پھر ہوتا رہے گا!"

"کیا بات ہے سوپر فیاض!" عمران نے حیرت سے کہا۔ "کیا تم اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتے ہو!"

"تمہاری فرم کے اشتہار میں میرا محکمہ کافی دلچسپی لے رہا ہے!"

"ویری گڈ!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "تب تو میں اسی سال انکم ٹیکس ادا کرنے کے قابل ہو جاؤں گا!"

"بکواس مت کرو!"

"سوپر فیاض! میں تمہارا مشکور ہوں گا اگر تم اپنے محکمے کے شادی شدہ افراد کی فہرست مجھے عنایت کردو!"

"مگر.... ہپ.... ڈیڈی کا نام اس میں نہ ہونا چاہئے۔"

"آخر اس حرکت کا مطلب کیا ہے!"

"کیسی حرکت!"

"یہی اشتہار!...."

"اشتہار.... ہاں اشتہار کیا....؟"

"یہ کیا لغویت ہے.... اور تم نے یہاں فارورڈنگ اور کلیرنگ کا بورڈ لگا رکھا۔"

"یہ شادی اور طلاق کا انگریزی ترجمہ ہے!"

"لیکن تم یہ گندا بزنس نہیں کر سکتے!"

"روشی.... تم دوسرے کمرے میں جاؤ!" عمران نے روشی سے کہا۔

روشی وہاں سے اٹھ گئی!....

"عورت تو زوردار ہے!" فیاض اپنی ایک آنکھ دبا کر بولا۔

"یہی جملہ تمہاری بیوی تمہارے خلاف عدالت میں ثبوت کے طور پر پیش کر کے طلاق حاصل کر سکتی ہے!"

"بکواس مت کرو! تم بڑی مصیبتوں میں پھنس جاؤ گے!" فیاض نے کہا۔

"کیوں مائی ڈیئر!.... سوپر فیاض؟"

"بس یونہی! اسے کوئی بھی پسند نہیں کرے گا!"

"حرکت غیر قانونی تو نہیں....!"

"غیر قانونی....!" فیاض کچھ سوچنے لگا! پھر جھلا کر بولا۔ "دیکھو عمران تم محکمے کے لئے درد سر بننے والے ہو!"

"باس....اتنی سی بات!...."

عمران کچھ اور کہنے والا تھا کہ ادھیڑ عمر کی وجیہہ عورت کمرے میں داخل ہوئی! اس نے دروازہ پر ہی رک کر کمرے کا جائزہ لیا....اور پھر کسی ہچکچاہٹ کے بغیر بولی!

"میں آپ کا اشتہار دیکھ کر آئی ہوں!"

"اوہ....اچھا.... مس روشی! اندر تشریف رکھتی ہیں!" عمران نے کھڑے ہو کر دوسرے کمرے کی طرف اشارہ کیا....

عورت بلا توقف کمرے میں چلی گئی!

فیاض جو عورت کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ میز پر کہنیاں ٹیک کر آگے جھکتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو عمران!"

"بزنس مائی ڈیئر.... سوپر فیاض!" عمران نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"اس عورت کو پہچانتے ہو!" فیاض نے پوچھا!

"میں شہر کی ساری بوڑھی عورتوں کو پہچانتا ہوں!"

"کون ہے؟"

"ایک بوڑھی عورت۔" عمران نے بڑی خود اعتمادی کے ساتھ جواب دیا۔!

"بکومت یہ لیڈی تنویر ہے۔!"

"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے!"

فیاض تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "آخر یہاں کیوں آئی ہے!"

"نوسر!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ہرگز نہیں فیاض صاحب! آپ کو ایسی بات سوچنے کا کوئی حق نہیں!.... یہ میرا اور میرے موکلوں کا معاملہ ہے!"

"سر تنویر کی شخصیت سے شائد تم واقف نہیں ہو! اگر مصیبت میں پھنسے تو رحمان صاحب بھی تمہیں نہ بچا سکیں گے!"

"میں اپنے آفس میں صرف بزنس کی باتیں کرتا ہوں!" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ "اگر تم میرے موکل بنا چاہتے ہو تو شوق سے یہاں بیٹھو ورنہ.... بائے! کیا سمجھے۔ ابھی میں نے کوئی چپراسی نہیں رکھا ہے اس لئے مجھے خود ہی تکلیف کرنی پڑے گی!"

فیاض اسے غصیلی آنکھوں سے گھورنے لگا! پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔

"سنو! یہ رہائشی فلیٹ ہے اور رہائش ہی کے لئے اس کا الاٹمنٹ ہوا تھا! تم اس میں کسی قسم کا دفتر نہیں قائم کر سکتے۔ سمجھے!"

"یار کیوں خواہ مخواہ گرم ہوتے ہو! جب بیوی کو طلاق دینا ہو تو سیدھے یہیں چلے آنا تم سے کوئی فیس نہیں لی جائے گی!"

"اچھا میں تمہیں دیکھوں گا!.... یاد رکھو اگر ایک ہفتے کے اندر اندر تم نے یہاں سے دفتر کا بورڈ نہ ہٹوایا تو خود بھگتو گے!"

"بھگت لوں گا! اب تم جاؤ.... یہ بزنس کا وقت ہے اور میری پارٹنر تم سے کبھی بے تکلف نہیں ہو گی اس لئے روزانہ ادھر کے چکر کاٹنا، اگر ڈاکٹر نسخے میں نہ لکھے تو بہتر ہے!"

عمران نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی اور پھر گڑبڑا کر بولا۔ "لاحول ولا قوۃ! چپراسی تو ابھی رکھا ہی نہیں ہے۔ پھر میں گھنٹی کیوں بجا رہا ہوں! یار فیاض ذرا لپک کر دو آنے کے بھنے ہوئے چنے تو لانا.... لنچ کا وقت آ رہا ہے.... اور دو پیسے کی ہری مرچیں! پودینہ مفت مل جائے گا! بس میرا نام لے لینا میں جاتا تو ایک ٹماٹر بھی پار کر لاتا.... خیر کوشش کرنا....!"

"تمہیں پچھتانا پڑے گا۔"

"میں نے ابھی شادی تو نہیں کی!"

"اچھا!" فیاض بھنا کر کھڑا ہو گیا! چند لمحے عمران کو گھورتا رہا پھر کمرے سے نکل گیا!

عمران کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی!

تھوڑی دیر بعد روشی اور لیڈی تنویر باہر آ گئیں۔

روشی اس سے کہہ رہی تھی۔ "آپ مطمئن رہیں۔ آپ کو حالات سے باخبر رکھا جائے گا-! اور یہاں ساری باتیں راز رہیں گی--!"

"شکریہ!" لیڈی تنویر نے کہا اور پر وقار انداز میں چلتی ہوئی باہر چلی گئی!

روشی چند لمحے کھڑی مسکراتی رہی۔ پھر اس نے سو سو کے بیس نوٹ بلاؤز کے گریبان سے نکال کر عمران کے آگے ڈال دیئے!

"ہائیں--ہائیں!" عمران نے الوؤں کی طرح آنکھیں پھاڑ دیں!

"میں ہمیشہ پکا سودا کرتی ہوں!" روشی اکڑ کر بولی!

"یعنی!.... بیٹھو.... بیٹھو.... کیا پیئو گی--!"

"یہ کون تھا جو ابھی آیا تھا--!"

"فکر نہ کرو! ایسے درجنوں آتے جاتے رہیں گے.... ہاں وہ کیا چاہتی ہے!"

"تم کیا سمجھتے ہو.... کیا وہ اپنے شوہر سے طلاق چاہتی ہو گی--!"

"میں تو یہ بھی سمجھ سکتا ہوں کہ.... خیر.... تم اپنی بات بتاؤ!"

"وہ ایک آدمی کے متعلق معلومات فراہم کرنا چاہتی ہے.... دو ہزار پیشگی دیئے ہیں اور بقیہ تین ہزار مکمل معلومات حاصل کر لینے کے بعد!"

"آہا.... پانچ ہزار.... روشی! تم نے غلطی کی!.... مجھ سے مشورہ لئے بغیر تمہیں روپے ہر گز نہیں لینے تھے.... کیا تم نے اسے رسید دی ہے!"

"نہیں کچھ نہیں! اس نے رسید طلب ہی نہیں کی!"

"تفصیل.... روشی! تفصیل!"

"میرا خیال ہے کہ معاملہ بالکل سیدھا سادہ ہے...." روشی بیٹھتی ہوئی بولی! "وہ اسی شہر کے ایک آدمی کی مصروفیات کے متعلق معلوم کرنا چاہتی ہے.... اور.... وہ ان معلومات کو طلاق کے لئے استعمال نہیں کرے گی!"

"وہ آدمی کون ہے!...."

"تفصیل میں نے لکھ لی ہے!" اس نے کاغذ کا ایک ٹکڑا عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا!

عمران نے کاغذ لے کر تحریر پر نظریں جما دیں۔

"ہام۔" تھوڑی دیر بعد اس نے ایک طویل انگڑائی لی.... اور آنکھیں بند کر کے اس طرح آگے کی طرف ہاتھ بڑھایا جیسے فون کا ریسیور اٹھانے کا ارادہ ہو! لیکن پھر چونک کر روشی کی طرف دیکھنے لگا!

"فون تو لینا ہی پڑے گا! اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔!"

"فون گیا جہنم میں.... میں یہاں تنہا سوتی ہوں مجھے خوف معلوم ہوتا ہے! تم رات کو کہاں رہتے ہو.... پہلے اس کا جواب دو!"

"روشی! یہ مت پوچھو.... ہم صرف پارٹنر ہیں! ہاں...." عمران نے سو سو کے دس نوٹ الگ کئے اور انہیں روشی کی طرف کھسکاتا ہوا بولا۔ "اپنا حصہ رکھو!.... ہو سکتا ہے کہ بقیہ تین ہزار ملنے کی نوبت ہی نہ آئے....!"

"کیوں؟"

"تم نے مجھ سے مشورہ کئے بغیر کیس لے لیا۔! خیر.... ابھی نئی ہو! پھر دیکھیں گے!"

"کیوں کیس میں کیا خرابی ہے!"

"وہ اس کے متعلق معلومات کیوں فراہم کرنا چاہتی ہے!"

"یہ اس نے نہیں بتایا!"

"کچا کام ہے پارٹنر!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "خیر میں دیکھوں گا!"

"کیا دیکھو گے!"

"یہ ایک.... خیر ہاں دیکھو.... یہ عورت یہاں کی مشہور اور ذی حیثیت شخصیتوں میں سے ہے....!"

"لیڈی تنویر....!"

"لیڈی....!" روشی نے حیرت سے کہا!

"ہاں لیڈی! تمہیں حیرت کیوں ہے!"

"اس نے مجھے اپنا نام مسز رفعت بتایا تھا!"

"یہی میں کہہ رہا تھا کہ کچھ گھپلا ضرور ہے!.... خیر--! وہ اپنی اصلیت بھی چھپانا چاہتی ہے اور ایک ایسے آدمی کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتی ہے جو اس کے طبقے کا نہیں ہو سکتا!"

"کیوں تم نے طبقے کا اندازہ کیسے کر لیا!"

"اس کا پتہ!" عمران سر ہلا کر رہ گیا!

"پوری بات بتاؤ!" روشی جھنجھلا گئی!

"وہ ایک ایسی بستی ہے، جہاں عام طور پر مزدور بستے ہیں.... اور جو تم یہ نمبر دیکھ رہی ہو یہ کسی عالیشان عمارت کا نمبر نہیں ہے۔ بلکہ ایک معمولی سی کوٹھری کا نمبر ہے جس میں بمشکل تمام ایک بڑا پلنگ سما سکے گا!"

"اوہ! تب تو....!"

"تم مجھ سے بھی زیادہ احمق ہو روشی.... مگر خیر! پرواہ نہ کرو.. تم اس پیشے میں بالکل نئی ہو!"

"نہیں عمران ڈیئر.... اگر اس میں خطرہ ہو تو.... ہم اس کے روپے واپس کر دیں!"

"گھاس کھا گئی ہو شاید! روپے واپس کرو گی! بھوکی مرنے کا ارادہ ہے کیا!"

"بینک میں میرے پانچ ہزار روپے ہیں!" روشی بولی۔

"انہیں میرے کفن دفن کے لئے پڑا رہنے دو!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی!

"تم نے استعفیٰ کیوں دیا! واقعی تم الو ہو!"

"کیا تم پھر اپنی پچھلی زندگی کی طرف واپس جانا چاہتی ہو!"

"ہر گز نہیں! یہ خیال کیسے پیدا ہوا۔" روشی اسے گھورنے لگی۔

"کچھ نہیں! اچھا میں چلا!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

"کہاں چلے!"

"اس کے لئے معلومات فراہم کروں گا اور ہاں اگر یہاں کوئی پولیس والا آکر ہماری فرم کے متعلق پوچھ گچھ کرے تو اسے میرا کارڈ دے کر کہنا کہ فرم کا ڈائریکٹر یہی ہے۔ مجھے توقع ہے کہ وہ چپ چاپ واپس چلا جائے گا۔"

۴

عمران شاہی باغ کے علاقے میں پہنچ کر ایک جگہ رک گیا، وہ یہاں تک اپنی ٹوسیٹر پر آیا تھا.... گاڑی سڑک کے کنارے کھڑی کر کے وہ آگے بڑھ گیا! مزدوروں کی وہ بستی یہاں سے زیادہ دور نہیں تھی جہاں اب پہنچنا تھا! اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا اور وہ حلئے سے کوئی ڈاکٹر معلوم ہوتا تھا! وہ کمروں کی ایک قطار کے سرے پر رک گیا۔ جس آدمی کے متعلق اسے معلومات فراہم کرنی تھیں وہ اسی قطار کے ایک کمرے میں رہتا تھا۔

عمران نے کھلے ہوئے کمروں کے دروازوں پر دستک دینی شروع کی لیکن قریب قریب ہر جگہ سے اسے یہی جواب ملا کہ ٹیکے لگ چکے ہیں اس نے دو ایک آدمیوں کے بازو بھی کھلوا کر دیکھے۔ پھر آخر کار وہ اس کمرے کے سامنے پہنچا جس میں وہ آدمی رہتا تھا دروازہ اندر سے بند تھا!

عمران نے دستک دی لیکن جواب ندارد!........ وہ برابر دستک دیتا رہا--!

"چلے جاؤ-- خدا کے لئے!" تھوڑی دیر بعد اندر سے آواز آئی۔ "کیوں پریشان کرتے ہو مجھے۔ میں کسی سے نہیں ملنا چاہتا!"

"میں ڈاکٹر ہوں!" عمران نے کہا۔ "کیا آپ ٹیکہ نہیں لگوائیں گے! یہ بہت ضروری ہے! ہر ایک کے لئے لازمی--!"

"میں اس کی ضرورت نہیں محسوس کرتا.... آپ جا سکتے ہیں!"

"اگر آپ کو اس شہر میں رہنا ہے تو آپ ٹیکے کے بغیر نہیں رہ سکتے! کیا آپ نہیں جانتے کہ اس موسم میں ہمیشہ طاعون پھیلنے کا خدشہ رہتا ہے۔!"

اندر سے پھر کوئی جواب نہیں ملا۔

باہر کئی آدمی اکٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک بولا۔ "وہ باہر نہیں آئے گا صاحب!"

"کیوں!" عمران نے حیرت کا اظہار کیا۔

"وہ کسی سے نہیں ملتا.... بڑے بڑے لوگ کاروں پر بیٹھ کر آیا کرتے ہیں! لیکن وہ انہیں ٹکا سا جواب دے دیتا ہے!"

"یہ بات ہے.... اچھا.... مجھے اس کے متعلق ذرا تفصیل سے بتائیے! میں دیکھوں گا کہ وہ کیسے ٹیکہ نہیں لگواتا!۔"

عمران اس کمرے کے سامنے سے ہٹ آیا وہ لوگ جو اپنے پڑوسی کے متعلق ڈاکٹر کو کچھ بتانا چاہتے تھے بدستور اس کے ساتھ لگے رہے، ایک جگہ عمران رک کر بولا۔ "اس کا نام کیا ہے!"

"نام تو شاید کسی کو بھی نہ معلوم ہو!"

"وہ کرتا کیا ہے۔"

"یہ بھی نہیں بتایا جا سکتا.... ایک ماہ قبل یہ کمرہ کرائے کے لئے خالی تھا وہ آیا یہاں مقیم ہوا۔ دو تین دن تک تو اس کی شکل دکھائی دی، اس کے بعد سے وہ کمرے میں بند رہنے لگا!.... کوئی نہیں جانتا کہ اس کا ذریعہ معاش کیا ہے!"

"آپ میں سے کسی نے کبھی اسے دیکھا بھی ہے!"

"قریب قریب سبھی نے دیکھا ہوگا! مگر انہیں ایام میں جب اسے یہاں آئے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا! شروع میں وہ پڑوسیوں سے بھی ملا کرتا تھا۔ لیکن پھر اچانک اس نے خود کو اس کمرے میں مقید کر لیا!"

"بظاہر کیسا آدمی معلوم ہوتا ہے۔" عمران نے پوچھا!

"بظاہر" مخاطب کچھ سوچنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔ "بظاہر وہ انتہائی شریف معلوم ہوتا ہے!"

"حیثیت۔"

"حیثیت وہی! جو اس بستی کے دوسرے آدمیوں کی ہے!"

"لیکن ابھی کوئی صاحب کہہ رہے تھے کہ اس سے ملنے کے لئے بہت بڑے بڑے لوگ آتے ہیں!"

"اسی پر تو حیرت ہے! اس کی حیثیت ایسی نہیں ہے کہ وہ کار رکھنے والوں سے اس حد تک مراسم رکھ سکے!.... لیکن....!"

"لیکن کیا؟" عمران مخاطب کو گھورنے لگا!

"کچھ نہیں! یہی کہ وہ ان لوگوں سے بھی ملنا نہیں پسند کرتا! اوہ ذرا دیکھئے! وہ ایک کار ادھر ہی آرہی ہے.... آپ دیکھئے گا تماشہ! وہ لوگ کتنے ملتجیانہ انداز میں اس سے باہر نکلنے کو کہتے ہیں۔"

سچ مچ سامنے سے ایک کار آرہی تھی! حالانکہ یہ گلی ایسی نہیں تھی کہ یہاں کوئی اپنی کار

لانے کی ہمت کرتا۔ مگر وہ کار کسی نہ کسی طرح گلی میں گھس ہی پڑی تھی۔

اسٹیرنگ کے پیچھے ایک خوش پوش اور پروقار آدمی بیٹھا نظر آرہا تھا! کار ٹھیک اس کمرے کے سامنے رک گئی! وہ آدمی کار سے اتر کر دروازے پر دستک دینے لگا! فاصلہ زیادہ ہونے کی بنا پر عمران کمرے کے اندر سے آنے والی آواز نہ سن سکا۔ لیکن وہ دستک دینے والے کو بہ آسانی دیکھ سکتا تھا! اس کی آواز بھی سن سکتا تھا! حقیقتاً اس کا انداز ملتجیانہ تھا!

عمران خاموشی سے اسے دیکھتا رہا! پھر اس نے اسے دروازے کے پاس سے ہٹتے دیکھا! وہ اپنی کار کی طرف واپس جارہا تھا!....

"میں اس کے بھی ٹیکہ لگاؤں گا!" عمران بڑبڑایا اور پاس کھڑے ہوئے لوگ منہ بند کر کے ہنسنے لگے!....

عمران انہیں وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا! وہ گلیوں میں گھستا ہوا پھر سڑک پر آگیا!.... اور ٹھیک اس گلی کے سرے پر جا کھڑا ہوا جس سے اس آدمی کی کار برآمد ہونے کی توقع تھی!

جیسے ہی کار گلی سے نکلی عمران راستہ روک کر کھڑا ہو گیا!

"کیا بات ہے!" کار والے نے تحیر زدہ لہجے میں پوچھا!

"کیا آپ طاعون کا ٹیکہ لے چکے ہیں!"

"نہیں!.... کیوں؟"

"تب تو میں ٹیکہ لگائے بغیر آپ کو یہاں سے نہ جانے دوں گا! اس بستی میں دو ایک کیس ہو چکے ہیں!"

"آپ کون ہیں؟" کار والا اسے گھورتا ہوا بولا!

"میڈیکل آفیسر آن آؤٹ ڈور ڈیوٹیز!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہمیں سب کو یہ ٹیکہ لگانے کا حکم ملا ہے۔ انکار کرنے والے پولیس کے حوالے بھی کئے جاسکتے ہیں!"

کار والا ہنسنے لگا!....

"جانے دیجئے!" اس نے اسٹیرنگ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا!

"میں زبردستی لگاؤں گا اگر آپ تعرض کریں گے تو میں آپ کی کار میں ہی بیٹھ کر کوتوالی تک چلوں گا!"

"چلو" اس نے لاپرواہی سے کہا پھر اپنے جیب میں ہاتھ ڈالتا ہوا بولا۔ "تم میرا کارڈ لے کر بھی کوتوالی جاسکتے ہو! میں وہاں براہ راست طلب کر لیا جاؤں گا!"

عمران نے اس کا تعارفی کارڈ لے کر پڑھا۔ جس پر "سر تنویر" لکھا ہوا تھا!

"سر تنویر!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا!

"جناب.... آپ میرے خلاف ایک شکایت نامہ تحریر کر کے اس کارڈ کے ساتھ جسے چاہیں بھیج سکتے ہیں! اب اجازت دیجئے!"

کار فراٹے بھرتی ہوئی آگے نکل گئی!.... عمران بائیں ہاتھ سے اپنی پیشانی رگڑ رہا تھا!....

تو یہ سر تنویر ہے-- اس کی بیوی نے اسی پراسرار آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے دو ہزار نقد دیئے تھے.... اور مزید تین ہزار کا وعدہ تھا.... معاملہ الجھ گیا--! عمران کافی دیر تک وہیں کھڑا خیالات میں کھویا رہا--

5

تھوڑی دیر بعد وہ ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ میں سر تنویر کے فون نمبر ڈائیل کر رہا تھا!....

"ہیلو!... کون ہے.... کیا لیڈی صاحبہ تشریف رکھتی ہیں.... اوہ.... اچھا آپ ذرا انہیں مطلع کر دیں.... شکریہ!...."

عمران چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ "ہیلو!.... لیڈی تنویر....! دیکھئے میں روشی اینڈ کمپنی کا ایک نمائندہ ہوں!.... کیا آپ آدھے گھنٹے بعد ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں مل سکیں گے.... یہ بہت ضروری ہے!.... جی ہاں!.... بہت ضروری.... آپ کو ایک اہم اطلاع دینا چاہتا ہوں.... جی ہاں.... جی ہاں.... وہی معاملہ ہے ملیں گی.... شکریہ!"

عمران ریسیور ہک میں لگا کر بوتھ سے نکل آیا!

اب اس کی ٹوسیٹر ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کی طرف جارہی تھی! سورج غروب ہو چکا تھا اور آہستہ آہستہ اندھیرا پھیلتا جارہا تھا!

نائٹ کلب میں عمران کو زیادہ دیر تک لیڈی تنویر کا انتظار نہیں کرنا پڑا!.... دونوں ایک ایسے گوشے میں جا بیٹھے جہاں وہ آسانی سے ہر قسم کی گفتگو کر سکتے تھے!

"کیا بات ہے!" لیڈی تنویر بولی۔ "میرا خیال ہے کہ میں پہلے بھی کہیں آپ کو دیکھ چکی ہوں!"

"میرے آفس میں ہی دیکھا ہوگا!.... میں روشی کی فرم کا جونیئر پارٹنر ہوں!"

"اوہو.... اچھا.... ہاں میں نے وہیں دیکھا تھا!" لیڈی تنویر نے سر ہلا کر کہا۔ "اہم اطلاع کیا ہے!"

"مسٹر تنویر بھی اس آدمی میں دلچسپی لے رہے ہیں!" عمران نے بے ساختہ کہا اور لیڈی

تنویر کے چہرے پر نظر جمادی۔

"نہیں!" لیڈی بری طرح چونک پڑی!

"جی ہاں؟...."

لیڈی تنویر کا چہرہ یک بیک تاریک ہو گیا! وہ بار بار اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی!

"تم کس طرح کہہ سکتے ہو!"

"میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے اس آدمی کے دروازے پر دستک دیتے دیکھا ہے!"

"کیا وہ سر تنویر سے ملا تھا!"

"نہیں! وہ کسی سے نہیں ملتا!.... اس کا کمرہ ہر وقت بند رہتا ہے میرا خیال ہے کہ ابھی تک ان دونوں کی ملاقات نہیں ہوئی! پڑوسیوں کا کہنا ہے کہ اس کے دروازے پر کاریں آتی ہیں۔ خوش پوش آدمی اس سے ملنا چاہتے ہیں! لیکن وہ کسی سے بھی نہیں ملتا!"

لیڈی تنویر کچھ دیر تک خاموش رہی پھر آہستہ سے بولی۔ "اگر سر تنویر بھی اس میں دلچسپی لے رہے ہیں تو اسے یہاں سے چلا جانا چاہئے!"

"لیکن آپ نے میرے دفتر میں اپنا نام اور پتہ غلط کیوں لکھوایا ہے!" عمران نے پوچھا۔

"اوہ.... میں نے غلطی کی تھی.... میری مدد کرو! میری نیت میں فتور کوئی نہیں تھا! محض راز داری کے خیال سے میں نے ایسا کیا تھا! ورنہ تمہارے فون پر یہاں دوڑی نہ آتی! صاف کہہ دیتی کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں کسی روشی اینڈ کمپنی سے واقف نہیں!"

"لیکن وہ ہے کون؟"

"یہ نہیں بتا سکتی!.... پہلے میں یہ چاہتی تھی کہ اس کے یہاں آنے کا مقصد معلوم کروں! مگر اب یہ چاہتی ہوں کہ وہ اس شہر ہی سے چلا جائے.... کیا تم میری مدد کر سکو گے!.... بولو.... معاوضہ دس ہزار.... اور تمہیں یہ بھی معلوم کرنا ہوگا کہ سر تنویر کی رسائی اس تک کیسے ہوئی!"

"دیکھئے محترمہ.... معاملہ بڑا ٹیڑھا ہے...."

"کیوں ٹیڑھا کیوں ہے!" لیڈی تنویر اسے گھورنے لگی وہ اپنی حالت پر قابو پا چکی تھی!

"آپ اس آدمی میں دلچسپی کیوں لے رہی ہیں جب کہ وہ آپ کے طبقے کا بھی نہیں؟"

"دس ہزار کی پیش کش تمہاری شکل دیکھنے کے لئے نہیں ہے!" لیڈی تنویر نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میں کبھی اس غلط فہمی میں نہیں مبتلا ہوا۔" عمران مسکرا کر بولا!

"دس ہزار صرف اسی لئے ہیں کہ تم کسی بات کی وجہ پوچھنے کی بجائے کام کرو گے!"

"بہت خوب! اب میں سمجھ گیا! لیکن لیڈی تنویر.... اگر وہ یہاں سے جانے پر رضامند نہ ہوا تو.... اس صورت میں مجھے کیا کرنا ہوگا!"

"تو اب صورت بھی میں ہی بتاؤں.... دس ہزار...."

"ٹھہرئیے!.... ایک دوسری بات بھی سمجھ میں آرہی ہے!" عمران نے آہستہ سے کہا۔ چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ "اگر وہ جانے پر رضامند نہ ہو تو دوسری صورت بھی ہو سکتی ہے!"

"کیا؟" لیڈی تنویر آگے کی طرف جھک آئی!

"اسے قتل کر دیا جائے؟"

لیڈی تنویر گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی! اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں تھیں!

"نن.... نہیں.... ہرگز نہیں!" وہ ہکلائی!

"پھر سوچ لیجئے! بعض اوقات راز داری کے لئے سب کچھ کرنا پڑتا ہے!"

"کیا مطلب!" لیڈی تنویر بے ساختہ چونک پڑی!

"سر تنویر اس میں دلچسپی لے رہے ہیں!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا!

"صاف صاف کھول کے! مجھے پریشان نہ کرو۔!"

"خیر ہٹائیے! یہ غیر ضروری بات ہے!.... مجھے تو صرف اتنا کرنا ہے کہ اسے یہاں سے کھسکا دوں!.... اگر نہ جائے تو.... بولئے!.... ختم کر دیا جائے نا اسے!"

"نہیں.... ہرگز نہیں!"

"کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی.... اور دس میں صرف پانچ کا اضافہ.... پندرہ ہزار میں معاملہ فٹ۔"

"کیا تم لوگ یہ بھی کرتے ہو!"

"لوگ نہیں صرف روشی!"

"کیا وہ اینگلو برمیز لڑکی!"

"جی ہاں! بس یہ سمجھئے جسے ایک بار دیکھ لیا وہ ہمیشہ کے لئے قتل ہو گیا!"

"کیا بکواس ہے!"

"آہا!... یہی تو آپ نہیں سمجھیں! قتل سے میری مراد یہ تھی کہ روشی اسے اپنے عشق کے جال میں پھنسا کر یہاں سے ہٹا لے جائے گی!"

"خام خیالی ہے اول تو وہ بوڑھا ہے۔ دوئم پختہ کردار کا مالک!.... یہ طریقہ قطعی فضول ثابت ہوگا!"

"غالباً اس کی آپ ہی کی سی عمر ہو گی!" عمران نے پوچھا اور غور سے اس کے چہرے کا جائزہ لینے لگا! لیڈی تنویر نے فوراً ہی جواب نہیں دیا! وہ کافی چالاک عورت تھی! اس نے لاپروائی سے کہا۔ "یہ قطعی غیر ضروری سوال ہے!"

"اچھا اب میں کچھ نہیں پوچھوں گا صرف اتنا بتا دیجئے کہ آپ اسے کب سے جانتی ہیں!"

"یہ بھی غیر ضروری ہے۔۔!"

"خیر مگر مجھے حیرت ہے کہ سر تنویر کی رسائی اس تک کیسے ہوئی!.... اگر وہ.... اسے جانتے ہیں تو پھر آپ کی تگ و دو فضول ثابت ہو گی!"

"تم مجھ سے کیا اگلوانا چاہتے ہو!" لیڈی تنویر غیر متوقع طور پر مسکرا پڑی!

"یہی کہ یہاں آنے پر اس نے آپ سے ملنے کی کوشش کی تھی یا نہیں!"

"تم غلط سمجھے ہو!...." لیڈی تنویر نے سنجیدگی سے کہا۔ "یہ کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس سے مجھے بلیک میلنگ کا خطرہ ہو! اس سے کسی طرح ملو اور اس بات پر آمادہ کرو کہ وہ یہاں سے چلا جائے۔ تم اسے بتا سکتے ہو کہ یہ لیڈی تنویر کی خواہش ہے!"

"اور اگر سر تنویر نے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ یہیں رہ جائے تو!" عمران نے پوچھا!

"سر تنویر!" لیڈی تنویر کے چہرے پر الجھن کے آثار نظر آنے لگے! "میں نہیں سمجھ سکتی کہ سر تنویر اسے کس طرح جانتے ہیں اور اس میں کیوں دلچسپی لے رہے ہیں!"

"اچھا اگر سر تنویر کو معلوم ہو جائے کہ آپ بھی اس میں دلچسپی لے رہی ہیں تو ان پر اس کا کیا ردِ عمل ہو گا!"

لیڈی تنویر چند منٹ عمران کو غور سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "لڑکے تم بہت چالاک ہو! مگر اس چکر میں نہ پڑو! ویسے اتنا ضرور کہوں گی کہ سر تنویر کی ملاقات اس سے نہ ہونے پائے تو بہتر ہے.... بس اب جاؤ!.... اس دوران میں اگر کوئی خاص ضرورت پیش آئے تو مجھے فون کر سکتے ہو۔۔! مجھے یقین ہے کہ تم اس کام کو بہتر طور پر کر سکو گے!"

"صرف ایک بات اور!" عمران جلدی سے بولا!

"نہیں اب کچھ نہیں!" لیڈی تنویر اپنا پرس اٹھاتی ہوئی بڑبڑائی!

"پہلے آپ صرف اس آدمی کے متعلق....!"

"شٹ اپ!" لیڈی تنویر مسکرا کر آگے بڑھ گئی! عمران اسے جاتے دیکھتا رہا۔۔!

٦

رات بہت تاریک تھی!.... مطلع شام ہی سے ابر آلود رہا تھا اور اب تو پورا آسمان بادلوں سے ڈھک گیا تھا! عمران لیڈی تنویر کے متعلق سوچتا ہوا اپنی ٹوسیٹر ڈرائیو کر رہا تھا! کچھ ہی دیر قبل اس سے جو باتیں ہوئی تھیں کافی الجھاوے دار تھیں۔ وہ دس ہزار خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کام صرف اتنا تھا کہ اس گمنام آدمی کو شہر سے کہیں اور بھیج دیا جائے اور وہ آدمی لیڈی تنویر کے طبقے سے تعلق نہیں رکھتا تھا!

اس سلسلے میں صرف ایک ہی بات سوچی جا سکتی تھی وہ یہ کہ ہو سکتا ہے کبھی لیڈی تنویر سے اس کے ناجائز تعلقات رہے ہوں.... اور اب اسے اس سے بلیک میلنگ کا خطرہ ہو!

مگر.... یہ خیال بھی زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا! کیوں کہ لیڈی تنویر زیادہ پریشان نہیں معلوم ہوتی تھی! حتیٰ کہ سر تنویر کے حوالے سے بھی اس نے جو تھوڑی بہت بے چینی ظاہر کی تھی وہ عمران کو مصنوعی ہی معلوم ہوئی تھی! یعنی وہ خواہ مخواہ یہ ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ سر تنویر کو اس آدمی سے واقف نہ ہونا چاہئے!

کیس دلچسپ تھا!.... عمران نے پھر ٹوسیٹر کا رخ شاہی باغ ہی کی طرف موڑ دیا! وہ ایک بار پھر اس پراسرار آدمی کے کمرے کا دروازہ کھلوانے کی کوشش کرنا چاہتا تھا!....

کار ایک محفوظ جگہ چھوڑ کر وہ مزدوروں کی بستی کی طرف پیدل چل پڑا۔

یہ بستی اس وقت بالکل تاریک پڑی تھی.... گلیوں میں کہیں کہیں لیمپ کی روشنی کے دھبے نظر آ جاتے!.... یہ روشنی بھی ان مزدوروں کے کمروں کی تھی جنہیں شاید ملوں میں رات کی شفٹ پر کام کرنے جانا تھا!

عمران گلیوں سے گزرتا رہا۔ لیکن کسی نے بھی اس کی طرف توجہ نہ دی! کبھی کبھار ایک آدھ کتا مضمحل سی آوازیں نکالتا اور پھر خاموش ہو جاتا!

وہ اسی گلی میں پہنچ گیا، جہاں اسے جانا تھا!.... پھر وہ اس کمرے کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ یکایک اسے ٹھٹک جانا پڑا۔ کیوں کہ کسی نے کمرے کا دروازہ اندر سے کھولا تھا!

وہ ایک طرف ہٹ گیا.... کسی نے کمرے سے نکل کر دروازہ بند کیا! اس نے اپنے داہنے ہاتھ میں کوئی وزنی سی چیز لٹکا رکھی تھی پھر عمران نے اسے گلی کے دوسرے سرے کی طرف جاتے دیکھا! عمران بھی آہستہ آہستہ چلنے لگا! لیکن وہ ایک دیوار سے لپٹا ہوا آگے بڑھ رہا تھا! اس نے محسوس کر لیا تھا کہ متعاقب چاروں طرف دیکھتا ہوا بہت احتیاط سے قدم بڑھا رہا ہے!

سڑک پر پہنچ کر اس آدمی نے اپنی رفتار تیز کر دی! لیکن یہاں وہ چوروں کی طرح ادھر اُدھر نہیں دیکھ رہا تھا!.... اس کا رخ تانگہ اسٹینڈ کی طرف تھا!

عمران بھی چلتا رہا.... اور پھر جب وہ ایک تانگے پر بیٹھ گیا تو عمران نے اپنی کار کی طرف دوڑنا شروع کر دیا جو وہاں سے کافی فاصلے پر تھی.... اور تانگہ مخالف سمت میں جا رہا تھا!

کار تک پہنچتے پہنچتے تانگہ نظروں سے اوجھل ہو گیا! عمران کو بڑی مایوسی ہوئی مگر اس نے ہمت نہیں ہاری!

کار اسٹارٹ کر کے وہ بھی ادھر ہی روانہ ہو گیا جدھر تانگہ گیا تھا! اسے یقین تھا کہ اگر تانگہ کسی نواحی بستی میں نہ مڑ گیا تو وہ اسے ضرور جا لے گا۔

سڑک سنسان پڑی تھی۔ آگے چل کر کار کی اگلی روشنی میں ایک تانگہ دکھائی دیا!.... لیکن یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ وہی تانگہ رہا ہو جس کی اسے تلاش تھی.... اس نے کار کی رفتار کم کر دی!

ساتھ ہی اس نے محسوس کیا کہ تانگہ کی رفتار پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے.... اور پھر ایک بہ دفعتاً تانگہ رک گیا!.... سڑک پر آگے چڑھائی تھی.... اور تانگہ کار سے زیادہ اونچی جگہ پر تھا! اچانک وہ کار کی روشنی میں آ گیا اور عمران نے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی کی شکل اچھی طرح دیکھ لی!.... لیکن لباس سے وہ کوئی مزدور یا کم حیثیت کا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا! جسم پر ایک لمبا کوٹ تھا اور سر پر فلٹ ہیٹ.... ڈاڑھی سے معمر معلوم ہوتا تھا کیوں کہ وہ بالکل سفید تھی!

اس نے جلدی سے فلٹ ہیٹ کا گوشہ چہرے پر جھکا لیا اور کوٹ کے کالر کھڑے کر لئے....

شاید گھوڑے کے ساز میں کوئی خرابی آ گئی تھی۔ جسے تانگہ والا نیچے کھڑا درست کر رہا تھا!

عمران نے رفتار اور کم کر کے خواہ مخواہ ہارن دینا شروع کر دیا! حالانکہ وہ کترا کر بھی نکل سکتا تھا!— مقصد دراصل یہ تھا کہ وہ کوچوان اور سوار کو دھوکے میں رکھ کر تانگے کے قریب پہنچ جائے۔

"ابے تانگے والا.... خرگوش کی اولاد!" عمران تانگے کے قریب پہنچ کر گرجا!

"صاحب بہت جگہ ہے!" تانگے والے نے کہا!

"کدھر جگہ ہے....!" عمران کار سے اتر کر چیخا! "بڑھاؤ.... سڑک کے نیچے اتار دو!"

وہ تانگے کی پچھلی سیٹ کے قریب پہنچ چکا تھا!

"یہ تو زبردستی کی بات ہے جناب!" تانگہ والا بھی جھلا گیا!

عمران پچھلی سیٹ پر ہاتھ رکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔ "سرکار مجھے لیڈی تنویر نے بھیجا ہے!"

بوڑھا کھانس کر رہ گیا۔

"میں آپ ہی سے عرض کر رہا ہوں!" عمران نے کہا۔

لیکن دوسرے ہی لمحے میں کوئی ٹھنڈی سی چیز اس کی پیشانی سے آ لگی!

"پیچھے ہٹ جاؤ!" بوڑھا آہستہ سے پرسکون آواز میں بولا!

"مورینا سلانیو کو کتیوں کی موت مرنا پڑے گا۔ یہ بوڑھے غزالی کا فیصلہ ہے!"

"لیکن میں نے کیا قصور کیا ہے۔ چچا غزالی!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں کہا۔

"تمہارا کوئی قصور نہیں ہے.... اسی لئے تو ٹریگر اپنی جگہ پر ہے.... ورنہ تمہاری کھوپڑی میں ایک رنگین سا سوراخ ہو جاتا!"

"اور میں اسے دیکھ کر خوش نہ ہو سکتا!" عمران نے ایک طویل سانس لی.... اتنے میں تانگے والے نے آگے بڑھنا چاہا۔ لیکن بوڑھے نے اسے روک دیا!

"مورینا سے کہہ دو.... کہ غزالی بچہ نہیں ہے!"

"میں کسی مورینا کو نہیں جانتا چچا غزالی! مجھے تو لیڈی تنویر نے بھیجا ہے! اگر انہی کا نام مورینا ہے.... تو مجھے مونا باؤ ریلوے اسٹیشن تک پیدل جانا پڑے گا....!"

"لیڈی تنویر....!" بوڑھا آہستہ سے بڑبڑایا!.... "لیڈی تنویر....!"

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کچھ یاد کرنے کے لئے اپنے ذہن پر زور دے رہا ہو!

"سر تنویر کی بیوی تو نہیں!" اس نے پوچھا!

"آپ سمجھ گئے نا! دیکھئے میں نہ کہتا تھا....ہا!"

"لیکن اس نے کیوں بھیجا ہے!"

"بس سمجھ جائیے!" عمران ہنسنے لگا!

"کیا سمجھ جاؤں!"

"وہی نا! جو لیڈی تنویر آپ سے چاہتی ہیں--!"

"میں کیا بتا سکتا ہوں کہ وہ کیا چاہتی ہے!" بوڑھا بولا۔

"وہ چاہتی ہیں کہ آپ اس شہر سے چلے جائیے!"

"آہا-- میں سمجھا!" بوڑھے نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "لیکن اسے فکر مند نہ ہونا چاہئے! اس سے کہہ دینا کہ غزالی اپنے ایک ذاتی کام سے یہاں آیا تھا جس دن ہو گیا.... یہاں سے چلا جائے گا! وہ یہاں رہنے کے لئے نہیں آیا!"

"مگر-- آپ سر تنویر سے ملتے کیوں نہیں!" عمران نے پوچھا!

"میں نہیں جانتا تھا کہ وہ یہیں رہتا ہے! لیڈی تنویر سے کہہ دینا! غزالی دل کا برا نہیں

ہے.... اچھا اب تم جا سکتے ہو---!"

بوڑھے نے ریوالور کی نالی اس کی پیشانی سے ہٹا لی۔

"مگر چچا! سر تنویر تو برابر آپ کے کمرے کا دروازہ پیٹتے رہے ہیں!"

"سر تنویر!" بوڑھے کے لہجے میں حیرت تھی!

"ہاں چچا غزالی....!"

"میں نہیں سمجھ سکتا!" بوڑھا بڑبڑا کر رہ گیا....

"سر تنویر آپ سے کیا چاہتے ہیں!"

"بس جاؤ....! جو کچھ میں نے کہا ہے لیڈی تنویر کو کہہ دینا!.... تانگہ بڑھاؤ!"

گھوڑے کی ٹاپیں سناٹے میں گونجنے لگیں.... اور عمران نے چلا کر پوچھا۔ "چچا غزالی تمہارے پاس ریوالور کا لائسنس تو ہوگا ہی!"

"ہاں بھتیجے.... تم مطمئن رہو!" بوڑھے کی آواز آئی.... تانگہ کافی دور نکل گیا تھا!

دوسری صبح کے اخبارات الفریڈ پارک میں کسی ادھیڑ عمر آدمی کی لاش برآمد ہونے کی کہانی سنا رہے تھے۔ پولیس کا نظریہ اور دیگر تفصیلات نمایاں طور پر شائع ہوئی تھیں۔ عمران اپنے طلاق آفس میں اداس بیٹھا تھا!.... روشی دوسرے کمرے سے نکل کر غالباً چائے کا پیکٹ لینے کے لئے باہر جانے لگی.... عمران نے بڑی پھرتی سے اپنی داہنی ٹانگ آگے بڑھا دی! روشی بے خبر تھی اس لئے پیٹ کے بل دھڑام سے فرش پر جا گری! ساتھ ہی اس کے منہ سے عمران کے لئے کچھ ناشائستہ قسم کے جملے نکل گئے!

مگر عمران نے کچھ اس طرح گردن ہلا کر "ٹھیک ہے" کہا جیسے اس نے روشی کے الفاظ سنے ہی نہ ہوں! وہ آگے کی طرف جھکا ہوا ہونٹ سکوڑے اسے دیکھ رہا تھا.... روشی کے فرش سے اٹھتے ہی وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"تم بالکل جنگلی ہو!" روشی پیر پٹخ کر چیخی۔

"سب ٹھیک ہے جاؤ!" عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں جاؤں گی!" روشی نے روہانسی آواز میں کہا اور پھر کمرے میں واپس چلی گئی۔

عمران نے بڑے مغموم انداز میں اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی اور سامنے پھیلے ہوئے اخبار کی طرف دیکھنے لگا!

کچھ دیر بعد اس نے روشی کو آواز دی!

"نہیں آؤں گی!" روشی نے دوسرے کمرے سے للکارا۔ "تم جہنم میں جاؤ!"

"مجھے راستہ نہیں معلوم روشی ڈیئر.... ورنہ کبھی کا چلا گیا ہوتا.... تم میری بات تو سنو!"

"نہیں سنوں گی! مجھ سے مت بولو!"

عمران کو اٹھ کر اسی کمرے میں جانا پڑا جہاں روشی تھی!.... وہ مسہری پر اوندھی پڑی ہوئی نظر آئی....!

"آخر بات کیا ہے!" اس نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"چلے جاؤ یہاں سے! شرم نہیں آتی.... عورتوں سے اس قسم کا مذاق کرتے ہو! بالکل جنگلی ہو!"

"اب موقع پر کوئی اور نہ ملے تو میں کیا کروں!" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔ "ویسے میں حتی الامکان یہی کوشش کرتا ہوں کہ عورتوں سے یہ کیا.... کسی قسم کا بھی مذاق نہ کروں'!"

"یہاں سے چلے جاؤ!" روشی اور زیادہ جھلا گئی!

"تم کہتی ہو تو چلا جاؤں گا! ویسے میں تم سے یہ پوچھنے آیا تھا کہ بھیڑ کے بچے کو میمنا کہتے ہیں یا بھینس کے بچے کو.... اور آدمی کے بچے کو صرف بچہ کیوں کہتے ہیں۔ آدمی کیوں نہیں کہتے!"

روشی اٹھ بیٹھی!.... چند لمحے عمران کو گھورتی رہی پھر کچھ کہنے ہی والی تھی کہ باہر سے کسی نے دروازے پر دستک دی! بیرونی دروازہ بند تھا۔

"کون ہے!" عمران نے بلند آواز میں پوچھا!

"میں ہوں فیاض!"

"تم آ گئے بیٹا!" عمران آہستہ سے بڑبڑاتا ہوا دوسرے کمرے میں چلا گیا!

دروازے کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحہ کے لئے رکا!.... پھر ایک طرف ہٹ کر دروازہ کھول دیا....

جیسے ہی فیاض اندر داخل ہوا عمران کی داہنی ٹانگ اس کے پیروں میں الجھ گئی.... اور فیاض بے خبری میں فرش پر ڈھیر ہو گیا--!

لیکن! وہ دوسرے ہی لمحہ میں الٹ کر عمران پر آ پڑا!.... یہ اور بات ہے کہ اس حرکت سے بھی تکلیف اسی کو ہوئی ہو کیوں کہ اس کا گھونسہ عمران کی بجائے دیوار پر پڑا تھا! عمران ایک طرف ہٹ کر للکارا۔ "آپ کے لئے چائے لاؤ....!"

"چائے کے بچے! یہ کیا حرکت تھی!" فیاض نے جھپٹ کر اس کا گریبان پکڑ لیا!

"ہائیں.... ہائیں....!" عمران آہستہ سے بولا۔ "وہ دیکھ رہی ہوگی!"

فیاض نے اضطراری طور پر اس کا گریبان چھوڑ دیا اور بوکھلا کر دوسرے کمرے کی طرف

دیکھنے لگا! روشی سچ مچ دروازے میں کھڑی دونوں کو حیرت سے دیکھ رہی تھی!

"اوہو.... روشی!" عمران جلدی سے بولا۔ "ان سے ملو.... یہ کیپٹن کیاش.... ار لاحول کیپٹن فیاض ہیں! میرے گہرے دوست! ہا.... اور یہ میری پارٹنر روشی.... سینئر پارٹنر سمجھو! کیوں کہ روشی اینڈ کو.... ! ہپ!"

فیاض نے جلدی میں دو چار رسمی جملے کہے اور کرسی میں گر کر ہانپنے لگا وہ اب بھی عمران کو قہر آلود نظروں سے گھور رہا تھا!

"روشی!" عمران بلند آواز میں بڑبڑایا۔ "اب تو چائے کا انتظام کرنا ہی پڑے گا! یہ بہت بڑے آدمی ہیں۔ سی بی آئی کے سپرنٹنڈنٹ....!"

"اوہو!" روشی مسکرا کر بولی۔ "آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔"

"مجھے بھی!" فیاض جواباً مسکرایا۔

عمران نے اردو میں کہا۔ "فیاض صاحب خیال رہے کہ میں طلاق دلوانے کا دھندا کرتا ہوں۔ ذرا اپنی مسکراہٹ ٹھیک کرو.... ہونٹوں کے گوشے کپکپا رہے ہیں اور یہ جنسی لگاوٹ کی علامت ہے.... یقین مانو میں تمہاری بیوی سے ایک پیسہ فیس نہیں لوں گا! تم کیس بھی تو دلواؤ.... ایسی خدمت کروں گا کہ طبیعت خوش ہو جائے تمہاری!"

فیاض کچھ نہ بولا! عمران کے خاموش ہوتے ہی روشی نے پوچھا! "کیوں کیپٹن.... سی بی آئی میں عمران کا کیا عہدہ تھا!"

"میرا ماتحت تھا!" فیاض نے اکڑ کر کہا۔

"ارے خدا غارت کرے....!" عمران بڑبڑایا۔ "اچھا میں تم سے سمجھ لوں گا!"

روشی ہنستی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی!

"ہاں اب بتاؤ!" فیاض آستین چڑھانے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ "کسی دن میں تمہاری شیخی نکال دوں گا!"

"شیخی نہیں پٹھانی کہو! میں پٹھان ہوں! سمجھے۔"

"تم کوئی بھی ہو! لیکن یہ کیا حرکت تھی.... آخر کب تک تمہارا بچپنا برداشت کیا جائے گا!"

"تم کیپٹن فیاض.... تم اسے بچپنا کہہ رہے ہو! مجھے حیرت ہے! اگر تم شرلاک ہومز کے زمانے میں ہوتے تو تمہیں گولی ماردی جاتی اور بالکل شرلاک ہومز ہی کی طرح جانتا ہوں تم اس وقت یہاں کیوں آئے ہو!"

"کیوں آیا ہوں؟" فیاض نے پوچھا!

"میں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ کس طرح آئے ہو!"

"کس طرح آیا ہوں!"

"سر کے بل چلتے ہوئے! اب پوچھو ڈاکٹر واٹسن کہ یہ بات میں نے اتنے وثوق کے ساتھ کیوں کہی ہے! جواب یہ ہے پیارے واٹسن کہ مجھے تمہارے بالوں میں کچھ ننھے منھے تنکے نظر آرہے ہیں! ہاہا.... دیکھا ہے نا یہی بات....!"

"بور مت کرو۔" فیاض نے برا سا منہ بنایا۔ "میں ایک ضروری کام سے تمہارے پاس آیا ہوں!"

"میں آج کا اخبار پورا پڑھ چکا ہوں!" عمران سنجیدگی سے بولا حتیٰ کہ وہ اشتہارات بھی پڑھ ڈالے ہیں جنہیں شادی شدہ آدمیوں کے علاوہ اور کوئی شریف آدمی نہیں پڑھتا!"

"تو تم سمجھ گئے!" فیاض مسکرایا۔

"میں بالکل سمجھ گیا.... نہ صرف سمجھ گیا بلکہ کام بھی شروع کر دیا ہے!"

"کیا مطلب!"

"مطلب میں ضرور بتاتا مگر اسی صورت میں اگر گھونسہ دیوار پر پڑنے کی بجائے میرے جبڑے پر پڑا ہوتا....! خیر.... ہوگا مجھے کیا.... جو بوئے گا سو کاٹے گا.... اور لاد چلا ہے بنجارا والی مثل تھی! فیاض صاحب! ہپ.... ارے.... روشی.... چائے!"

"نہیں میں چائے نہیں پیوں گا!"

"حالانکہ تم پچھلی رات سے اب تک جاگتے رہے ہو اور ابھی تم نے ناشتہ بھی نہیں کیا! روشی کٹلٹ بڑے اچھے بناتی ہے! حالانکہ ابھی وہ بھی اسی فرش پر اوندھے منہ گر چکی ہے!"

"وہ بھی!" فیاض نے حیرت سے دہرایا۔ "عمران تم آدمی ہو یا جانور...."

"وہ بھی اس وقت سے متواتر یہی ایک سوال دہرا رہی ہے!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ "میں خود کو ہر طرح سے مطمئن کرنے کی کوشش کروں گا خواہ وہ ایک اینگلو برمیز لڑکی ہو! خواہ کیپٹن فیاض اور اب مجھے یقین آگیا ہے کہ اس لاش کے متعلق تم لوگوں کا نظریہ قطعی غلط ہے۔"

"کیا مطلب!" فیاض سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"تمہارا یہی نظریہ ہے کہ مرنے والا کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر گرا.... اس کی پیشانی میں چوٹ آئی.... اور کوئی زہریلا مادہ اتنی تیزی سے زخم کے راستے خون میں سرائت کر گیا کہ گرنے والے کو اٹھنے کا بھی موقع نہ ملا.... میں یہ نہیں کہتا کہ موت کے متعلق ڈاکٹروں کی رائے غلط ہے! اس طرح کسی کا مر جانا بعید از قیاس نہیں! لیکن یہ خیال کہ وہ ٹھوکر کھا کر گرا.... اور اس کی پیشانی زخمی ہوگئی! مگر نہیں ٹھہرو کیا اس کی لاش کسی ایسی جگہ ملی ہے جہاں کی زمین

ہموار نہ ہو!... یا گرنے کی صورت میں اس کا سر کسی ایسی چیز سے جا ٹکرایا ہو جو زمین کی سطح سے اونچی ہو!"

"نہیں!... لاش الفریڈ پارک کی ایک روش پر ملی تھی! اور وہاں دور، دور تک کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو زمین کی سطح سے اونچی ہو... اور ظاہر ہے کہ روشیں بھی ناہموار نہیں ہوتیں!"

"تب مری جان یہ بتاؤ کہ تمہاری پیشانی کیوں نہیں زخمی ہوئی... اور روشی بھی بے داغ پیشانی لئے گھوم رہی ہے۔ تم دونوں ہی بے خبری میں کافی دور سے گرے تھے!... بتاؤ!"

فیاض پلکیں جھپکانے لگا--!

"میرا دعویٰ ہے اگر اس وقت تم دونوں کے نزدیک کوئی دیوار یا کرسی یا درخت کا تنا ہوتا تو یقیناً تمہاری پیشانیاں زخمی ہو جاتیں!"

"بات تو ٹھیک ہے! مگر کیوں؟"

"فطرت! اپنی حفاظت آپ کرنے کی جبلت! جب ہم منہ کے بل گرتے ہیں تو غیر ارادی طور پر ہماری ہتھیلیاں یا کہنیاں زمین سے ٹک جاتی ہیں! اس طرح فطرت خود ہی ہم سے ہمارے جسم کے بہترین اور سب سے زیادہ کار آمد لیکن کمزور حصوں کی حفاظت کراتی ہے!"

"یار بات تو ٹھیک کہہ رہے ہو!" فیاض سر ہلا کر بولا!

"روشی جائے--!" عمران نے پھر ہانک لگائی اور پھر آہستہ سے بولا۔ "یار ایک آدھ کیس لاؤ! اس شہر کی عورتیں بڑی بے حس معلوم ہوتی ہیں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ کم از کم ایک ماہ تک روزانہ اشتہار دیتا رہوں کیا خیال ہے!"

"عمران تم اسے بیوقوف بناتا جو تمہیں احمق سمجھتا ہو!"

"اسے بھلا میں کیا بیوقوف بنا سکوں گا!"

"میں اس لئے آیا تھا کہ تم لاش دیکھ لیتے!"

"کیا وہ اب بھی جائے واردات پر ہے!"

"نہیں! مردہ خانے میں ہے! ابھی پوسٹ مارٹم نہیں ہوا؟"

"جب وہ موقع واردات سے ہٹائی گئی ہے تو دیکھنے سے کیا فائدہ ہو گا!"

"تم چلو تو-- ناشتہ کہیں اور کریں گے!"

"وہ تو ٹھیک ہے! مگر کھائیں گے کہاں سے! بھلا تمہارے اس کیس میں مجھے کیا مل جائے گا"

"بس اٹھو... بور مت کرو!... اس وقت تم پر غصہ تو بہت آرہا تھا... مگر خیر اس گرنے کے سلسلے میں ایک کام کی بات معلوم ہوئی! مگر تم نے اس بے چاری کو بھی گرا دیا تھا!"

"کیا کرتا... مجبوری تھی... تجربہ تو کرنا ہی تھا!"

"بڑے سور ہو!"

"آچ... چھا!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "میں چلوں گا... مگر یہ نہ بھول جانا کہ میں نے ابھی ناشتہ نہیں کیا... اور ہاں پہلے ہم الفریڈ گارڈن چلیں گے؟"

عمران جانتا تھا کہ روشی اس وقت ناشتہ ہرگز تیار نہیں کرے گی! اس لئے فیاض سے شرمندگی اٹھانے سے یہی بہتر ہے کہ یہاں سے کہیں ٹل جائے!

باہر آکر انہوں نے ایک چھوٹے سے ریستوران میں ناشتہ کیا اور الفریڈ گارڈن کی طرف روانہ ہو گئے...!

"ہاں۔ کل وہ لیڈی تنویر کیوں آئی تھی؟" فیاض نے پوچھا!

"کہنے کے لئے اگر سر تنویر ہماری فرم کی خدمت حاصل کرنا چاہے تو اسے فوراً مطلع کر دیا جائے۔ غالباً لیڈی تنویر طلاق نہیں لینا چاہتی!"

"بکواس ہے! تم بتانا نہیں چاہتے!"

"بھلا میں تمہیں اپنے بزنس کی باتیں کیسے بتا سکتا ہوں!"

وہ الفریڈ گارڈن پہنچ گئے... اور پھر فیاض اسے اس جگہ لے گیا جہاں لاش پائی گئی تھی۔

"یہی جگہ ہے ٹھیک یہیں پر لاش ملی تھی!"

"اوندھی پڑی تھی!" عمران نے پوچھا!

"ہاں!..."

"لیکن اتنی جلدی یہ کیسے معلوم کر لیا گیا کہ وہ کوئی زہریلا مادہ تھا جو پیشانی کے زخم کے ذریعہ جسم میں سرایت کر گیا!"

"پھر اور کیا کہا جا سکتا ہے! اس کے علاوہ جسم پر اور کوئی نشان نہیں! گلا گھونٹ کر بھی نہیں مارا گیا!"

"تم نے یہاں سے سرخ بجریاں تو ضرور سمیٹی ہوں گی!"

"کیوں!... نہیں تو...!"

"یار تم محکمہ سراغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ ہو!... یا...!"

"میں گدھا ہوں اور تمہیں اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے! میں نے اسے ضروری نہیں سمجھا تھا کہ یہاں سے بجریاں سمیٹی جائیں۔ کیونکہ مجھے بھی اس پر یقین نہیں ہے کہ وہ یہیں اور اسی جگہ نہ مرا ہو گا! آخر وہ کتنا سریع الاثر زہر تھا کہ مرنے والا گرنے کے بعد اٹھنے کی کوشش

نہیں کر سکا! لاش کو میں نے یہاں پڑا دیکھا تھا!.... اس کی پوزیشن تو صاف یہی ظاہر کر رہی تھی کہ وہ گرنے کے بعد ہل بھی نہ سکا ہو گا!"

"ویری گڈ!.... پھر تم مجھے کیوں لائے ہو!"

"میں جانتا ہوں کہ لاش یہاں پھینکی گئی ہو گی!.... موت کہیں اور واقع ہوئی ہو گی!"

"اب بہت زیادہ عقل مند بننے کی کوشش مت کرو!" عمران مسکرا کر بولا.. "اس کی موت یہاں بھی واقع ہو سکتی ہے اور وہ اسی جگہ گر کر مر بھی سکتا ہے۔"

"بات کا بتنگڑ میں بھی بنا سکتا ہوں!"

"اچھا میں بات بناتا ہوں تم بتنگڑ بنانے کی کوشش کرو!.... فیاض صاحب!.... یہ انفرنو گارڈن ہے.... اور آپ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ یہاں سانپ بکثرت ہیں!.... فرض کیجئے اسے سانپ نے کاٹا ہو!.... ابھی پوسٹ مارٹم بھی نہیں ہوا.... زہر والی بات عقلی گدا بھی ثابت ہو سکتی ہے!.... وہ تو کہو کہ میں نے اس وقت ناشتہ بھی تمہارے پیسوں سے کیا ہے ورنہ بتاتا.... مجھے خواہ مخواہ یہاں تک دوڑایا ہے تو اب لاش بھی دکھا دو!"

"بہر حال تم مجھ سے متفق نہیں ہو!"

"لاش کا پوسٹ مارٹم ہو جانے دو اس کے بعد دیکھا جائے گا!"

پھر اس سلسلے میں مزید گفتگو نہیں ہوئی اور وہ سرکاری مردہ خانے کی طرف روانہ ہو گئے!

لاش غالباً پوسٹ مارٹم کے لئے لے جائی جانے والی تھی کیوں کہ مردے ڈھونے والی گاڑی کمپاؤنڈ میں موجود تھی فیاض نے عمران کو دھکا دے کر آگے بڑھایا!

اور پھر مردہ خانے میں پہنچ کر فیاض نے جیسے ہی لاش کے چہرے پر سے کپڑا ہٹایا عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں.... وہ بڑی تیزی سے لاش پر جھک پڑا.... تھوڑی ہی دیر میں اسے یقین ہو گیا کہ وہ لاش اس بوڑھے کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔ جس کا پچھلی رات وہ تعاقب کر چکا تھا!

"یہ پیشانی کا زخم دیکھو!" فیاض نے کہا!

"دیکھ رہا ہوں!...." عمران سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "مجھے تو اس میں کوئی خاص بات نظر نہیں آتی!"

"ہوں! اچھا، خیر پرواہ نہیں.... اب تم بہت مغرور ہو گئے ہو!" فیاض نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "تم سمجھتے ہو شاید دنیا میں تم ہی سب سے زیادہ عقل مند ہو--!"

"نہیں تو.... میرا خیال ہے کہ تم نہ تو عقلمند ہو اور نہ مغرور.... چلو چھوڑو!.... جسم نیلا پڑ

گیا ہے!.... زہر ہی ہو سکتا ہے.... پوسٹ مارٹم کی رپورٹ ہی بتا سکے گی کہ زہر جسم میں کیوں کر داخل ہوا.... لہٰذا رپورٹ ملنے تک اگر ہم اس معاملے کو ملتوی ہی رکھیں تو زیادہ بہتر ہے!"

"ویسے کیا اس کے جسم پر لباس موجود ہے!...."

"نہیں.... لباس.... لیبارٹری میں ہے!"

"لیبارٹری میں کیوں!"

"شبہ ہے کہ کپڑوں پر سے لانڈری کے نشانات مٹانے کی کوشش کی گئی ہے!"

"آہا....!" عمران کچھ سوچنے لگا! پھر آہستہ سے بولا۔ "کیا اس کی جیب سے کچھ کاغذات وغیرہ بھی برآمد ہوئے ہیں!"

"کمال کرتے ہو! جن لوگوں نے نشانات مٹائے ہیں انہوں نے کاغذات وغیرہ کیوں چھوڑے ہوں گے!"

"نشانات اوہو.... ہو سکتا ہے کہ نشانات خود مرنے والے ہی نے اپنی زندگی میں مٹائے ہوں!"

"اچھا بس ختم کرو!" فیاض نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "ورنہ ابھی یہ بھی کہو گے کہ مرنے والا پرنس آف ڈنمارک تھا!"

وہ دونوں مردہ خانے سے باہر آ گئے!

"اچھا میں چلا!" عمران نے کہا۔ "پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے مجھے مطلع کرنا!"

"اگر ضرورت سمجھی گئی!" فیاض بولا! اس کے لہجے میں بھی کبیدگی موجود تھی۔

"مجھ سے الجھو گے تو سر پکڑ کر رونا پڑے گا!.... جانتے ہو کہ میری فرم کس قسم کا کاروبار کرتی ہے!"

اتنے میں وہاں مردے خانے کا انچارج آ پہنچا!.... اس نے فیاض سے گفتگو شروع کر دی! اور عمران وہاں سے ہٹ کر اس جگہ آیا جہاں فیاض کی موٹر سائیکل کھڑی ہوئی تھی۔

اس نے نہایت اطمینان سے اسے اسٹارٹ کیا فیاض نے دیکھا اور صرف منہ پھیلا کر رہ گیا!.... مردہ خانے کے انچارج کے سامنے وہ بے تحاشہ دوڑ بھی تو نہیں سکتا تھا!.... وہ بے بسی سے عمران کی اس حرکت کو دیکھتا رہا موٹر سائیکل فراٹے بھرتی ہوئی کمپاؤنڈ سے نکل گئی!

۸

تھوڑی دیر بعد عمران لیڈی تنویر کے ڈرائنگ روم میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔!

"تم یہاں کیوں چلے آئے!" لیڈی تنویر نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا!

"آخری اطلاع دینے کے لئے!" عمران اس کا چہرہ بغور دیکھ رہا تھا!

"میں نہیں سمجھی!" لیڈی تنویر کی آواز میں کپکپاہٹ تھی!

"غزالی چلا گیا!"

"اوہ.... اچھا!" لیڈی تنویر ایک طویل سانس لے کر بیٹھتی ہوئی بولی! "اچھا.... تو تمہاری بقیہ رقم پرسوں تک پہنچا دی جائے گی!"

"لیکن اب میں رقم لے کر کیا کروں گا!" عمران نے مغموم لہجے میں کہا!

"کیوں؟"

"اس بے چارے کا پورا جسم نیلا پڑ گیا ہے اور شاید اس وقت ڈاکٹروں کے چاقو اس کے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہوں!"

"میں کچھ نہیں سمجھی تم کیا کہہ رہے ہو!"

عمران نے اسے واقعات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ "سر تنویر بھی اس میں دلچسپی لے رہے تھے! لیکن پولیس کو ابھی اس کا علم نہیں ہے! ویسے اب میرا ارادہ ہے میں پولیس کو اس سے مطلع کر دوں!"

لیڈی تنویر تھوڑی دیر تک چپ چاپ ہانپتی رہی پھر بدقت بولی۔ "تو اب تم مجھے بلیک میل کرنا چاہتے ہو! تم نے مجھ سے کہا تھا کہ تم میرے لئے اسے قتل بھی کر سکتے ہو!"

"اچھی بات ہے! جب پولیس آپ سے پوچھ گچھ کرے تو آپ بتا دیجئے گا.... کہہ دیجئے گا.... کہہ دیجئے گا کہ میں نے ہی اسے قتل کیا ہے! پھر پولیس مجھ سے پوچھے گی تو میں صاف کہہ دوں گا کہ مجھے اس پر لیڈی تنویر نے مجبور کیا تھا.... پھر لیڈی تنویر کو بتانا پڑے گا کہ انہوں نے کیوں مجبور کیا تھا! وہ کیوں چاہتی تھیں کہ غزالی یہاں سے چلا جائے اور اتنے سے کام کے لئے انہوں نے اتنی بڑی رقم کیوں دی تھی.... پھر غزالی کے پڑوسی سر تنویر کو بھی پہچان لیں گے جو گھنٹوں اس کے کمرے کا دروازہ کھلوانے کی کوشش کیا کرتے تھے.... پھر کیا ہوگا۔ لیڈی تنویر.... اور پھر آپ کو وہ آدمی شناخت کرے گا جو اس دن میرے آفس میں موجود تھا، اور اس نے آپ کو وہاں دیکھ کر حیرت بھی ظاہر کی تھی آپ جانتی ہیں وہ کون تھا! نہیں جانتیں!.... اچھا تو سنئے وہ سی بی آئی کا سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض تھا!.... لہٰذا آپ پولیس سے یہ بھی نہیں کہہ سکتیں کہ آپ مجھ سے واقف نہیں ہیں!"

"تم کیا چاہتے ہو!" لیڈی تنویر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا!

"حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں!.... غزالی کون تھا.... اور اس طرح کیوں مار ڈالا گیا!....

وہ کن لوگوں سے خائف تھا.... اور وہ.... وہ...."

عمران اپنا سر سہلانے لگا! اسے وہ نام یاد نہیں آرہا تھا جس کا حوالہ پچھلی رات دورانِ گفتگو میں غزالی نے دیا تھا!.... ایسا نام جو کسی عورت ہی کا ہو سکتا تھا.... اطالوی طرز کا نام....

"میں نہیں جانتی کہ وہ کن لوگوں سے خائف تھا!.... مگر.... ٹھہرو.... تم بہت چالاک ہو.... مجھے یقین ہے کہ غزالی زندہ ہے تم مجھ سے میرا راز اگلوانا چاہتے ہو!"

"کیا آپ نے آج کا اخبار نہیں دیکھا!"

"دیکھا ہے! مگر تم ایک دوسرے معاملے کو بھی اس سلسلے میں استعمال کر سکتے ہو!...."

"ہاں ہو سکتا ہے!.... شاید میں نام بھی غلط بتا رہا ہوں!"

"نہیں نام ٹھیک ہے! تم اس سے مل چکے ہو گے!"

"اگر آپ لاش دیکھنا چاہتی ہوں تو میں پوسٹ مارٹم رکوا دوں!"

"ہاں میں دیکھوں گی!...." لیڈی تنویر نے ایسے لہجے مین کہا جس سے یہ مترشح ہو رہا تھا کہ اسے عمران کی بات پر یقین نہیں آیا!

"اچھی بات ہے!.... کیا آپ مجھے اپنا فون استعمال کرنے کی اجازت دیں گی؟"

"نہیں---!"

"اچھا تو میرے ساتھ چلئے"

"نہیں جاؤں گی.... تم شوق سے میرے متعلق پولیس کو اطلاع دے سکتے ہو! تم مجھے بلیک میل نہیں کر سکتے سمجھے! ہو سکتا ہے کہ آدمی جو تمہارے دفتر میں اس دن موجود تھا سی بی آئی کا آفیسر رہا ہو! میں تمہاری اطلاع کے لئے بتاتی ہوں کہ سی بی آئی کے ڈائریکٹر جنرل رحمٰن صاحب میرے گہرے دوستوں میں سے ہیں!"

"تب تو میں ضرور آپ کے خلاف کوئی نہ کوئی کاروائی کرا دوں گا! کیوں کہ رحمٰن صاحب میرے گہرے دشمنوں میں سے ہیں! انہوں نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے اس لئے مجبوراً مجھے فارورڈنگ اینڈ کلیرنگ بیورو قائم کرنا پڑا!"

"اچھا شاید تم غلط سمجھے ہو! میں ابھی تمہاری موجودگی میں انہیں فون کرتی ہوں!"

"ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیجئے گا کہ بلیک میلر علی عمران ایم ایس سی، پی ایچ ڈی ہے!"

"علی عمران!" لیڈی تنویر چونک کر اسے گھورنے لگی! "علی عمران!.... تم بکواس کر رہے ہو! یہ رحمٰن صاحب کے لڑکے کا نام ہے اور وہ بھی اسی محکمے میں...."

"کبھی تھا....!" عمران نے جملہ پورا کرتے ہوئے کہا۔ "لیکن ڈائریکٹر جنرل صاحب نے

اس کا پتہ کاٹ دیا! اب وہ شہر کی ساری عورتوں سے ان کے شوہروں کا پتہ کٹوا دے گا!"

"کیا تم واقعی عمران ہو! یعنی رحمٰن صاحب کے لڑکے!"

"ختم بھی کیجئے لیڈی تنویر.... مجھ سے غزالی کی گفتگو کیجئے۔ آپ یہ بھی جانتی ہوں گی کہ.... خیر جانے دیجئے!...."

"میں کچھ نہیں جانتی۔ تم جاسکتے ہو! یقین کرو تم میرا کچھ بھی نہیں کر سکتے!" لیڈی تنویر نے کہا اور اٹھ کر ڈرائنگ روم سے چلی گئی!

۹

عمران نے ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے فیاض کو فون کیا کہ وہ اس کے لئے کام شروع کر چکا ہے! لہٰذا وہ اب اپنا پٹرول پھونکنے کی بجائے اس کی موٹر سائیکل رگیدے گا.... فیاض نے فون ہی پر اسے بے نقط سنائیں.... لیکن عمران ہر گالی پر اسکی ہمت افزائی کرتا رہا--!

اس کے بعد وہ مزدوروں کی اسی بستی کی طرف روانہ ہو گیا جہاں غزالی ٹھہرا ہوا تھا!... اس نے اس کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا! کمرے میں داخل ہوا لیکن وہاں صفائی نظر آئی ایک تنکا بھی نہیں دکھائی دیا! پڑوسیوں میں سے ایک نے جو اپنی رات کی ڈیوٹی ختم کر کے صبح چار... واپس آیا تھا بتایا کہ غزالی کے کمرے کے سامنے ایک بڑی سی وین کھڑی ہوئی تھی اور اس پر غزالی کا سامان رکھا جا رہا تھا!.... یہ واقعہ سن کر ایک بار پھر عمران خالی کمرے میں واپس آگیا.... اور چاروں طرف متجسس نظروں سے دیکھنے لگا.... اور پھر اچانک دروازے کی طرف مڑ کر تیزی سے جھپٹا! دوسرے لمحے میں وہ جھک کر سگرٹوں کا ایک پیکٹ اٹھا رہا تھا!.... پیکٹ خالی تھا! وہ اسے لٹ پلٹ کر دیکھنے لگا!....

پھر اسے روشنی میں دیکھنے کے لئے دروازے کے سامنے آگیا! اس پر پنسل سے باریک حروف میں جگہ جگہ کچھ تحریر تھا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے شغل کے طور پر کچھ لکھا ہو!... ہر جگہ یکساں تحریر.... لیکن رسم الخط عمران کی سمجھ میں نہیں آسکا!.... ویسے اس کا خیال تھا کہ وہ روسی رسم الخط بھی ہو سکتا ہے!.... ہر جگہ حروف کی ترتیب یکساں تھی! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے بے خیالی میں جگہ جگہ کوئی ایک ہی چیز لکھی ہو!.... عمران نے پیکٹ جیب میں ڈال لیا! کمرے میں اس کے علاوہ اسے کچھ نہیں ملا!.... تھوڑی دیر بعد وہ یونیورسٹی کی طرف جا رہا تھا.... اسے توقع تھی کہ پروفیسر سعید جو مغربی زبانوں کا ماہر تھا اس پر

ضرور روشنی ڈال سکے گا!

پروفیسر سعید عمران کے دوستوں میں سے تھا! اس نے عمران کے خیال کی تائید کی۔ تحریر روسی ہی رسم الخط میں تھی! وہ دراصل کسی "آرٹا مونوف" کے دستخط تھے۔ یونیورسٹی سے واپسی پر عمران سوچ رہا تھا کہ بعض لوگ بیکاری کے لمحات میں یونہی شغل کے طور پر عموماً اپنے ہی دستخط کیا کرتے ہیں۔ بس قلم یا پنسل ہاتھ میں ہونی چاہئے! جو چیز بھی سامنے پڑ گئی بس اس پر دستخط ہو رہے ہیں!

پھر وہ غزالی کے متعلق سوچنے لگا! وہ روسی تو کیا روس سے تعلق رکھنے والی کسی دوسری ریاست کا بھی باشندہ نہیں معلوم ہوتا تھا خدوخال کے اعتبار سے وہ اپنی ہی طرف کا باشندہ ہو سکتا تھا!

اب عمران نے فیاض کے دفتر کی راہ لی.... اور وہاں کچھ مزید گالیاں اس کی منتظر تھیں۔ اسے دیکھ کر فیاض آپے سے باہر ہو گیا!

"ان کو آتا ہے پیار پر غصہ!" عمران نے کان پر ہاتھ رکھ کر ہانک لگائی!

"میں دھکے دے کر باہر نکلوا دوں گا سمجھے!"

"لوگ یہی سمجھیں گے تمہاری بیوی عنقریب طلاق لینے والی ہے ویسے اگر تم باہر سے آنے والوں میں سے کسی آرٹا مونوف کا پتہ لگا سکو تو دین دنیا میں بھلا ہو گا!"

"بس تم چپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ خیریت اسی میں ہے!"

"اچھا پٹرول کے دام ہی دے دو! کیوں کہ اب ٹنکی میں تھوڑا ہی رہ گیا ہے!"

"کیا؟" فیاض جھنجھلا گیا۔ "اب موٹر سائیکل کو ہاتھ بھی نہ لگانا!"

"ہاتھ صرف ہینڈل پر رہیں گے۔ اس کے علاوہ اگر کہیں اور لگاؤں تو کٹوا لینا! ویسے میں آرٹا مونوف کے معاملے میں سنجیدہ ہوں!.... اس کا تعلق غزالی کی موت سے بھی ہو سکتا ہے!"

"کون غزالی۔ کیا بک رہے ہو!"

"وہی غزالی جس کی لاش تم نے مجھے دکھائی تھی!"

فیاض کرسی کی پشت سے ٹک کر عمران کو گھورنے لگا! پھر بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "خواہ مخواہ مجھ پر رعب ڈالنے کی کوشش نہ کرو!"

"تم لیبارٹری سے آرہے ہو.... اور وہیں سے تمہیں یہ نام معلوم ہوا ہے.... مگر یہ ضروری نہیں کہ وہ انگشتری مرنے والے ہی کی ہو!.... اس کے کوٹ کے اندرونی جیب کا استر پھٹا ہوا تھا! ہو سکتا ہے اس نے انگشتری کبھی جیب میں ڈالی ہو اور وہ سوراخ سے کوٹ کے استر اور اپر کے درمیان میں پہنچ گئی ہو! اگر وہ خود اس کی ہوتی تو جیب میں ڈالے رکھنے کی کیا تک ہو سکتی

ہے!.... ویسے میں لیبارٹری والوں سے سخت ترین الفاظ میں جواب طلب کروں گا کہ وہ اس قسم کی اطلاعات ان لوگوں کو کیوں دیتے ہیں جو محکمے سے تعلق نہیں رکھتے!"

"ان سے یہ بھی پوچھنا کہ انہوں نے مجھے مرنے والے کے گھر کا پتہ بھی کیوں بتادیا!"

"خواہ مخواہ بات بنانے کی کوشش نہ کرو!"

"انگوٹھی کا کیا قصہ ہے پیارے فیاض" عمران اسے چمکار کر بولا۔

فیاض چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "کیا یہ حقیقت ہے کہ تمہیں یہ نام لیبارٹری سے نہیں معلوم ہوا؟"

"یہ حقیقت ہے! ویسے اگر تم لیبارٹری انچارج سے جو تم پیزار ہی کرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں نہیں روکوں گا! کیوں کہ تم نے آج مجھے بہت گالیاں دی ہیں اور میں اس کے بدلے میں یقیناً یہ چاہوں گا کہ کوئی تمہارے ہاتھ پیر توڑ کر رکھ دے!"

"پھر تمہیں یہ نام کیسے معلوم ہوا۔"

"بس ہو گیا! تم فی الحال اس کی پرواہ نہ کرو اور یہ حقیقت ہے کہ میں اس کے ٹھکانے سے بھی واقف ہو گیا ہوں! اگر یقین نہ آئے تو میرے ساتھ چلو! لاش کی تصویریں غالباً تیار ہو کر تمہارے پاس آگئی ہوں گی!"

"ہاں آگئی ہیں۔ کیوں؟"

"میں اس کے پڑوسیوں سے تصدیق کرادوں گا!"

"کیا تم سنجیدگی سے گفتگو کر رہے ہو!"

"اوہو! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں مفت میں تمہارا پیٹرول پھونکتا پھرا ہوں! نہیں ڈیئر ایسی بات نہیں.... چلو اٹھو-- لیکن لاش کے چہرے کا کلوز اپ ضرور ساتھ لے لینا! تاکہ تمہارا اطمینان ہو سکے!"

"آخر تم نے کس طرح پتہ لگالیا!"

"الہام ہوا تھا-- تمہیں اس سے کیا غرض!"

۱۰

غزالی کے ان پڑوسیوں نے جو اسے دیکھ چکے تھے۔ اس کی تصویر دیکھ کر عمران کے بیان کی تصدیق کردی....! فیاض نے ان سے بہتیرے سوالات کئے لیکن وہ اس سے زیادہ نہ بتا سکے جو

کچھ انہوں نے عمران کو بتایا تھا!

"اچھا فیاض صاحب!" عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "اب تم آرنا مونوف کے متعلق معلومات فراہم کرو اور تم اپنی موٹر سائیکل بھی لے جاسکتے ہو!"

"آرنا مونوف کون ہے!"

"میرا بھتیجا ہے! تم اس کی پرواہ مت کرو! زیادہ بور مت کرو نہیں تو میں سوئٹزرلینڈ چلا جاؤں گا!"

فیاض سے پیچھا چھڑا کر وہ ان لوگوں کو تلاش کرنے لگا جنہوں نے پچھلے دن سر تنویر کو غزالی کے دروازے پر دستک دیتے دیکھا تھا۔

ان میں سے ایک اسے جلد ہی مل گیا! عمران دراصل یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ غزالی سے ملاقات کرنے کی کوشش کرنے والوں میں سر تنویر کے علاوہ اور کتنے مختلف آدمی تھے!....

چونکہ عمران بھی پچھلے دن یہاں موجود تھا۔ اس لئے سر تنویر کا حوالہ دے کر گفتگو آگے بڑھانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی اور اس نے بتایا کہ سر تنویر کے علاوہ بھی دو آدمی یہاں آتے تھے۔ لیکن انہوں نے کبھی دروازے پر دستک نہیں دی! وہ بس دور ہی سے کمرے کی نگرانی کیا کرتے تھے! ان کے حلئے کے متعلق وہ صرف اتنا ہی بتا سکا کہ ان کے چہروں پر گھنی سیاہ داڑھیاں تھیں اور آنکھوں پر تاریک شیشوں کی عینکیں!....

"میک اپ!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا!

پھر بستی سے نکل کر اس نے ایک ٹیکسی لی اور سر تنویر کے دفتر کی طرف روانہ ہو گیا۔

وہ ملک کے بہت بڑے برآمد کنندگان میں سے تھا.... اور اس کے دفاتر دنیا کے مختلف حصوں میں قائم تھے!

اس تک پہنچنے کے لئے عمران کو خاصی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا.... بہرحال کسی نہ کسی طرح رسائی ہو ہی گئی سر تنویر نے نیچے سے اوپر تک اسے گھور کر دیکھا!

"میں طاعون کا ٹیکہ لگانے کے لئے نہیں آیا!" عمران احمقوں کی طرح بول پڑا۔

"کیا بات ہے!" سر تنویر کی گونجیلی آواز سے کمرے میں جھنکار سی پیدا ہوئی!

"غزالی کی لاش.... الفریڈ.... گارڈن.... کل رات!" عمران اس طرح بولا۔ جیسے وہ سر تنویر سے خوفزدہ ہو!

"کیا بکواس ہے!"

عمران جیب سے غزالی کی تصویر نکال کر میز پر رکھتا ہوا بولا۔ "اس کی لاش!"

"تو میں کیا کروں!"

"محض آپ کی اطلاع کے لئے! وہ اپنے پڑوسیوں کے لئے بڑا پراسرار تھا اور وہ لوگ اس سے بھی زیادہ پراسرار تھے جو اس کے لئے اس بستی کے چکر لگایا کرتے تھے!"

"ہوں!" سر تنویر دونوں ہونٹ بھینچ کر کرسی کی پشت سے ٹک گیا! اس کی آنکھیں عمران کے چہرے پر تھیں!

"پھر!" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا!

"ان گدھوں نے مجھے بھی بیچ میں لپیٹ کر رکھ دیا ہے! ہوا یہ کہ آج میں پھر وہاں پہنچ گیا۔ مجھے حالات کا علم نہیں تھا۔ وہ گدھے شاید آپ کے متعلق پولیس کو بتا رہے تھے!.... شہادت کے طور پر انہوں نے مجھے پیش کر دیا!.... مگر بھلا میں انہیں کیسے بتا دیتا کہ وہ آپ تھے بستی میں گھستے ہی ایک مزدور نے مجھے حالات سے باخبر کر دیا تھا!.... میں نے پولیس کو بتایا کہ ایک شریف آدمی کار میں ضرور آئے تھے مگر انہیں پہچانتا نہیں البتہ دوسری بار دیکھنے پر ضرور پہچان لوں گا-- اب میری عزت آپ کے ہاتھ میں ہے!"

"کیوں تمہاری عزت کیوں!"

"میں دراصل سرکاری ڈاکٹر نہیں ہوں.... بس یہ سمجھئے کہ چار سو بیس کر کے پیٹ پالتا ہوں! ہاں کسی زمانے میں ایک پرائیویٹ ڈاکٹر کا کمپاؤنڈر ضرور رہ چکا ہوں ڈسٹلڈ واٹر کے مفت انجکشن لگا کر لوگوں پر اپنی اہمیت جتاتا ہوں! اس لئے کوئی خاص ضرورت پڑنے پر لوگ میرے ہی پاس دوڑے آتے ہیں.... میں اپنی کمائی کرتا ہوں.... جی ہاں.... مگر اب شاید میری پول کھل جائے گی!.... یہ بہت برا ہوا جناب اب مجھے کوئی مشورہ دیجئے!"

"مشورہ.... کسی وکیل سے لو.... وقت ہو چکا ہے.... اب تم جا سکتے ہو!.... مگر ٹھہرو! تمہیں یہ تصویر کہاں سے ملی!"

"اب میں کیا عرض کروں! آپ نہ جانے کیا سوچیں گے!"

"بتاؤ!" سر تنویر گرجا!

"میں پولیس سے پیچھا چھڑا کر واپس آ رہا تھا کہ پیپل والی گلی کے موڑ پر ایک آدمی ملا! اس کے چہرے پر گھنی سیاہ داڑھی تھی اور آنکھوں میں تاریک شیشوں والی عینک.... اس نے مجھے تصویر دے کر کہا کہ یہ غزالی کی تصویر ہے اور اس کی موت کے ذمہ دار سر تنویر ہی ہو سکتے ہیں!"

"بلیک میل کرنا چاہتے ہو مجھے!" سر تنویر دانت پیس کر بولا۔

"ارے توبہ توبہ!" عمران اپنا منہ پیٹنے لگا! "میں جا رہا ہوں! جناب.... آئندہ آپ میری

شکل نہ دیکھیں گے۔ میری چار سو بیس صرف ڈاکٹری کے پیشے تک محدود ہے اور میں زیادہ لمبے ہاتھ مارنے کی کوشش نہیں کرتا!"

"تمہیں تصویر کہاں سے ملی تھی!" سر تنویر نے پھر اپنا سوال دہرایا!

"میں نے حقیقت آپ کو بتا دی اور ہاں اس نے یہ بھی کہا تھا کہ سر تنویر کو پھنسوا دو!. میں اس جملے سے سمجھ گیا تھا کہ آپ کا کوئی دشمن آپ کو خواہ مخواہ پریشان کرنا چاہتا ہے!"

"تم کیا چاہتے ہو!" سر تنویر نے تھوڑی دیر بعد پوچھا!

"حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں!"

"کیوں؟ تمہیں اس سے کیا سروکار!"

"میں دراصل جاسوسی کہانیاں بھی لکھتا ہوں! ہو سکتا ہے کہ میں اس سے کوئی عمدہ سا پلاٹ مرتب کر کے تھوڑے سے پیسے ہی کما لوں!"

سر تنویر چند لمحے عمران کو گھورتا رہا۔ پھر میز کی دراز کھول کر نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اسے عمران کی طرف پھینکتا ہوا بولا۔ "جاؤ اپنی زبان بند رکھنا! یہ دو ہزار ہیں!"

"دو لاکھ پر بھی لعنت!" عمران بگڑ گیا! "آپ ایک شریف آدمی کو بلیک میلر سمجھ رہے ہیں... ڈاکٹری والی چار سو بیس کی اور بات ہے۔ اس میں کافی محنت، وقت اور پیسہ برباد ہوتا ہے.... اور اس طرح اپنی کمائی حلال کر لیتا ہوں!.... سمجھے جناب.... لاحول ولا قوۃ.... میں ایک باعزت ادیب ہوں! اگاتھا کرسٹی نے میرے درجنوں ناولوں کا انگریزی ترجمہ کیا ہے!"

"تم میرا وقت برباد کر رہے ہو.... روپے اٹھاؤ.... اور چلتے بنو!"

"میں حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں! غزالی کون تھا.... اور آپ جیسا بڑا آدمی اس میں کیوں دلچسپی لے رہا تھا! اور یہ تو میں جانتا ہوں کہ اس کی موت میں آپ کا ہاتھ نہیں ہے! ورنہ آپ خود کو منظر عام پر نہ آنے دیتے۔!"

"مجھ سے کھل کر بات کرو! تم کون ہو!" سر تنویر نے آگے جھکتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"میں نے ابھی تک بند ہو کر کوئی بات نہیں کی!"

"سی بی آئی کے آدمی ہو!"

"نہیں میری شادی نہیں ہوئی۔ میں کسی سی بی آئی کو نہیں جانتا۔"

سر تنویر نے نوٹوں کی گڈی اٹھا کر پھر میز کی دراز میں ڈال لی اور میز پر رکھی ہوئی گھنٹی پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔ "اب چپ چاپ چلے جاؤ.... ورنہ چپراسی دھکے دے کر نکال دے گا!"

گھنٹی کی آواز کے ساتھ ہی چپراسی بھی آ گیا تھا!

"آخاہ.... السلام و علیکم!" عمران نے اٹھ کر نہ صرف چپراسی کو سلام کیا بلکہ زبردستی مصافحہ بھی کرنے لگا اور چپراسی بیچارہ بری طرح بوکھلا گیا!.... چپراسی ہی نہیں بلکہ سر تنویر بھی اس غیر متوقع حرکت سے جھونجھل میں آ گیا تھا!

"چپراسی!" اس نے بمشکل تمام پھنسی پھنسی سی آواز حلق سے نکالی لیکن عمران جا چکا تھا۔

11

عمران نے پھر ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ سے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کئے.... اور اس سے آرٹا مونوف کے متعلق پوچھا!

"تم آخر کیا کرتے پھر رہے ہو!" فیاض نے دوسری طرف سے کہا۔ "مجھے بتاؤ.... ورنہ مجبوراً.... مجھے...."

"صبر کرنا پڑے گا!" عمران نے جلدی سے جملہ پورا کر دیا۔

"آرٹا مونوف کے متعلق اس وقت تک نہیں بتاؤں گا جب تک کہ تم مجھے سارے حالات سے باخبر نہ کرو!"

"اچھا میری جان.... مجھے نہ غزالی سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ آرٹا مونوف سے.... میں گھر جا رہا ہوں ویسے گھر بھی تمہارا ہی ہے۔ لیکن تمہارے فرشتے بھی وہاں سے مجھے نہیں نکال سکتے۔"

عمران ریسیور رکھ کر بوتھ سے باہر آ گیا! وہ جانتا تھا کہ فیاض ابھی خود ہی دوڑا آئے گا! لہٰذا اب اس سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں! اسے یقین تھا کہ وہ خود ہی آ کر سب کچھ اگل دے گا!

اس بھاگ دوڑ میں چار بج گئے تھے اور روشی فلیٹ میں اس کی منتظر تھی! نہ صرف روشی بلکہ لیڈی تنویر بھی!

عمران لیڈی تنویر کو دیکھ کر بولا۔ "آپ یہاں سے فوراً چلی جائیے۔! کیوں کہ کیپٹن فیاض یہاں آنے والا ہے!"

"صرف ایک بات سن لو!"

"سنا جائیے جلدی سے!"

"غزالی کی موت کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں!.... یہ ضروری نہیں کہ اس کی موت میں میرا ہاتھ ہو.... اور میرا راز اتنا اہم نہیں ہو سکتا کہ اسے قتل کرا دیا جائے۔"

"میں آپ کا راز نہیں معلوم کرنا چاہتا.... آپ جا سکتی ہیں! لیکن اتنا میں جانتا ہوں کہ

تنویر بڑی مصیبتوں میں پھنس جائیں گے.... پولیس انہیں سونگھ چکی ہے۔ ایک سرکاری ڈاکٹر نے انہیں غزالی کا کمرہ کھلوانے کی کوشش کرتے دیکھا تھا.... بس اب جائیے.... اگر کیپٹن فیاض نے آپ کو یہاں دیکھ لیا تو.... گھپلا ہو جائے گا۔ بس جائیے۔"

لیڈی تنویر چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر آہستہ سے بولی۔ "بقیہ تین ہزار لائی ہوں!"

"انہیں آپ واپس لے جائیے! اگر میں اسے یہاں سے ہٹانے میں کامیاب ہو گیا ہوتا تو یہ روپے یقیناً میرے تھے!"

"اب بھی تمہارے ہی ہیں!"

"زبان بند رکھنے کے لئے۔ کیوں؟"

"زبان تو ہر حال میں بند رکھنی ہی پڑے گی.... اور ہاں میں نے تحقیق کر لی ہے.... تم رحمٰن صاحب ہی کے لڑکے ہو!...."

"رحمٰن صاحب سر تنویر کے گہرے دوستوں میں سے ہیں اور وہ کبھی ہم لوگوں کی رسوائی گوارہ نہ کریں گے!"

"اچھا.... اچھا.... اب آپ جائیے! کیپٹن فیاض.... ہاں.... روپے میں نہیں لوں گا!"

لیڈی تنویر اٹھ کر چلی گئی!

روشی اردو نہیں جانتی تھی۔ اس لئے ان کی گفتگو اس کی سمجھ میں نہیں آ سکتی تھی!....

لیڈی تنویر کے جانے کے بعد روشی نے میز کی دراز سے نوٹوں کی تین گڈیاں نکال کر عمران کے سامنے ڈال دیں!

"ہائیں-- یہ کیا!"

"لیڈی تنویر نے دیئے تھے!"

"تم نے کیوں لئے؟"

"زبردستی دے گئی ہے۔ میں کیا کرتی۔ اس نے کہا تھا کہ تم اس کے دوست کے لڑکے ہو!"

بات اس سے زیادہ نہیں بڑھنے پائی کیوں کہ فیاض سچ مچ پہنچ گیا!.... اس نے نوٹوں کی طرف تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "بڑے مالدار ہو رہے ہو!"

"کب نہیں تھا! آؤ بیٹھو دوست بہت دنوں بعد ملاقات ہوئی! کیا آج کل بہت مصروف ہو!"

"حرفوں میں اڑانے کی کوشش نہ کرو!"

"میں اس جملے کا مطلب نہیں سمجھا!" عمران نے آنکھیں پھاڑ کر کہا!

"آرٹا مونوف....!"

"آہا سمجھا!....." عمران نے اس کی بات کاٹ دی!" میری قابلیت کا امتحان لینا چاہتے ہو آرٹا مونوف خاندان کا تذکرہ میکسم گوگول نے اپنے ناول میں کیا تھا!"

"میکسم گورکی.....!" فیاض نے برا سامنہ بنا کر کہا!

"نہیں گوگول میں شرط لگانے کے لئے تیار ہوں!"

"تم جاہل ہو..... گورکی..... آرٹا مونونس..... گورکی کا ناول ہے!"

"گوگول! اگر زیادہ تاؤ دلاؤ گے تو گول گول کہوں گا! دیکھتا ہوں کہ تم میرا کیا..... بنا نہیں بگاڑ..... نہیں ہش..... بنا..... کیا کہتے ہیں..... جہنم میں جائے، ہاں تو میں ابھی کیا کہہ رہا تھا!"

"عمران میں بہت بری طرح پیش آؤں گا!" فیاض بھنا گیا!

"آپ کے لئے چائے لاؤ!" عمران نے روشی سے انگریزی میں کہا..... اور روشی دوسرے کمرے میں چلی گئی! فیاض اسے جاتے دیکھتا رہا! پھر اس نے ایک طویل سانس لی!

"ہائیں ہائیں!" عمران نے اپنے دیدے چکرائے!" خبردار ہلکہ ہوشیار..... تم میری پارٹنر کو دیکھ کر ٹھنڈی آہیں نہیں بھر سکتے! سوپر فیاض -- میں تم پر مقدمہ چلا دوں گا--!"

"میں یہاں پر تمہاری خرافات سننے نہیں آیا۔"

"تمہاری بڑی مہربانی ہے کہ کبھی کبھی چلے آتے ہو!..... مگر..... خیر ٹالو..... تمہیں آج سبز چائے پلواؤں گا!"

"تمہیں غزالی کی جائے قیام کا پتہ کیسے معلوم ہوا تھا!"

"کون غزالی!" عمران نے آنکھیں پھاڑ کر حیرت ظاہر کی!

"اس سے کام نہیں چلے گا! میں تمہیں دفتر میں طلب کرلوں گا!"

"اور غالباً اس دفتر میں وہ تمہارا آخری دن ہوگا!....." عمران چیونگم کچلتا ہوا بولا!

فیاض کچھ دیر خاموشی سے عمران کو گھورتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔" آخر تم چاہتے کیا ہو!"

"مرنے کے بعد صرف دو گز زمین!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر مغموم لہجے میں بولا۔" ہاتھی نہیں چاہتا، گھوڑا نہیں چاہتا..... محل دو محلہ نہیں چاہتا!"

پس مردن بنائے جائیں کے ساغر مری گلی کے
لب جاں بخش کے بوسے ملیں گے خاک میں مل کے

شعر پڑھ چکنے کے بعد عمران نے ایک بڑی لمبی آہ بھری..... اور خاموش ہو گیا.....

روشی چائے کی ٹرے لئے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی فیاض خونخوار نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا..... لیکن روشی کو دیکھتے ہی اس کی مدد کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ چھوٹی میز کھینچ کر

درمیان میں رکھی اور روشی کے ہاتھوں سے ٹرے لے کر اس پر رکھنے لگا۔!

"اسے اپنا ہی گھر سمجھو!" عمران آنکھیں بند کر کے سر ہلانے لگا۔ چائے کے دوران میں زیادہ تر خاموشی ہی رہی!..... فیاض اور روشی نے دو ایک رسمی قسم کی باتیں کیں!

چائے ختم کرنے کے بعد فیاض نے ایک سگریٹ سلگائی اور اس کا موڈ یک لخت تبدیل ہو گیا! وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران اسے زندگی بھر باتوں میں اڑاتا رہے گا!

"ہاں! وہ بات تو رہ ہی گئی!" فیاض مسکرا کر بولا۔" ایک آرٹا مونوف کا سراغ مل گیا ہے!"

"مل گیا ناہاہا!" عمران پاگلوں کی طرح ہنسا!" میں پہلے ہی جانتا تھا کہ مل کر رہے گا!"

"ایک ہفتہ گزرا یہاں اسپین کی ایک ڈانسنگ پارٹی آئی ہے! آرٹا مونوف اسی کا ایک رکن ہے!"

"مگر آرٹا مونوف تو روسی نام ہے!" عمران بولا!

"کیا ہوا..... اسپین میں انقلاب روس کے مارے ہوئے بہتیرے آباد ہیں!"

"ہاں ٹھیک ہے.....!" عمران کچھ سوچنے لگا! پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔

"اس میں لڑکیاں بھی ہوں گی اور ایک مخصوص رقاصہ تو یقیناً ہو گی!"

"یورپ کی مقبول ترین رقاصہ..... مورنیا سلانیو!"

"مورنیا..... مورنیا..... سلانیو.....!"

عمران نے رک رک کر دہرایا! اسے یکلخت یاد آگیا کہ غزالی نے یہی نام لیا تھا سوفی صدی یہی! پلازا..... میں پروگرام ہو رہے ہیں! آج کے خصوصی پروگرام کا نام" جہنم کی رقاصہ" ہے..... **یہ مورنیا کا مشہور ترین رقص ہے!..... یورپ میں اسے خاصی مقبولیت حاصل ہوئی** ہے!..... وہ آگ میں ناچتی ہے!"

عمران کچھ نہ بولا! وہ کسی گہری سوچ میں تھا!.....

۱۲

رقص کا پروگرام آٹھ بجے سے شروع ہونے والا تھا!..... عمران نے ساڑھے سات بجے تک بہتیری معلومات فراہم کر لیں..... آرٹا مونوف پارٹی میں پیانسٹ تھا..... اور پارٹی پندرہ افراد پر مشتمل تھی جن میں سے پانچ لڑکیاں تھیں! انہیں میں مورنیا بھی شامل تھی..... پارٹی اسپین سے آئی تھی اور پورے ایشیا کا دورہ اس کے پروگرام میں شامل تھا!

عمران کو آرکسٹرا کا ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے رشوت دینی پڑی کیونکہ زیادہ تر سیٹیں

ایڈوانس بکنگ میں "مخصوص" ہوگئی تھیں!

پورا ہال بھر گیا تھا.... اور باہر "ہاؤز فل" کی تختی لگادی گئی تھی! لیکن پھر بھی لوگوں کا یہ عالم تھا کہ بکنگ ہاؤز کی بند کھڑکیوں پر ٹوٹے پڑ رہے تھے۔! آخر حالات اتنے نازک ہوگئے کہ پولیس کو مداخلت کرنی پڑی!

اندر ہال میں اسٹیج کا پردہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر دونوں گوشوں کی طرف کھسکتا چلا گیا۔ پورے اسٹیج پر آگ کی لپٹیں نظر آرہی تھیں، آگ مصنوعی نہیں بلکہ حقیقی تھی! کیونکہ اگلی نشستوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو سچ مچ جہنم کا مزہ آگیا تھا۔!

اسٹیج نشستوں کی سطح سے کافی بلند تھا! اس لئے اس بات کا اندازہ کرنا مشکل تھا کہ آگ پورے اسٹیج پر پھیلی ہوئی ہے یا درمیان میں کچھ جگہ خالی بھی رکھی گئی ہے! ویسے بادی النظر میں یہی معلوم ہوتا تھا کہ پورے اسٹیج پر آگ کی لپٹوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے!

اچانک سارا ہال موسیقی سے گونجنے لگا.... اور آگ کی لپٹوں کے درمیان ایک حسین چہرہ دکھائی دیا وہ بھی آگ ہی کا معلوم ہوتا تھا۔

آگ -- موسیقی.... اور آتشیں چہرے نے کچھ ایسی فضا پیدا کر دی کہ تماشائیوں کو رقص کے آغاز و اختتام کا احساس ہی نہ ہو سکا شاید ہی کوئی یہ بتا سکتا کہ رقص کتنی دیر تک ہوتا رہا تھا!

تالیوں کی گونج پر لوگ چونکے اور انہیں احساس ہوا کہ وہ مشینی طور پر تالیاں پیٹ رہے ہیں! اس میں ان کے ارادے کو دخل نہیں تھا!

متواتر ڈیڑھ گھنٹے تک اسٹیج پر آگ نظر آتی رہی اور اس اثناء میں مورنیا نے تین رقص پیش کئے! ایک میں وہ تنہا تھی اور دو رقص اس نے چار لڑکیوں کے ساتھ پیش کئے تھے۔

پروگرام کے اختتام پر گرین روم کے سامنے آدمیوں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا!.... وہ سب مورنیا کو قریب سے دیکھنے کے خواہش مند تھے۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ وہ کسی چور دروازے سے نکل کر اپنی قیام گاہ کی طرف بھاگے گی۔!

پلازا کی عمارت دو منزلہ تھی! نیچے ہال تھا اور اوپری منزل پر گرینڈ ہوٹل! مورنیا بھیڑ سے بچنے کے لئے ہوٹل ہی کو راہِ فرار بنا سکتی تھی! اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا!

ہوٹل کے دو زینے تھے۔ ایک تو سڑک پر تھا اور دوسرا گلی میں! عمران نے سڑک والے زینے کو بھی ذہن سے نکال دیا! دوسرے لمحے میں وہ گلی کی طرف بڑھ رہا تھا! گلی تپلی ضرور تھی لیکن تاریک نہیں تھی اور وہاں سچ مچ عمران کو ایک لمبی سی کار کھڑی دکھائی دی اور گلی میں اس کی موجودگی کی کوئی تک نہیں تھی۔! عمران بڑی تیزی سے گلی سے نکل کر اپنی ٹوسیٹر کے قریب آیا!

اور اسے یہ دیکھ کر بالکل حیرت نہیں ہوئی کہ اس میں کیپٹن فیاض براجمان ہے!

اسے شام ہی سے اس کا احساس تھا کہ کیپٹن فیاض اس کا تعاقب کر رہا ہے!

اس نے اس کی طرف دھیان دیئے بغیر دروازہ کھولا اور اسٹیرنگ کے سامنے بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کیا!.... پھر گاڑی پلازا کی عقبی گلی کی طرف رینگنے لگی! عمران اتنی بے تعلقی سے اسٹیرنگ کرتا رہا جیسے اسے اپنے قریب فیاض کی موجودگی کا علم ہی نہ ہو۔

"کدھر چل رہے ہو!" اچانک فیاض نے پوچھا اور عمران "ارے باپ!" کہہ کر اس طرح اچھل پڑا کہ گاڑی ایک دیوار سے ٹکراتے ٹکراتے بچی.... اوز پھر عمران کے حلق سے کچھ اس قسم کی آوازیں نکلنے لگیں جیسے وہ نیند کی حالت سے ڈر کر جاگ پڑا ہو!

"کیا بیہودگی ہے! گاڑی سنبھالو!" فیاض نے اسٹیرنگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا!

"نہیں! میری جیب میں کچھ نہیں ہے!" عمران رو دینے والی آواز میں بولا۔ "قسم لے لو بھائی!"

"او عمران کے بچے!"

"آں... ہائیں... تو یہ تم ہو! فیاض....!" عمران بڑبڑایا۔ "اگر میرا ہارٹ فیل ہو جاتا تو..."

"سچ کہتا ہوں کسی دن تمہاری ساری شیخی نکال دوں گا!" فیاض نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

عمران کچھ نہ بولا! اس نے اپنی ٹوسیٹر گلی میں کھڑی کر دی! وہ لمبی کار سے کافی فاصلے پر تھے اور ٹوسیٹر اندھیرے میں تھی! عمران نے انجن بند کر دیا۔

"یہاں کیوں آئے ہو!" فیاض نے پوچھا!

"تم سے عشق ہو گیا ہے مجھے!" عمران ایک ٹھنڈی آہ بھر کر سینے پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔ "بہت دنوں سے سوچ رہا تھا کہ اظہار عشق کر دوں.... لیکن ہمت نہیں پڑتی تھی.... آج پڑ گئی ہے کیوں کہ آج تم اپنی بیوی کو ساتھ نہیں لائے! -- ظالم سماج کے ڈر سے.... ارے باپ رے باپ.... مذہب کے ٹھیکیداروں کے ڈر سے.... اور وہ سب کیا ہوتا ہے.... وغیرہ وغیرہ وہی سب کچھ جو رومانی ناولوں میں ہوتا ہے.... وہ سب کچھ کہنے کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے تم سے پریم ہو گیا ہے.... آؤ ہم تم بہت دور بھاگ چلیں.... بہت دور.... مثلاً قطب شمالی یا قطب جنوبی یا قطب کی لاٹھ.... ہائیں میرے پیٹ میں یہ میٹھا میٹھا درد کیوں ہو رہا ہے.... شاید اسی کا نام محبت ہے کوفتہ.... ارے باپ رے باپ بھوک لگی ہے.... اور میں اس وقت کوفتے کھانا پسند کروں گا! فیاض مائی ڈیئر.... ہپ!.... شش شش.... خاموش!"

مورنیا زینوں سے اتر کر کار کی طرف بڑھ رہی تھی! اس کے ساتھ تین مرد بھی تھے!

اگلی کار کے گلی سے نکلتے ہی عمران کی ٹوسیٹر بھی آگے بڑھ گئی!.... فیاض خاموشی سے سب کچھ دیکھتا رہا! ٹوسیٹر اگلی کار کا تعاقب کر رہی تھی! فیاض نے مورنیا کو پہچانا نہیں تھا! کیوں کہ اس کے کوٹ کے کالر پر لگے ہوئے سمور کی بلندی اس کے کانوں کے اوپری حصے تک تھی!.... اور اس کے سر پر ہیٹ بھی تھا! عمران نے بھی محض اندازاً اسے مورنیا سمجھ لیا تھا! مگر یہ حقیقت تھی کہ اس نے اندازہ کرنے میں غلطی نہیں کی تھی۔

"ہاں پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کیا کہتی ہے!" عمران نے اچانک پوچھا!

"زہر -- اور پیشانی کا زخم!..!. زخم کے اندر چھوٹے چھوٹے سنگریزے ملے ہیں اور ان میں سے بعض تو ہڈی میں گھستے چلے گئے تھے! ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ سنگریزے کسی پریشر مشین سے پھینکے گئے ہوں.... اور نوعیت کے اعتبار سے وہ روش کی سرخ بجریوں سے مختلف ہیں ہیرے کی طرح کسی بلوریں پتھر کے سنگریزے سمجھ لو!"

"ہام تو.... میرا خیال غلط نہیں نکلا!"

"تمہارا خیال غلط کبھی نکلا ہے پیارے!" فیاض اس کی پشت پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

عمران کچھ نہ بولا! وہ بڑی سنجیدگی سے کسی مسئلے پر غور کر رہا تھا! تھوڑی دیر بعد فیاض نے کہا

"ہاں ایک دوسری خاص بات۔ جو نوعیت کے اعتبار سے عجیب ہے۔ وہ انگوٹھی اب بہت زیادہ پراسرار ہو گئی ہے۔"

"کیوں؟ پراسرار کیوں؟"

"کوٹ کے اندرونی جیب کا استر پھٹا ہوا نہیں تھا!.... کہیں بھی کوٹ میں کوئی رخنہ موجود نہیں ہے جس کے ذریعہ انگوٹھی اُپر اور.... استر کے درمیان پہنچ سکے! تم خود سوچو کہ ایسی صورت میں اس کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ انگوٹھی دیدہ دانستہ کوٹ کے اندر رکھوائی گئی تھی۔!"

"لیکن وہ نکالی کس طرح گئی تھی؟" عمران نے پوچھا۔

"کوٹ کے دامن میں خفیف سا شگاف دے کر!"

"ہام تو اچھا وہ کوٹ! اسے میرے پاس بھجوا دینا!"

"بھجوا دوں گا -- مگر اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے!"

"مقصد بتانے کی فیس مبلغ ساڑھے چار آنے ہوتی ہے!"

"یار عمران خدا کے لئے مذاق نہ کرو!"

"یہی جملہ اگر تم نے ناک پر انگلی رکھ کر کہا ہوتا تو تمہاری بیوی سیدھی میرے دفتر چلی آتی اور مجھے اس سے کافی فائدہ پہنچتا!"

"بکواس مت کرو" فیاض پھر اکھڑ گیا!

اگلی کار ہوٹل الاسکا کے سامنے رک گئی! مورنیا اور اس کے تینوں ساتھی اتر کر ہوٹل میں چلے گئے اور عمران اپنی گاڑی کافی فاصلہ پر روک کر فیاض کو وہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ ہوٹل کے پورچ میں بل کیپٹن تنہا کھڑا تھا اور وہ اس کے قریب سے گزر کر اندر گئے تھے عمران پورچ میں ہی رک کر بل کیپٹن سے غپ لڑانے لگا! باتوں ہی باتوں میں اس نے نہ صرف مورنیا کی اس ہوٹل میں رہائش کے متعلق معلوم کر لیا بلکہ یہ بھی پوچھ لیا کہ وہ اور اس کے ساتھی کن نمبروں کے کمروں میں ٹھہرے ہوئے ہیں!

مورنیا نے اپنی جائے قیام کے متعلق کوئی اعلان نہیں کیا تھا! اس لئے معدودے چند لوگ ہی اس کی رہائش گاہ سے واقف تھے! اس نے بل کیپٹن سے یہ بھی معلوم کر لیا کہ وہ کن اوقات میں ہوٹل میں ہوتی ہے!

واپسی پر فیاض نے اس سے پوچھا "یہ کس عورت کا تعاقب ہو رہا تھا!"

"ایک ایسی عورت کا جس کا شوہر اسے طلاق دینا چاہتا ہے اور میں طلاق کے لئے جواز تلاش کر رہا ہوں! سو پر فیاض! تم میرے بزنس کے معاملات میں ٹانگ مت اڑایا کرو سراغ رسانی میرا پیٹ نہیں بھرتی۔"

۱۳

دوسری صبح عمران نے ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ سے کیپٹن فیاض کو غزالی کے کوٹ کے لئے فون کیا! جواب میں فیاض نے بتایا کہ بہت زیادہ مشغول ہے۔ لیکن کسی نہ کسی طرح ایک گھنٹے کے اندر ہی کوٹ اسے بھجوا دے گا--!

عمران اپنے فلیٹ میں واپس آکر اس کا انتظار کرنے لگا! لیکن کوٹ سے پہلے لیڈی تنویر پہنچ گئی اس کا چہرہ ستا ہوا تھا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ ساری رات جاگتی رہی ہو!

"یس مائی لیڈی" عمران کرسی سے اٹھتا ہوا بولا!

"بیٹھو! بیٹھو!" لیڈی تنویر نے مضطربانہ انداز میں کہا" اور خود بھی ایک کرسی میں گر گئی۔

بوشی کچن میں ناشتہ تیار کر رہی تھی!"

"میں تم سے بہت کچھ کہنے آئی تھی مگر اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں! اب میں تم سے ایک کام اور لینا چاہتی ہوں!"

"توبہ توبہ!" عمران اپنے کان اینٹھ کر منہ پیٹتا ہوا بولا "آپ کام لینا چاہتی ہیں یا میرا کام تمام کرنا چاہتی ہیں!"

"میری بات تو سنو!"

"سنایئے صاحب!" عمران بے بسی سے بولا!

"ایک بوگس ڈاکٹر کے متعلق معلومات فراہم کرنی ہیں جو اسی معاملے میں سر تنویر کو بلیک میل کرنا چاہتا ہے۔ اس نے شاید انہیں غزالی کے دروازے پر دستک دیتے دیکھ لیا تھا--!"

عمران نے ایک طویل سانس لی! اس کے چہرے پر اطمینان نظر آنے لگا! جیسے کوئی بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا ہو!

"اچھا تو آپ دونوں ہی یہی چاہتے تھے کہ غزالی یہاں سے چلا جائے!"

"ہاں یہ درست ہے!" لیڈی تنویر نے جواب دیا!

"تو پھر آپ اب تک یہ کیوں ظاہر کرتی رہی تھیں کہ آپ یہ سب کچھ سر تنویر کے علم میں نہیں کر رہی ہیں!"

"ضرورت! اگر میں ایسا نہ کرتی تو تمہیں میرا کام مضحکہ خیز معلوم ہوتا اور تم غزالی کو چھوڑ کر میرے ہی پیچھے پڑ جاتے اور اگر میں یہ نہ کرتی تو پانچ ہزار کی پیش کش مسخرہ پن معلوم ہوتی! میں دراصل اپنے رویہ سے یہ ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ مجھے غزالی کی طرف سے بلیک میلنگ کا خدشہ ہے لیکن حقیقت یہ نہیں تھی!"

"پھر حقیقت کیا ہے۔!"

"کچھ بھی ہو! لیکن وہ ایسی نہیں ہے جس کی بناء غزالی کی موت میں ہمارا ہاتھ ہو سکے!"

"آپ نہیں بتانا چاہتیں!"

"میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ تم اس واقعہ کو بھول جاؤ! کوئی ایسی حرکت نہ کرو جس سے میرا راز طشت از بام ہو جائے.... اور اگر تم اس نقلی ڈاکٹر کو بھی روک سکو تو اس کی اجرت الگ! وہ بھی معمولی رقم نہ ہو گی سمجھے!"

"سمجھا اگر آپ دونوں یعنی آپ کے ساتھ سر تنویر بھی اس معاملے میں کسی ایک ہی مقصد کے تحت دلچسپی لے رہے ہیں تو میں مطمئن ہوں! لیکن ایک نہ ایک دن تو آپ کو اپنا راز مجھے بتانا ہی پڑے گا!"

"فضول باتیں چھوڑو اس نقلی ڈاکٹر کے لئے کیا کرو گے!"

"بھلا میں اسے کہاں ڈھونڈتا پھروں گا اور پھر اگر اس کی لاش سے بھی ملاقات ہو گئی تو خدا

کو کیا منہ دکھاؤں گا!"

"عمران.... بیٹے.... خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو۔!"

"اچھا تو جایئے!.... سر تنویر سے کہہ دیجئے گا کہ جیسے ہی ڈاکٹر پھر نظر آئے اسے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیں پھر میں سب کچھ دیکھ لوں گا! آپ.... مگر.... آپ.... مجھے سب کچھ بتائیں گی!"

"سر تنویر سے مشورہ لئے بغیر میں کچھ نہیں کہہ سکتی!.... ہاں تم اس بوگس ڈاکٹر والے معاملے کے لئے کتنا طلب کرو گے!"

"کچھ بھی نہیں۔ میں یہ نیک کام مفت کروں گا!...."

"میں تمہارے متعلق بہت کچھ معلومات فراہم کر چکی ہوں! تم آخر رحمان صاحب کی مرضی کے مطابق زندگی کیوں نہیں بسر کرتے!"

"وہ خود میری مرضی کے مطابق زندگی کیوں نہیں بسر کرتے...." عمران گھڑی کی طرف دیکھتا ہوا کھڑا ہو گیا اور پھر آہستہ سے بولا۔ "اب میں اجازت چاہوں گا!"

لیڈی تنویر چلی گئی! لیکن اس نے عمران کے اس رویہ پر بہت برا سا منہ بنایا تھا!

عمران میز پر طبلہ بجانے لگا! پھر چونک کر روشی کو آواز دی۔

تھوڑی دیر بعد دونوں ناشتہ کر رہے تھے.... روشی کچھ اکھڑی اکھڑی نظر آ رہی تھی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ برس پڑنے کے لئے کوئی بہانہ تلاش کر رہی ہو!

ناشتے کے دوران ہی میں کیپٹن فیاض کا آدمی غزالی کا کوٹ لے کر آیا اور واپس بھی چلا گیا!

"کاروبار تو اچھا چل رہا ہے!" عمران نے روشی سے کہا تھا اور روشی نے جواب میں زمین و آسمان ایک کر دیئے! عمران کی شخصیت کا کوئی پہلو ایسا نہیں بچا جس پر روشی نے نکتہ چینی نہ کی ہو۔

"پرواہ نہ کرو!" عمران بڑبڑایا "ایک دن تم بھی اس کی عادی ہو جاؤ گی۔"

"نہیں میں تنہائی میں پاگل ہو جاؤں گی! تم مجھے اپنے دوستوں سے کیوں نہیں ملاتے!"

"ملاؤں گا.... ذرا حالات درست ہو جانے دو.... اچھا.... ہپ.... اب میں کام کرنا چاہتا ہوں!"

عمران نے کہا اور غزالی کا کوٹ الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا دامن میں نیچے کی طرف ایک چھوٹا سا شگاف تھا۔ جو غالباً انگوٹھی کے اندر سے نکالنے کے لئے بنایا گیا تھا بہر حال کوٹ کا اچھی طرح جائزہ لینے پر فیاض کے بیان کی تصدیق ہو گئی فی الحقیقت دوسرا کوئی ایسا سوراخ موجود نہیں تھا جس سے انگوٹھی استر اور اپر کے درمیان پہنچ سکتی ہو.... پھر وہ انگوٹھی اندر کس طرح پہنچی!

عمران سوچنے لگا کہ دوسری صورت یہی ہو سکتی ہے کہ وہ دیدہ دانستہ اپر اور استر کے درمیان

رکھوائی گئی ہو؟ مگر مقصد۔۔۔۔؟ کیا خود انگوٹھی کی حفاظت! مگر انگوٹھی فیاض کے بیان کے مطابق زیادہ قیمتی نہیں تھی! اس پر کوئی نگینہ بھی نہیں تھا! نگینہ کی جگہ مسطح تھی اور اس پر "غزالی" کندہ تھا! وہ سوچ رہا تھا کہ انگشتری پر نام کندہ کرانا بھی۔۔۔۔ کم از کم موجودہ دور میں رائج نہیں ہے۔۔۔۔ پھر مقصد؟۔۔۔۔

وہ کافی دیر تک خیالات میں ڈوبا رہا پھر اس نے غزالی کے کوٹ کا استر ادھیڑنا شروع کردیا۔۔۔ دیر ضرور لگی لیکن محنت ضائع نہیں ہوئی۔۔۔ سینے پر بکرم کی جگہ۔۔۔ ٹریسنگ کلاتھ لگا ہوا دیکھ کر عمران چونکا۔۔۔ اور پھر دوسرے ہی لمحہ میں اس نے ایک طویل سانس لی۔۔۔! ٹریسنگ کلاتھ پر سیاہ رنگ کی تحریر تھی۔۔۔۔

عمران اسے پڑھتا رہا۔۔۔ اور اس کے ہونٹ بھنچتے رہے!۔۔۔۔

تحریر پڑھ چکنے کے بعد اس نے ٹریسنگ کلاتھ کے ٹکڑے کو بڑی احتیاط سے میز کی دراز میں رکھ دیا اور بائیں طرف کا استر ادھیڑنے لگا۔۔۔ ادھر بھی بکرم کی بجائے ٹریسنگ کلاتھ ہی نکلا۔ لیکن یہ بالکل سادہ تھا۔۔۔ عمران نے اسے بھی نکال کر دراز میں ڈال دیا!

روشی بیکار بیٹھی تھی!۔۔۔ اس نے ایک بار پھر عمران سے اپنی اکتاہٹ کا تذکرہ کیا!

"ہاں واقعی" عمران مسکرا کر بولا۔ "بیکاری آدمی کو بیمار ڈال دیتی ہے! اچھا تو بیکار مت بیٹھو! اس کوٹ کا استر دوبارہ سی ڈالو!"

"تم نے اسے ادھیڑا کیوں اور یہ کس کا ہے!" روشی نے پوچھا! وہ اس وقت کمرے میں موجود نہیں تھی جب عمران نے اس کا استر ادھیڑ کر ٹریسنگ کلاتھ نکالا تھا!۔۔۔۔

"میرا ہی ہے!" عمران نے سنجیدگی سے کہا! "میں ہمیشہ پرانے کوٹ خرید کر پہنتا ہوں اس طرح کئی عدد کوٹ ہو جاتے ہیں اور یہ تو تم جانتی ہی ہو کہ ہر روز کوٹ تبدیل کرنے والے ہمیشہ بڑے آدمی ہوا کرتے ہیں!"

۱۴

اسی شام کو عمران پھر پلازا میں جا پہنچا!۔۔۔ لیکن آج اس کے ساتھ اس کا دوست پروفیسر بھی تھا! وہی جس سے عمران نے سگریٹ کے پیکٹ پر پنسل سے کیے ہوئے دستخط پڑھوائے تھے! آرکسٹرا کے ٹکٹوں کا انتظام پہلے ہی سے کر لیا گیا تھا۔۔۔ اور اس بات کا خاص خیال رکھا گیا تھا کہ پچھلی نشستوں کی قطار میں جگہ ملے!

"مگر آج غالباً معرکتہ الآرا رقص نہیں ہوگا!" پروفیسر نے کہا! "وہی آگ والا!"

"پرواہ نہیں!" عمران سر ہلا کر بولا "بس جیسے ہی میں ریڈی کہوں! اپنے ہوش و حواس سنبھال لینا۔۔! سمجھے!"

"لیکن آخر اس حرکت سے فائدہ ہی کیا!۔۔۔ اگر پکڑے گئے تو۔۔۔ تم خود سوچو۔۔۔ میری کتنی بدنامی ہوگی! ایک نہیں میرے درجنوں اسٹوڈنٹ ہال میں موجود ہوں گے!"

"اس صورت میں قطعی یہ نہ ظاہر ہونے پائے گا کہ تم میرے ساتھ ہو! بس پیارے۔۔۔!"

"تم سے پیچھا چھڑا لینا آسان کام نہیں ہے!" پروفیسر نے بے بسی سے کہا۔۔ رقص شروع ہوا۔۔۔ وہ بڑے سکون کے ساتھ لطف اندوز ہوتے رہے۔۔!

چوتھے سیٹ کا آغاز ہوتے ہی عمران نے پروفیسر کی طرف جھک کر آہستہ سے ریڈی کہا۔۔۔ اور پروفیسر سنبھل کر بیٹھ گیا۔۔۔ مورنیا اسٹیج پر ایک طربیہ رقص پیش کر رہی تھی! اچانک ایک چمگادڑ اس کے چہرے سے ٹکرائی اور وہ بے تحاشا چیخ مار کر پس منظر کے پردے پر الٹ گئی چمگادڑ پہلے تو نیچے گری پھر اسٹیج سے اڑ کر "ٹچک ٹچک" کرتی ہوئی ہال کے تاریک گوشوں میں چکر لگانے لگی! پردہ فوراً ہی گرا دیا گیا اور سارا ہال تماشائیوں کے شور سے گونجنے لگا!۔۔۔ ادھر پروفیسر عمران سے کہہ رہا تھا!

"تم آدمی ہو یا جادوگر!۔۔۔ تم نے آخر اسے کس طرح پھینکا کہ مجھے بھی احساس نہ ہو سکا!"

"اسے چھوڑو" عمران بولا۔ "یہ بتاؤ کہ وہ کس زبان کی الفاظ تھے"

"جرمن!" پروفیسر نے کہا۔ "اور اردو میں ان کا مفہوم "خدا غارت کرے" کے علاوہ اور کسی دوسرے الفاظ میں نہیں ادا ہو سکتا!"

"تمہیں یقین ہے کہ جرمن ہی کے الفاظ تھے!"

"سو فیصدی" پروفیسر بولا!

"شکریہ! دوست تمہیں میری وجہ سے خاصی تکلیف اٹھانی پڑی!"

"مگر آخر اس کا مقصد کیا تھا!"

"کچھ نہیں بس ایک تجربہ۔۔۔ اور اب یہ حقیقت مجھ پر واضح ہو گئی ہے کہ ہر آدمی بے خبری اور خوف کی حالت میں ہمیشہ اپنی مادری زبان بولتا ہے۔۔۔ سبحان اللہ۔۔۔ کیا قدرت کے کارخانے ہیں۔۔۔ قربان جائیے۔۔۔!"

"میں اب بھی نہیں سمجھا!"

"یہ بیچاری حقیقتاً جرمن ہے مگر خود کو اطالوی ظاہر کرتی ہے!"

"اوہو!۔ اچھا!" پروفیسر نے حیرت سے کہا" تب تو تجربہ واقعی بہت کامیاب رہا میں سمجھا تھا کہ تم پر وہی طالب علمی کے زمانے والا لفنگا پن سوار ہو گیا ہے-- مگر عمران کیا چکر ہے.... کوئی خاص بات.... آہا میں یہ بھول ہی گیا تھا کہ تم آج کل سی بی آئی میں کام کر رہے ہو!...."

"کبھی کر رہا تھا۔ اب استعفیٰ دے دیا ہے! نہیں اس تجربے کا تعلق کسی اہم واقعہ سے نہیں تھا! بس یونہی خیال پیدا ہوا تھا کیوں کہ اس عورت کے خدوخال اطالویوں جیسے نہیں ہیں۔ لہٰذا میں نے کہا یہ تجربہ بھی ہو جائے۔"

"مگر پھر آخر اس نے یہ ڈھونگ کیوں رچایا ہے!" پروفیسر کچھ سوچتا ہوا بڑبڑایا۔

"یہ بھی کوئی خاص بات نہیں!" عمران نے لاپروائی سے کہا" جنگ عظیم کے بعد سے یورپ میں جرمنوں کی طرف سے عام بیزاری پائی جاتی ہے.... لہٰذا خود کو جرمن ظاہر کر کے وہ اتنی زیادہ مقبول نہ ہو سکتی!"

پروفیسر کچھ نہ بولا.... عمران نے بڑی خوبصورتی سے بات بنائی تھی!

۱۵

ہوٹل الاسکا میں ایک ہفتہ قبل بکنگ کرائے بغیر کمرہ حاصل کر لینا آسان کام نہیں تھا لیکن عمران کو اس کے بے تکلف احباب بھوت بھی کہتے تھے، لہٰذا وہ بھوت ہی ٹھہرا اس نے ایک چھوڑ دو کمرے حاصل کئے۔ ایک اپنے لئے اور ایک روشی کے لئے! اور اسی کاریڈر میں حاصل کئے جس میں مورنیا سلانیو اور اس کے ساتھیوں کے کمرے تھے!

روشی اب اسکرٹ کی بجائے فراک اور شلوار میں رہتی تھی! کبھی کبھی جمپر اور غرارے میں بھی نظر آجاتی تھی! اسے مشرقی لباس بہت پسند تھے اور محض مشرق اور مغرب کے اس امتزاج کی بناء پر مورنیا کی پارٹی کے مرد اس میں بہت زیادہ دلچسپی لینے لگے تھے جب روشی ان میں متعارف ہو گئی تھی تو عمران کیسے نہ ہوتا!.... اس نے بہت جلد ان پر اپنی حماقت کا سکہ جما لیا! خاص طور پر مورنیا کے لئے تو وہ ایک ایسا لطیفہ تھا جس کے بغیر کھانے کی میز پر بے رونقی سی رہتی تھی۔

دوسری طرف اس کی پارٹی کے مردوں کا خیال تھا کہ اگر انہیں ایسے ہی دو چار بیوقوف قسم کے شوہر اور مل گئے تو ان کا وقت کافی دلچسپیوں میں گذرے گا۔

بہر حال عمران ان لوگوں کو بہت قریب سے دیکھ رہا تھا!.... مورنیا اپنے ساتھیوں پر حکم

چلاتی تھی! بالکل اسی انداز میں جیسے وہ اِس کے ملازم ہوں اور ان سے ہمیشہ انگریزی میں گفتگو کرتی تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ سب مجموعی حیثیت سے انگریزی کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں سمجھ سکتے تھے! آرٹا مونوف پر عمران نے خاص طور پر نظر رکھی تھی! یہ ایک طویل القامت اور قوی الجثہ آدمی تھا۔ اس لئے چہرے کے دوسرے خدوخال کی مناسبت سے ٹھوڑی بہت زیادہ بھاری تھی اس لئے چہرہ بے ڈول سا معلوم ہوتا تھا چلنے کا انداز کچھ ایسا تھا کہ ہلکی سی لنگڑاہٹ کا شبہ ہوتا تھا! حالانکہ وہ حقیقتاً لنگڑاہٹ نہیں تھی!

آج عمران پھر مورنیا کی بے خبری میں اس کا تعاقب کر رہا تھا وہ اپنے سارے ساتھیوں سمیت ایک بڑی سی اسٹیشن ویگن میں سفر کر رہی تھی اور ایک مقامی آدمی بھی ان کے ساتھ تھا!.... رات کے دس بجے تھے اور وہ پلازا کے پروگرام ختم کر کے واپس ہوئی تھی! مگر اسٹیشن ویگن ان راستوں پر نہیں چل رہی تھی جو ہوٹل الاسکا کی طرف جاتے تھے۔

عمران کی ٹوسیٹر تعاقب کرتی رہی! عمران تنہا ہی تھا....

پھر اسٹیشن ویگن ایک ایسی بستی میں داخل ہوئی جہاں زیادہ تر اونچے طبقے کے لوگ آباد تھے.... اور یہاں دور دور تک شاندار عمارتیں پھیلی ہوئی تھیں!.... لیکن آبادی گھنی نہیں تھی!.... ہر عمارت الگ حیثیت رکھتی تھی اور ایک سے دوسری کے درمیان میں کچھ نہ کچھ فاصلہ ضرور تھا.... بستی کے باہر دو اطراف میں جنگلوں اور کھیتوں کے سلسلے تھے۔

اسٹیشن ویگن ایک عمارت کے سامنے رک گئی! عمران بہت زیادہ احتیاط برت رہا تھا!.... اس نے اپنی کار کی ہیڈ لائیٹس پہلے ہی سے بجھا رکھی تھیں!....

دو تین آدمی اسٹیشن ویگن سے اترے اور پھر سب ہی نیچے آگئے! وہ گاڑی سے کوئی بہت وزنی چیز اتارنے کی کوشش کر رہے تھے اور اسے نیچے اتارنے میں تاخیر کا سبب عمران کی سمجھ میں نہ آسکا جب کہ بیک وقت کئی آدمی کوشش کر رہے تھے! آخر تھوڑی ہی دیر بعد حقیقت واضح ہو گئی! انہوں نے ایک بہت بڑا گٹھڑ اتارا.... لیکن انہیں اسے پھر زمین پر ڈال دینا پڑا اور دو تین آدمی اسے دبائے رہے بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی جاندار چیز ہو اور انہیں اس بات کا خدشہ ہو کہ اگر وہ اسے دبائے نہ رہے تو وہ ان کے قبضے سے نکل جائیگی۔

بدقت تمام وہ اسے اٹھا کر سامنے والی عمارت میں چلے گئے۔

عمران نے مضطربانہ انداز میں اپنے شانوں کو جنبش دی--!

چند لمحے اسی جگہ کھڑا رہا.... پھر بڑی تیزی سے ایک سمت چلنے لگا! اسے یاد آگیا تھا کہ اس بستی میں ایک سرکاری ہسپتال تھا جہاں پبلک کے استعمال کے لئے ٹیلیفون بوتھ بھی بنا ہوا ہے!

اس نے بوتھ میں داخل ہو کر بڑی تیزی سے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کئے۔۔۔۔ اسے یقین تھا کہ وہ اس وقت گھر ہی پر ہو گا کیونکہ اس کی بیوی ان دنوں بیمار تھی۔

"ہیلو! فیاض--! میں عمران بول رہا ہوں۔۔۔۔ روپ نگر سے۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔ اور میں ثریا لاج میں غیر قانونی طور پر داخل ہونے جا رہا ہوں! اگر تم چاہو تو تمہیں ایک گھنٹے بعد وہاں میری لاش تیار ملے گی۔۔۔۔ ہپ اگر اس سے پہلے پہنچ گئے تو ہو سکتا ہے کہ غزالی کے قاتلوں کا دیدار کر سکو!"

"سمجھ گئے نا۔۔۔ ہاں!۔۔۔ بس۔۔۔۔ ختم!"

عمران ریسیور ہک سے لگا کر پھر باہر آ گیا اور بہت تیزی سے اپنی کار کی طرف واپس جا رہا تھا! کار کے قریب پہنچ کر اس نے اس کی اسٹپنی کھولی اور اندر ہاتھ ڈال کر کچھ ٹٹولنے لگا!۔۔۔ اس اسٹپنی میں دنیا بھر کی بلائیں بھری رہتی تھیں اور عمران اسے ہمیشہ مقفل رکھتا تھا!۔۔۔۔

۱۶

مورنیا سلانیو اس وقت عورت نہیں معلوم ہو رہی تھی۔۔۔۔ اور نہ اس کے خدوخال میں نسوانیت کا شائبہ رہ گیا تھا!۔۔۔۔ وہ اس دیسی آدمی کو بھوکی شیرنی کی طرح گھور رہی تھی جو اس کے سامنے ایک کرسی میں رسی سے جکڑا بیٹھا تھا!۔۔۔۔ اس کے علاوہ ایک دیسی آدمی اور بھی تھا۔۔۔۔ لیکن وہ مورنیا کے آدمیوں کے ساتھ تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑا بے تعلقانہ انداز میں سگریٹ کے ہلکے ہلکے کش لے رہا تھا!۔۔۔۔

"بتاؤ!" مورنیا گرجی! "ہڑتال کیوں ناکامیاب ہوئی تھی۔"

"میں نہیں جانتا!" کرسی میں بندھے ہوئے آدمی نے جواب دیا۔

"آرٹا مونوف۔۔۔!" مورنیا نے آرٹا مونوف کی طرف دیکھے بغیر اسے مخاطب کیا!

"ہاں مادام!"

"اس کے بازوؤں پر خنجر کی نوک سے انقلاب لکھو!"

آرٹا مونوف جیب سے ایک بڑا سا چاقو نکال کر دیسی کی طرف بڑھا اور دیسی ہذیانی انداز میں چیخنے لگا "تم مجھے خوف زدہ نہیں کر سکتے۔۔۔۔ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔۔۔۔"

آرٹا مونوف نے چاقو کی نوک اس کے بازو میں اتار دی۔۔۔۔ دیسی نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے اب وہ خاموش ہو گیا تھا۔۔۔۔ بالکل بے حس و حرکت۔۔۔۔ صرف اس کی آنکھوں سے

تکلیف کے احساس کا اظہار ہو رہا تھا!۔۔۔۔

"بس اب ہٹ جاؤ!" مورنیا بولی!۔۔۔۔

آرٹا مونوف نے چاقو ہٹا لیا!۔۔۔۔ دیسی کی آستینوں سے خون کی بوندیں ٹپک رہی تھیں!

"اب بتاؤ" مورنیا نے اسے مخاطب کیا!

"ہاں۔۔۔۔ اب میں ضرور بتاؤں گا۔۔۔۔! سنو!" دیسی دانت پیس کر بولا! "میں تمہارے ساتھ تھا۔ میں اپنی زندگی سے کھیلا ہوں! میں نے تمہارے لئے کیا نہیں کیا!۔۔۔۔ لیکن اب تمہاری پول کھل چکی ہے!۔۔۔۔ تمہاری تنظیم کا دعویٰ ہے کہ ساری دنیا کے آدمیوں کی بہی خواہ ہے! لیکن یہ دعویٰ ایک کھلا ہوا جھوٹ ہے!۔۔۔۔ تمہاری تنظیم ساری دنیا میں ایک مخصوص قسم کا انقلاب لانا چاہتی ہے۔ محض اس لئے کہ دنیا کے کسی گوشے میں اس کے مخالف نہ رہ جائیں۔۔۔ اور وہ ملک ساری دنیا پر اپنی چودھراہٹ قائم کرے جو اس تنظیم کا مرکز ہے!۔۔۔۔"

"آرٹا مونوف!" مورنیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا! "اس کی ران پر انقلاب لکھو!"

آرٹا مونوف نے اس کی رانوں پر چاقو کی نوک سے وہی عمل شروع کر دیا--!

دیسی اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے پتھر کے بت کی طرح مورنیا کو گھور رہا تھا!

"اب کیا کہتے ہو!" مورنیا نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"میں تم پر تھوکتا ہوں!" دیسی نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا "تم سچ مچ جہنم کی رقاصہ ہو!"

"آرٹا مونوف اس کے داہنے کان کا نچلا حصہ کاٹ دو!" مورنیا نے اتنے پر سکون انداز میں کہا جیسے وہ اسے انعام دلوا رہی ہو!

آرٹا مونوف نے اس کے داہنے کان کی لو اڑا دی! دیسی اپنی چیخ کسی طرح نہ روک سکا!

مورنیا خاموشی سے اسے دیکھتی رہی پھر اس نے آرٹا مونوف کو الگ ہٹ جانے کا اشارہ کیا! دیسی کے کان سے خون کی دھار نکل کر گردن پر پھیل رہی تھی!

"تم اپنی زندگی سے کیوں بیزار ہو!" اس دیسی نے کہا جو دور کھڑا سگریٹ پی رہا تھا!

"بھائی!" زخمی کراہا "خدا تمہیں عقل دے۔۔ ایک دن تمہارا بھی یہی حشر ہونے والا ہے۔۔۔ مگر اس وقت چاقو تمہارے اپنے ہی کسی بھائی کے ہاتھ میں ہو گا!۔۔۔ ملک و قوم سے غداری کرنے والے کا یہی انجام ہونا چاہئے۔۔۔۔ اور میں تو خوش ہوں کہ مجھے انہیں لوگوں کے ہاتھوں سزا مل رہی ہے۔ جنہوں نے مجھے بہکایا تھا!"

"خاموش رہو!" مورنیا چیخی! "تمہاری ہڈیوں پر سے ایک ایک بوٹی کر کے گوشت اتارا جائے گا!"

"یہ بھی کر کے دیکھ لو..... لیکن تمہیں ہڑتال کی ناکامی کے اسباب نہیں معلوم ہو سکیں گے۔!تم مجھے مار ڈالو تب بھی....!"

"آرتا مونوف---!دوسرے کان کی لو بھی اڑا دو!"

اس بار دیسی کے منہ سے ایک طویل چیخ نکلی اور وہ بیہوش ہو گیا!

"موسیو!ارشاد....!" مورنیا نے دوسرے دیسی کو مخاطب کیا!

"ہاں--مادام!"

"اب کیا صورت اختیار کی جائے!"

"کوئی بھی نہیں.... وہ ہرگز نہیں بتائے گا!"

"خیر.... پرواہ نہیں!" مورنیا نے لاپروائی سے کہا"آرتا مونوف!اسے ختم ہی کر دو!"

آرتا مونوف۔ بیہوش آدمی کی طرف پھر بڑھا۔

"ٹھہرو!"ارشاد چیخا!....اس کے داہنے ہاتھ میں ریوالور تھا اور وہ اچھل کر دور جا کھڑا ہوا تھا!

"کیا مطلب!" آرتا مونوف پلٹ کر غرایا۔

"تم سب اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو.... اس سے پہلے میں مروں گا میں نے تمہارے انقلاب کی تصویر دیکھ لی... اور اب میں بھی اس پر لعنت بھیجتا ہوں.... کاش میں اس کی جگہ ہوتا!"

"موسیو!ارشاد تم پاگل ہو گئے ہو!" مورنیا نے مسکرا کر کہا!

"نہیں اب ہوش میں آیا ہوں!پاگل تو پہلے تھا!.... بہتری اسی میں ہے کہ اسے کھول دو! اور میں اسے یہاں سے لے جاؤں۔ کیونکہ میری ہی بدولت یہ تمہاری گرفت میں آیا تھا۔!"

"آرتا مونوف!موسیو ارشاد کا کہنا مانو!" مورنیا نے نرم لہجے میں کہا!

آرتا مونوف جھک کر رسی کی گرہیں کھولنے لگا!....

یہ ایک نفسیاتی لمحہ تھا!.... ارشاد کی تمام تر توجہ آرتا مونوف کی طرف تھی اور وہ اس لمحہ بھول گیا تھا کہ وہاں کئی دوسرے آدمی بھی ہیں"اچانک مورنیا کے ساتھیوں میں سے ایک نے ارشاد پر چھلانگ لگائی ایک فائر ہوا اور سامنے والی دیوار کا بہت سا پلاسٹر ادھڑ کر فرش پر آرہا! ریوالور ارشاد کے ہاتھ سے نکل کر کئی فٹ اونچا اچھل گیا!.... وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ پڑے تھے!ارشاد اس غیر ملکی سے زیادہ طاقت ور نہیں معلوم ہوتا تھا!

"نخیلوف!گلا گھونٹ دو اس کا!" مورنیا نے قہقہہ لگایا۔

لیکن اچانک خود اس کے حلق سے پھنسی ہوئی آوازیں نکلنے لگیں!.... کیوں کہ اس کی گردن میں دیکھنے والوں کو ایک پھندا پڑا ہوا نظر آیا.... رسی کا دوسرا سرا روشن دان تک پہنچ کر

غائب ہو گیا تھا۔ وہ بوکھلا کر اس کی طرف دوڑے حتیٰ کہ وہ آدمی بھی اچھل کر الگ ہٹ گیا جو ارشاد سے گتھا ہوا تھا مورنیا کے پیر زمین سے تقریباً ایک بالشت اونچے تھے اور اس نے دونوں ہاتھوں سے رسی پکڑ رکھی تھی ورنہ اس کی گردن کبھی کی ٹوٹ چکی ہوتی.... گردن پر پھندے کا زور نہیں پڑ رہا تھا!.... وہ اسی طرح لٹکی ہوئی ہسٹریائی انداز میں چیختی رہی!

۱۷

عمران نے رسی کا دوسرا سرا اوپری منزل کے ایک ستون کے گرد لپیٹ کر گرہ لگا دی تھی! عمارت میں ان لوگوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا.... اور اس نے یہ حرکت محض!اس لئے کی تھی کہ وہ انہیں اس چکر میں پھنسا کر نہایت اطمینان سے ان کے باہر نکلنے کے سارے راستے مسدود کر دے!

اور در حقیقت ہوا بھی یہی! وہ سب مورنیا کو پھندے سے نجات دلانے کی کوشش میں مصروف ہو گئے اور عمران نے نیچے اتر کر اس کمرے کے سارے دروازوں کو باہر سے بند کرنا شروع کر دیا۔ اندر والوں کو اس کی خبر بھی نہ ہو سکی!اب ایسی صورت میں عمران ان سے تنہا بھی نپٹ سکتا تھا۔ لیکن اس نے اس قسم کی کوئی حرکت نہیں کی....!اگر وہ اب بھی محکمہ سراغرسانی سے باقاعدہ طور پر منسلک ہوتا تو شاید کچھ نہ کچھ کر بھی گزرا ہوتا اب تو اسے بہر حال کیپٹن فیاض کی آمد کا منتظر رہنا تھا۔

۱۸

"او گدھے.... آرتا مونوف!" مورنیا چیخی!"رسی کو کاٹتا کیوں نہیں!"

"او.... ہاں.... ٹھیک!" آرتا مونوف اس طرح اچھل پڑا جیسے ابھی تک سوتا رہا ہو دوسرے لمحے میں وہ ایک کرسی پر کھڑا ہو کر رسی کاٹ رہا تھا!

ارشاد کے ہاتھ سے نکلا ہوا ریوالور اب بھی فرش پر پڑا ہوا تھا!وہ کھسکتا ہوا اس تک پہنچ گیا!

ابھی رسی نہیں کٹی تھی کہ ایک فائر ہوا.... اور آرتا مونوف کرسی سے اچھل کر نیچے فرش پر آ پڑا!.... جھٹکا جو لگا تو آدھی کٹی ہوئی رسی ٹوٹ گئی اور اس چیز نے مورنیا کی جان بچا لی ورنہ دوسری گولی اس کے سینے میں پیوست ہوتی.... وہ بھی آرتا مونوف ہی کے قریب

گری... لیکن آرٹا مونوف پھر نہیں اٹھ سکا وہ دم توڑ رہا تھا کیوں کہ گولی اس کی پیشانی میں لگی تھی۔

ارشاد کا قہقہہ بڑا خوفناک تھا! لیکن اس نے تیسرا فائر نہیں کیا!

اس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر کسی کی ہمت نہ پڑی کہ وہ آگے بڑھتا! ارشاد دروازے کے قریب دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے اسے کچھ سجھائی نہ دے رہا ہو!

کٹی ہوئی رسی کا پھندا اب بھی مورنیا کی گردن میں تھا.... اور شاید اب اسے اس کا احساس ہی نہیں رہ گیا تھا اس کی آنکھوں میں اس وقت بڑی خوفناک قسم کی چمک نظر آ رہی تھی!....

"کتیا سنو!" اچانک ارشاد غرایا" یہاں اس ملک میں تمہارے ناپاک ارادے کبھی شرمندہ تکمیل نہیں ہو سکیں گے۔ یہاں کی فضاء میں ایسا معاشرہ زندہ ہی نہیں رہ سکتا جو خدا کے وجود سے خالی ہو اور اب تم بھی جاؤ...."

ارشاد نے جواب دیا، لیکن مورنیا اس سے پہلے ہی زمین پر گر چکی تھی! اس کی چیخ نے ارشاد کو دھوکے میں ڈال دیا! وہ نہیں دیکھ سکا کہ وہ فرش پر گر کر مردہ آرٹا مونوف کی جیبیں ٹٹول رہی ہے۔

"اور تم سب!" ارشاد نے مورنیا کے دوسرے ساتھیوں سے کہا" اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے رکھو یہ نہ سمجھنا کہ اس ریوالور میں اب صرف دو ہی گولیاں رہ گئی ہیں! میری جیب میں ابھی ایک اور ریوالور ہے.... یہ دیکھو اس نے دوسرا ریوالور جیب سے نکال کر انہیں دکھایا۔

مورنیا نے مردہ آرٹا مونوف کی جیب سے ایک عجیب وضع کی چیز نکالی تھی اس نے لیٹے لیٹے اس کا رخ ارشاد کی طرف کر دیا۔

۱۹

عمران سارے دروازوں کی مضبوطی کے متعلق اطمینان کر کے صدر دروازے کی طرف چل پڑا۔ وہ بہت بے صبری سے کیپٹن فیاض کا انتظار کر رہا تھا!

وہ ابھی صدر دروازے تک پہنچا بھی نہ تھا کہ اس نے فائروں کی آوازیں سنیں!.... اور وہ اندر کے کسی حصے سے آتی معلوم ہوتی تھیں!

وہ الٹے پاؤں واپس ہوا.... کچھ دور یونہی چلتا رہا پھر دوڑنے لگا اب اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا اسے پہلے ہی ان دونوں دیسیوں کا انتظام کر لینا چاہئے تھا! اس بار کے دونوں فائروں کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں ختم کر دیئے گئے! پھر جیسے ہی وہ اس کمرے کے دروازے تک

پہنچا اس نے تیسرے فائر کی آواز سنی اور ساتھ ہی مورنیا کی چیخ بھی سنائی دی!

دوسرے ہی لمحہ میں اس کی آنکھ دروازے کی جھری سے جا لگی!

سامنے سات آٹھ آدمی اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے کھڑے تھے!.... آرٹا مونوف کی لاش بھی دکھائی دی جس کے سر کے گرد بہت سا خون فرش پر پھیلا ہوا تھا!.... اور اس نے مورنیا کو اس کی جیب سے کوئی چیز نکالتے دیکھا ارشاد اسے نہیں دکھائی دیا کیوں کہ وہ اسی دروازے کے قریب دیوار سے ملا ہوا بیٹھا تھا! بیہوش دیسی اب بھی کرسی میں جکڑا ہوا تھا! عمران نے اندازہ کر لیا کہ دوسرا دیسی یقیناً زندہ ہے اور اسی نے سامنے والے آدمیوں کے ہاتھ اٹھوا رکھے ہیں!

لیکن مورنیا کی حرکت اس کی سمجھ میں نہ آ سکی! یہ بات تو پہلے ہی اس پر واضح ہو گئی تھی کہ فائر مورنیا پر کیا گیا تھا کیونکہ چیخ اسی کی تھی اور اس کے علاوہ اور کوئی دوسری عورت کمرے میں نہیں تھی--!

وہ سمجھا تھا کہ شاید مورنیا مردہ آرٹا مونوف کی جیب سے ریوالور نکال رہی ہے اور بے خبری میں اس آدمی پر فائر کر دے گی جس نے اس کے ساتھیوں کے ہاتھ اٹھوا رکھے ہیں۔

لیکن اس کی توقع کے خلاف مورنیا نے اس کی جیب سے سیاہ رنگ کا ایک چپٹا سا ڈبہ نکالا! جس کی لمبائی چھ انچ سے زیادہ نہ رہی ہو گی اور چوڑائی زیادہ سے زیادہ تین چار انچ! پھر اس نے اس کا ایک سرا دروازے کی طرف گھماتے دیکھا!

دفعتاً ایک خیال بجلی کی سی سرعت کے ساتھ۔ اس کے ذہن میں آیا اور وہ بے اختیار چیخنے لگا "روشی.... روشی ڈارلنگ.... تم کہاں ہو.... یہ آرٹا مونوف کتا تمہیں کہاں لے گیا!"

۲۰

مورنیا نے عمران کی آواز سنی اور ڈبہ اس کے ہاتھ سے گر گیا! ارشاد بھی اس کی آواز پر چونک پڑا تھا! اب اسے اس کا بھی احساس ہوا کہ مورنیا زندہ ہے اور اس نے اس سیاہ سی چیز کی بھی ایک جھلک دیکھی جو مورنیا کے ہاتھ سے گری! وہ بھی اسے ریوالور سمجھا!

"کھڑی ہو جاؤ مورنیا! ورنہ گولی مار دوں گا!" ارشاد چیخا--!

مورنیا بوکھلا کر کھڑی ہو گئی! ڈبہ آرٹا مونوف کی لاش پر پڑا ہوا تھا! "اپنے ساتھیوں کے ہاتھ انکے رومالوں اور ٹائیوں سے باندھ دو!" ارشاد بولا اور پھر اس نے ریوالور کا رخ دروازے کی طرف کرتے ہوئے کہا! "تم جو کوئی بھی ہو! باہر ہی ٹھہرو! اگر اندر آئے تو موت ملے گی!"

"میں اپنی بیوی کی تلاش میں ہوں!" عمران نے رو دینے کے لہجے میں انگریزی میں کہا "یہ لوگ اسے بہکا کر یہاں لائے ہیں!"

پھر اردو میں بولا "شاباش گھبرانا نہیں! میں سی آئی ڈی کا آدمی ہوں!..... ہو سکے تو وہ ڈبہ -- مگر نہیں اس پر صرف نظر رکھو! کوئی اٹھانے نہ پائے.... اور اپنا ریوالور ہٹا لو!"

"میں کیسے یقین کرلوں!" دھیمی آواز میں جواب ملا!

"اس کی گردن میں میں نے ہی پھندا ڈالا تھا!"

مورنیا کسی وحشت زدہ ہرنی کی طرح ارشاد کو گھور رہی تھی!

ارشاد نے دوسرے ریوالور کا دستہ مار کر چٹخنی گرادی اور عمران اس طرح اندر گھستا چلا گیا جیسے غیر متوقع طور پر دروازہ کھلنے کی بناء پر اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا ہو! اور پھر وہ آرنامونوف کی لاش پر گر پڑا.... اس پر سے اٹھا تو ڈبہ اس کی جیب میں داخل ہو چکا تھا۔

"کیا تم سب ہیجڑے ہو گئے ہو!" دفعتاً مورنیا نے اپنے آدمیوں کو للکارا.... اور پھر ایسا معلوم ہوا جیسے ان سب کی بیہوشی رفع ہو گئی ہو۔

دو فائر ہوئے۔ لیکن وہ آندھی کی طرح ارشاد پر گرے تھے ارشاد کے فائر خالی گئے تھے! عمران نے مورنیا کی گردن میں لٹکی ہوئی رسی کو پکڑ کر جھٹکا دیا اور وہ اس پر آگری! عمران اسے اس کے ساتھیوں کی طرف گھماتا ہوا چیخا! "ہٹ جاؤ۔ الگ ہٹ جاؤ ورنہ میں اسے مار ڈالوں گا!"

انہوں نے اس کی طرف دیکھا مگر پرواہ نہ کی! ارشاد نے پھر فائر کیا! ایک زخمی ہو کر گرا.... لیکن کب تک -- انہوں نے اسے جلد ہی بے بس کر کے دونوں ریوالور اپنے قبضے میں کر لئے....

دو ریوالوروں کی نالیں عمران کی طرف اٹھی ہوئی تھیں اور وہ مورنیا کی گردن دبوچے ہوئے کہہ رہا تھا! "فائر کرو! اس طرح پہلے یہ مرے گی بعد کو میری باری آئے گی.... ریوالور خالی کر کے میری طرف پھینک دو! ورنہ میں اس کا گلا گھونٹتا ہوں!"

عمران مورنیا سمیت پیچھے کی طرف کھسکتا ہوا دیوار سے آلگا تھا اور اب اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ اگر وہ اس پر فائر کریں گے تو پہلے مورنیا ہی شکار ہو گی!

"تم بالکل گدھے ہو!" ارشاد اردو میں بڑبڑا رہا تھا "سارا کھیل بگاڑ دیا۔"

"اگر میں کھیل نہ بگاڑتا تو تمہارا کھیل کبھی کا ختم ہو چکا ہوتا!"

اچانک بیشمار دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں عمارت میں گونجنے لگیں! پھر وہ لوگ سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ مسلح پولیس کے سپاہی اس کمرے میں گھس پڑے! دو تین فائر پھر کمرے میں

گونجے لیکن آنے والے تعداد میں ان غیر ملکیوں سے کہیں زیادہ تھے! دو کانسٹیبل زخمی ضرور ہوئے لیکن مجرموں میں سے ایک بھی بچ کر نہ نکل سکا!

پھر وہ عمران کی طرف متوجہ ہوئے اور عمران زور سے چیخا! "اے خبردار ادھر پردہ ہے۔"

۲۱

ابھی چار بجے تھے کہ عمران کی آنکھ کھل گئی! کوئی بڑی شدومد کے ساتھ فلیٹ کا دروازہ پیٹ رہا تھا! عمران کی للکار پر جو آواز آئی وہ کیپٹن فیاض کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی تھی!

عمران نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔

"کس مصیبت میں پھنسا دیا تم نے!" فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا!

"کیوں! کیا ہوا....؟"

"وہ آدمی جس کا نام تم نے ارشاد بتایا تھا.... وہ تو پاگل ہے پچھلے سال پاگل خانے میں بھی رہ چکا ہے! کئی پولیس آفیسروں نے اس کی تصدیق کی ہے وہ اب بھی پاگل ہے اور دن رات سڑکوں پر مارا مارا پھرتا ہے!"

"اچھا دوسرا زخمی آدمی!" عمران نے پوچھا!

"وہ تو واپسی پر راستے ہی میں مر گیا! مورنیا کہتی ہے کہ ارشاد نے خود کو ایشیائی رقصوں کا ماہر بتا کر اس کی پارٹی کو اس عمارت میں مدعو کیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے ایشیا کے چند قدیم رقصوں کے متعلق بتائے گا! اس کا بیان ہے کہ جب وہ کمرے میں پہنچی تو اسے اور اس کے ساتھیوں کو ایک بیہوش زخمی آدمی کرسی میں بندھا ہوا دکھائی دیا! پھر ارشاد نے ان سب سے کہا کہ اگر انہوں نے اس کی مرضی کے خلاف کیا تو ان کا بھی اسی آدمی کا سا حشر ہو گا! اس نے انہیں دھمکانے کے لئے دو ریوالور نکال لئے تھے! پھر مورنیا سے دوسرے کمرے میں تنہا چلنے کے لئے کہا۔ اس پر اس کے ساتھیوں کو غصہ آ گیا! ہنگامہ ہوا اور اس کے دو ساتھی ارشاد کی گولیوں کا نشانہ بن گئے اور پولیس پر بھی اسی نے گولی چلائی تھی!"

"اور تم اتنے ہی میں بور ہو گئے!" عمران جماہی لے کر بھرائی ہوئی آواز میں بولا!

"کیا تمہارے پاس ان کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت ہے!"

"ہاں مورنیا ایک ایسے ملک کی جاسوسہ ہے جو ساری دنیا پر اپنا تسلط چاہتا ہے!"

"ثابت کر سکو گے....!"

"کیوں نہیں!.... غزالی جنوبی افریقہ کی سیکرٹ سروس کا آدمی تھا!" عمران نے کہا اور میز کی دراز سے ٹریسنگ کلاتھ کا وہ ٹکڑا نکال کر فیاض کے سامنے ڈال دیا جو غزالی کے کوٹ کے اندر سے نکلا تھا۔ فیاض اسے دیکھنے لگا!

اس انگوٹھی کا مطلب یہی تھا کہ ضرورت پڑنے پر کوٹ ادھیڑ ڈالا جائے۔ دیکھو اس تحریر کے نیچے اس محکمے کی سرکاری مہر بھی موجود ہے جس سے غزالی کا تعلق تھا اور تم وہاں کی حکومت سے اس کی تصدیق بہ آسانی کر سکتے ہو! خود غزالی کو اس بات کا خدشہ تھا کہ مورنیا کے تعاقب کے سلسلے میں وہ اپنی زندگی بھی کھو سکتا ہے اس لئے اس نے یہ تحریر اپنے کوٹ میں اس طرح چھپا رکھی تھی اور اس کے مرنے کے بعد وہ انگوٹھی ہی اس تحریر تک دوسروں کی رسائی کر سکتی تھی! پوری تحریر پڑھو! خود ہی واضح ہو جائے گا! غزالی عرصے سے اس کے تعاقب میں رہا ہے وہ اس بات پر بھی شبہ کرتا ہے کہ مورنیا نسلاً اطالوی ہے! وہ لکھتا ہے کہ خواہ میری زندگی ہی کیوں نہ ختم ہو جائے میں مورنیا کے خلاف ٹھوس قسم کے ثبوت مہیا کئے بغیر چین سے نہیں بیٹھوں گا! وہ ایک ایسے ملک کی جاسوسہ ہے جو ایک مخصوص قسم کے انقلاب کے ذریعہ ساری دنیا پر اپنے تسلط کے خواب دیکھ رہا ہے! مورنیا ساری دنیا میں اپنے فن کا مظاہرہ کرتی پھرتی ہے! حالانکہ اس سیاحی کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ ساری دنیا میں اپنے ایجنٹ بناتی پھرے! اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ غزالی نے بھی مورنیا کے ساتھ کئی ملکوں کی سیاحت کی ہے اور پیارے فیاض.... اور کیا کیا بتاؤں! میں تو اس کیس میں محض مکھیاں مارتا رہا ہوں! یہ دراصل غزالی اور ارشاد کا کیس ہے۔ اس شہید کا کیس ہے جس کے جسم سے اس کی زندگی ہی میں کافی خون نکال لیا گیا تھا!

عمران نے ارشاد اور اس کے ساتھی کا واقعہ دہراتے ہوئے پوچھا "ارشاد کہاں ہے؟"

"حوالات میں! حالانکہ وہ چیخ رہا تھا کہ وہ پاگل نہیں ہے وہ بہت اہم رازوں کا انکشاف کرے گا۔ مگر ایس پی نے اسے حوالات میں ڈلوا دیا! مورنیا! اس وقت بھی ایس پی کے دفتر میں موجود ہے اور وہ اس کی دل دہی کر رہا ہے!"

"ارشاد بہت کچھ بتائے گا! وہ اس قابل ہے کہ اس کی پرستش کی جائے فیاض وہ ان سے بہتر ہے جو خود کو ملک و قوم کا محبّ کہنے کے باوجود بھی ان کے لئے کچھ نہیں کر سکتے!"

"اور کوئی ثبوت عمران.... جلدی کرو پیارے وقت کم ہے! ایس پی مجھ پر قہقہہ لگا رہا ہو گا!"

"اور وہ سنگ ریزے!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "جو پیشانی میں چھبے ہوئے تھے ان کے پھینکنے کا طریقہ ایک دلچسپ ایجاد ہے!"

عمران دیوار کی طرف بڑھا جہاں اس کا کوٹ ہینگر سے لٹکا ہوا تھا! پھر جیب سے وہ سیاہ رنگ کا چپٹا

سا ڈبہ نکال کر فیاض کی طرف بڑھاتا ہوا بولا "یہ ایک چھوٹی سی پریشر مشین ہے! ادھر آؤ تمہیں دکھاؤں!"

عمران نے ڈبے کو میز پر رکھ کر اسے کھول ڈالا۔ "یہ دیکھو اس بٹن کو دبانے سے ایک چھوٹا سا ٹریگر باہر نکل آتا ہے اور یہ دیکھو یہ وہ چھوٹی چھوٹی بیڑیاں.... ٹریگر دباتے ہی یہ بیڑیاں مشین سے کنکٹ ہو جاتی ہیں! مشین چل پڑتی ہے.... اور اس سوراخ سے سنگریزوں کی بوچھاڑ نکلنے لگتی ہے یہ خانہ دیکھو اس میں ان زہریلے سنگریزوں کی خاصی مقدار موجود ہے!...."

"بہت عمدہ!" فیاض عمران کی پیٹھ ٹھونکتا ہوا بولا "اب ہم نے میدان مار لیا!"

"اسے لے جاؤ!" عمران نے کہا! "لیکن احتیاط سے رکھنا.... ورنہ تمہاری بیوی طلاق لینے سے قبل ہی آزاد ہو جائے گی اور میری فرم کا خواہ مخواہ نقصان ہو گا!"

"مگر عمران! تم غزالی سے کیسے واقف ہو گئے تھے؟" فیاض نے پوچھا!

"محض اتفاق! وہ خود ہی مجھے مورنیا کا آدمی سمجھ کر مجھ سے بھڑ گیا تھا اور مورنیا نے سلانیو کا حوالہ بھی دیا تھا! پھر اسے اپنی غلط فہمی کا اعتراف کرنا پڑا بھلا میں کب اسے چھوڑنے والا تھا! میں نے اس کا تعاقب کر کے اس کی رہائش گاہ کا پتہ لگا لیا اس طرح دوسری صبح میں اس کی لاش پہچاننے میں کامیاب ہوا"

عمران نے لیڈی تنویر والے واقعے کا تذکرہ نہیں کیا۔!

"اور آرٹا مونوف!" فیاض نے پوچھا!

"آرٹا مونوف.... ہا.... وہ سگریٹ کی ایک خالی ڈبیہ کی وجہ سے پکڑا گیا!...."

عمران نے دوسرا واقعہ بھی دہرایا.... اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولا "اگر وہ اس مرض کا شکار نہ ہوتا تو عمران زندگی بھر سر پٹختا رہ جاتا۔ کیوں کہ وہ مورنیا سلانیو کا نام بھی بھول گیا تھا! یہ ایک بڑی واہیات عادت ہے! خواہ مخواہ اپنے دستخط بنانا۔ میں نے اکثر تمہیں بھی اس حرکت کا مرتکب ہوتے دیکھا ہے! تم اکثر بے خیالی میں اپنے ناخنوں اور ہتھیلی پر اپنے دستخط بنایا کرتے ہو!"

عمران کچھ دیر خاموش رہ کر پھر بولا! "ادھر غزالی نے اپنی تحریر میں مورنیا کی قومیت کے بارے میں شبہ ظاہر کیا ہے! وہ لکھتا ہے کہ اس کا نام اطالویوں جیسا ہے لیکن وہ حقیقتاً اطالوی معلوم نہیں ہوتی۔ لہٰذا میں نے اس کا تجربہ کیا اور مجھ پر حقیقت کھل گئی! وہ اطالوی نہیں بلکہ جرمن ہے!"

عمران نے چمگادڑ پھینکنے والی حرکت بیان کی اور کیپٹن فیاض بے تحاشہ ہنسنے لگا وہ اس وقت ضرورت سے زیادہ خوش نظر آ رہا تھا۔

"لیکن عمران!" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا" رپورٹ پھر بھی نامکمل رہے گی۔ آخر میں اس کے بارے میں کیا لکھوں گا کہ مجھے غزالی کی قیام گاہ کا پتہ کیسے معلوم ہوا تھا!"

"آں ہاں!" عمران کچھ سوچنے لگا!.... پھر بولا" ارشاد ہی کی ذات سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا! تم شروع ہی میں اسے اپنی رپورٹ میں جگہ دو۔ اس طرح کہ اس نے تمہارے پاس آکر مورنیا کی اصل شخصیت پر روشنی ڈالی اور اس کا بھی اعتراف کیا کہ وہ خود بھی اس کی جماعت کا ایک رکن ہے! لیکن تمہیں اس کے بیان پر یقین نہیں آیا.... اس پر اس نے غزالی کا حوالہ دے کر اس کا پتہ بتایا اور یہ بھی کہا کہ وہ جنوبی افریقہ کی سیکرٹ سروس کا آدمی ہے اور مورنیا کا تعاقب کر رہا ہے.... جس رات کو یہ گفتگو ہوئی اسی کی صبح کو غزالی کی لاش پائی گئی.... اور اس کے کوٹ سے برآمد ہونے والی انگشتری نے تمہیں اس کے کوٹ کو ادھیڑ ڈالنے پر مجبور کر دیا اس طرح تمہیں غزالی کی تحریر ملی پھر تم ارشاد کے بتائے ہوئے پتہ پر غزالی کی قیام گاہ کی تلاش میں روانہ ہوگئے وہاں تمہیں صفائی نظر آئی! لیکن وہ سگرٹوں کا خالی پیکٹ جس پر آرتا مونوف کے دستخط تھے ہاں غالباً سمجھ گئے ہو گے.... پھر تم اس سگریٹ کے پیکٹ سے مورنیا سلانیو تک پہنچ گئے!.... ارشاد پھر کل شام کو تمہارے پاس آیا اور اطلاع دی کہ آج رات کو ثریا لاج پر چھاپہ مارا جائے تو مجرم عین موقع پر گرفتار کئے جا سکتے ہیں کیوں کہ وہ مقامی جماعت کے ایک فرد کو اس کی ایک غلطی کی بناء پر سزا دیں گے--! چنانچہ تم نے چھاپہ مارا اور کامیاب ہوگئے!.... بس اب تم جا کر ارشاد کو پکا کر لو اور ہاں ارشاد سے یہ بھی کہلوا دینا کہ اسے غزالی کی شخصیت کا علم مورنیا ہی سے ہوا تھا! مورنیا نے اس سے کہا تھا کہ وہ غزالی سے ہوشیار رہے۔"

"جیو! عمران جیو!" فیاض ایک بار پھر اس کی پیٹھ ٹھونکنے لگا" بولو.... کیا مانگتے ہو.... جو کچھ کہو گے مل جائے گا.... بولو کیا مانگتے ہو!"

"دس ایسی مالدار عورتیں جو اپنے شوہروں سے طلاق چاہتی ہوں!" عمران نے سنجیدگی سے کہا اور فیاض ہنسنے لگا۔

۲۲

اب باقی بچے تھے سر تنویر اور لیڈی تنویر! عمران کو ان کی فکر تھی اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ کس طرح ان کا راز اگلوایا جائے۔

ٹھیک ایک بجے دن کو مقامی اخبارات کے ضمیمے بازار میں آگئے! ان میں غزالی اور مورنیا

سلانیو کی داستانیں شائع ہوئی تھیں! عمران نے سوچا کہ بس یہی وقت مناسب ہے لہٰذا وہ سر تنویر کے دفتر میں جا دھمکا--! سر تنویر اخبار ہی دیکھ رہا تھا عمران کا سامنا ہوتے ہی اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"اور سنائیے جناب کیا خبریں ہیں!" عمران بڑی بے تکلفی سے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا!۔

"تم.... بغیر.... اجازت.... یہاں!"

"اس کی پرواہ نہ کیجئے۔ اخبار میں نے بھی پڑھا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہاں غزالی کی شخصیت میں دلچسپی لینے والے صرف مورنیا کی جماعت ہی کے آدمی ہو سکتے ہیں!"

"نہیں.... یہ ضروری نہیں!" سر تنویر کی سانس تیزی سے چلنے لگی تھی۔

"لیکن میری شرافت بھی ملاحظہ ہو کہ میں نے اب تک پولیس کو آپ کے بارے میں مطلع نہیں کیا اور آپ کہہ رہے تھے کہ میں بلیک میلر ہوں!"

"تم کیا چاہتے ہو!" سر تنویر نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

"حقیقت بتا دیجئے! بس اتنا ہی کافی ہے!"

"اس سے تمہیں کیا فائدہ پہنچے گا!"

"بتانے سے آپ کو کیا نقصان پہنچے گا!" عمران نے سوال کیا!

سر تنویر کچھ سوچنے لگا! عمران نے محسوس کیا کہ اس کا چہرہ پھر بحال ہوتا جا رہا ہے اور آنکھوں کی صحت مندانہ چمک بھی عود کر آئی ہے!

دفعتاً سر تنویر اٹھتا ہوا بولا" اچھا تم بیٹھو.... میں لیڈی تنویر کی موجودگی میں کچھ بتا سکوں گا--! کیوں کہ اس کا تعلق ان کی ذات سے زیادہ ہے!"

"تو آپ چلے کہاں!" عمران اٹھتا ہوا بولا--! لیکن اتنی دیر میں سر تنویر دروازے سے نکل کر اسے باہر سے بند کر چکا تھا!.... عمران کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی!

دوسری طرف دوسرے کمرے میں سر تنویر فون پر جھکا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا۔" سائرہ، سائرہ.... میں نے اس بوگس ڈاکٹر کو اپنے آفس میں بند کر لیا ہے! تم عمران کو ساتھ لے کر فوراً آجاؤ.... آؤ.... جلدی کرو.... بہت جلدی!"

وہ اس کمرے سے نکل کر پھر اپنے دفتر کے سامنے آگیا! چپراسی کو اس نے پہلے ہی بھگا دیا تھا! عمران بڑے سکون سے اندر بیٹھا رہا! اور اس کے اس سکون پر سر تنویر کو بھی حیرت ہو رہی تھی۔ آدھا گھنٹہ گزر جانے کے بعد لیڈی تنویر بوکھلائی ہوئی وہاں آئی....

"وہ تو.... وہ تو.... نہیں مل سکا ڈارلنگ۔" اس نے ہانپتے ہوئے کہا" وہ ڈاکٹر کہاں ہے!"

سر تنویر نے دروازے کی طرف اشارہ کیا! لیڈی تنویر پنجوں کے بل اوپر اٹھ کر شیشوں سے اندر جھانکنے لگی!.... پھر اس نے ایک طویل سانس لی اور پلٹ کر پوچھا! کیا یہی ہے!"

سر تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور لیڈی تنویر بولی "دروازہ کھول دو۔"

"کیوں! کیوں!"

لیڈی تنویر نے کوئی جواب نہ دیا! وہ بے تحاشہ ہنس رہی تھی! پھر اس نے خود ہی دروازہ کھول دیا سر تنویر اس کے اس طرح ہنسنے پر بری طرح جھلا گیا۔ عمران لیڈی تنویر کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا تھا!

لیڈی تنویر پر گویا ہنسی کا دورہ پڑ گیا تھا! عمران بھی بے تحاشہ قہقہے لگانے لگا! لیکن وہ پاگلوں کی طرح ہنس رہا تھا!....

"اوہ یہ کیا لغویت ہے!" اچانک سر تنویر زور سے گرجا۔

لیڈی تنویر خاموش ہو گئی! لیکن عمران بدستور ہنستا رہا اور وہ اس طرح پیٹ دبا دبا کر ہنس رہا تھا جیسے سانس نہ سما رہی ہو!

لیڈی تنویر جیسی سنجیدہ عورت بھی دوبارہ ہنس پڑنے پر مجبور ہو گئی!

آخر اس نے بدقت تمام کہا "عمران.... یہی.... ہے"

"کیا.... عمران!" سر تنویر نے حیرت سے کہا.... اور پھر وہ بھی ہنسنے لگا۔

عمران اچانک سنجیدہ ہو گیا! بالکل ایسا ہی معلوم ہوا جیسے یک بیک کوئی مشین چلتے چلتے بند ہو گئی ہو.... اس پر ان دونوں کو اور زیادہ ہنسی آئی--!

خدا خدا کر کے ماحول سنجیدہ ہوا اور عمران نے پھر مطلب کی بات چھیڑ دی!....

اور اب لیڈی تنویر کو بتانا ہی پڑا۔ لیکن اس نے عمران سے وعدہ لے لیا کہ وہ اس کا راز خود اپنی ذات ہی تک محدود رکھے گا!

"نہیں رکھے گا تو ہم اسے پکڑ کر پیٹیں گے!" سر تنویر نے کہا "کیا رحمٰن صاحب کے لڑکے پر میرا اتنا بھی حق نہ ہوگا!"

پھر سر تنویر نے بتایا کہ دونوں کی شادی افریقہ میں ہوئی تھی.... اور لیڈی تنویر نچلے طبقہ کی ایک آوارہ عورت تھی!.... لیکن سر تنویر کو اس سے محبت ہو گئی لیڈی تنویر بھی اسے چاہنے لگی اور اس نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی زندگی یکسر بدل دے گی! لہٰذا دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے یہاں کسی کو بھی لیڈی تنویر کی اصلیت سے واقفیت نہیں تھی اور وہ سوسائٹی میں عزت کی نظروں سے دیکھی جاتی تھی! غزالی کے متعلق دونوں صرف اتنا ہی جانتے تھے کہ وہ نسلاً ترک ہے اور جنوبی افریقہ کا باشندہ بھی اور لیڈی تنویر کی اصلیت سے بھی اچھی طرح واقف تھا لہٰذا

اسے ایک دن اپنے ملک میں دیکھ کر سر تنویر کو بڑی حیرت ہوئی اور اس نے سوچا کہ کہیں غزالی یہاں کے اعلیٰ طبقے تک یہ بات نہ پہنچا دے.... لہٰذا وہ دونوں اس سے ملاقات کرنے کی کوشش کرنے لگے جب کامیابی نہ ہوئی تو لیڈی تنویر نے عمران کی مدد حاصل کرنے کے متعلق سوچا کیونکہ اس کی فرم کا اشتہار کافی اطمینان بخش تھا! یعنی وہ سمجھ گئی کہ وہ کوئی پرائیویٹ سراغرساں ہے اور قانونی طور پر یہاں کسی پرائیویٹ سراغرساں کی گنجائش نہیں ہے اس لئے اس نے طلاق و شادی کے ادارے کا ڈھونگ رچایا ہے! مغربی ممالک میں بھی اکثر اسی قسم کے تعلقات عامہ کی فرمیں پائی جاتی ہیں! لیکن حقیقتاً ان کے ارکان پرائیویٹ سراغرساں ہوتے ہیں اور کسی قانونی دشواری کی بناء پر اس قسم کے اداروں کی آڑ لے کر کام کرتے ہیں!

بہر حال یہ داستان دونوں کی جھینپی جھینپی سی ہنسی پر ختم ہو گئی۔

ختم شد

عمران سیریز نمبر 6

نیلے پرندے

(مکمل ناول)

چودھویں کی چاندنی پہاڑیوں پر بکھری ہوئی تھی.... سناٹے اور چاندنی کا حسین امتزاج صدیوں پرانی چٹانوں کو گویا جھنجھوڑ کر جگا رہا تھا!.... ایک لامتناہی سکوت کے باوجود بھی نہ جانے کیوں ماحول بڑا جاندار معلوم ہو رہا تھا۔ پہاڑوں میں چکراتی ہوئی سیاہ سڑک پر جو بلندی سے کسی بل کھائے ہوئے سانپ سے مشابہ نظر آتی تھی۔ ایک لمبی سی کار دوڑتی دکھائی دے رہی تھی۔

اچانک وہ ایک جگہ رک گئی.... اور اسٹیئرنگ کے سامنے بیٹھا ہوا آدمی بڑبڑانے لگا "کیا ہو گیا ہے.... بھئی!"

اس نے اسے دوبارہ اسٹارٹ کیا.... انجن جاگا.... ایک مختصر سی انگڑائی لی اور پھر سو گیا!....

کئی بار اسٹارٹ کرنے کے باوجود بھی انجن ہوش میں نہ آیا!....

"یار دھکا لگانا پڑے گا!" اس نے پیچھے مڑ کر کہا! مگر پچھلی سیٹ سے خراٹے ہی بلند ہوتے رہے....

اس نے دونوں گھٹنے سیٹ پر ٹیک کر بیٹھتے ہوئے سونے والے کو بری طرح جھنجھوڑنا شروع کر دیا!....

لیکن خراٹے بدستور جاری رہے۔

آخر جگانے والا سونے والے پر چڑھ ہی بیٹھا!

"ارے.... ارے.... بچاؤ.... بچاؤ!" اچانک سونے والے نے حلق پھاڑنا شروع کر دیا۔

لیکن جگانے والے نے کسی نہ کسی طرح کھینچ کھانچ کر اسے نیچے اتار ہی لیا!

"ہائیں! میں کہاں ہوں!" جاگنے والا آنکھیں مل مل کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"عمران کے بچے ہوش میں آؤ!" دوسرے نے کہا!

"بچے.... خدا کی قسم ایک بھی نہیں ہے.... ابھی تو مرغی انڈوں ہی پر بیٹھی ہوئی ہے.... سوپر فیاض....!"

"کار اسٹارٹ نہیں ہو رہی ہے!" کیپٹن فیاض نے کہا۔

"جب چلے تھے تب تو شائد اسٹارٹ ہو گئی تھی!"

"چلو دھکا لگاؤ!"

عمران نے اس کے شانے پکڑے اور دھکیلتا ہوا آگے بڑھنے لگا!

"یہ کیا بیہودگی ہے! میں تھپڑ رسید کر دوں گا!" فیاض پلٹ کر اس سے لپٹ پڑا....

"ہائیں.... ہائیں.... ارے میں ہوں.... مرد ہوں....!"

"کار دھکا دیئے بغیر اسٹارٹ نہیں ہو گی!" فیاض حلق پھاڑ کر چیخا۔

"تو ایسا بولو نا.... میں سمجھا شائد.... واہ یار....!"

فیاض اسٹیرنگ کے سامنے جا بیٹھا.... اور عمران کار کو آگے سے پیچھے کی طرف دھکیلنے لگا۔

"ارے.... ارے....!" فیاض پھر چیخا! "پیچھے سے!"

عمران نے منہ پھیر کر اپنی کمر کار کے اگلے حصے سے لگا دی اور زور کرنے لگا۔

"ارے خدا غارت کرے.... سور.... گدھے!" فیاض دانت پیس کر رہ گیا۔

"اب کیا ہو گیا....!" عمران جھلائے ہوئے لہجے میں بولا!

فیاض نیچے اتر آیا۔ چند لمحے کھڑا عمران کو گھورتا رہا پھر بے بسی سے بولا۔

"کیوں پریشان کرتے ہو؟"

"پریشان تم کرتے ہو! یا میں!"

"اچھا.... تم اسٹیرنگ کرو! میں دھکا دیتا ہوں!" فیاض نے کہا۔

"اچھا بابا!" عمران پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا!

وہ اگلی سیٹ پر جا بیٹھا اور کیپٹن فیاض کار کو دھکیل کر آگے کی طرف بڑھانے لگا!

کار نہ صرف اسٹارٹ ہوئی بلکہ فراٹے بھرتی ہوئی آگے بڑھ گئی!

"ارے.... ارے.... روکو.... روکو....!" فیاض چیختا ہوا کار کے پیچھے دوڑنے لگا! لیکن وہ اگلے موڑ پر جا کر نظروں سے اوجھل ہو گئی! فیاض برابر دوڑتا رہا!.... اس کے علاوہ اور چارہ بھی کیا تھا.... وہ دوڑتا رہا۔ حتیٰ کہ طاقت جواب دے گئی.... اور وہ ایک چٹان سے ٹیک لگا کر ہانپنے لگا! چڑھائی پر دوڑنا آسان کام نہیں ہوتا۔ وہ ایک پتھر پر بیٹھ کر ہانپنے لگا!

اس وقت اس حرکت پر وہ عمران کی بوٹیاں بھی اڑا سکتا تھا! لیکن سانسوں کے ساتھ ہی ساتھ اس کی ذہنی حالت بھی اعتدال پر آتی گئی!

عمران پر غصہ آنا قدرتی امر تھا! لیکن اس کے ساتھ ہی فیاض کو اس بات کا بھی احساس تھا کہ آج اس نے بھی عمران کو کافی پریشان کیا ہے!

آج شام کو وہ عمران کو تفریح کے بہانے کار میں بٹھا کر کسی نامعلوم منزل کی طرف لے اڑا تھا۔ عمران کی لاعلمی میں روشی سے اس کا سامان سفر پہلے ہی حاصل کر چکا تھا اور وہ سب کار کی اسٹپنی میں ٹھونس دیا گیا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ عمران آج کل کام کے موڈ میں نہیں ہے! لہٰذا اسے یہ حرکت کرنی پڑی اور پھر جب یہ "تفریحی سفر" طویل ہی ہوتا گیا، تو فیاض کو یہ بتانا پڑا کہ وہ اسے سردار گڈھ لے جا رہا ہے! اس پر عمران ایک لمبی سانس کھینچ کر خاموش ہو گیا تھا! اس نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ اس طرح سردار گڈھ لے جانے کا مقصد کیا ہے؟....

پھر اس نے کوئی بات ہی نہیں کی تھی! کچھ دیر یونہی بیٹھا رہا تھا۔ پھر پچھلی سیٹ پر جا کر خراٹے لینے شروع کر دیئے تھے!

ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں فیاض کا غصہ زیادہ زور نہ پکڑ سکا ہو گا! وہ اسی پتھر پر گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھا رہا! خنکی کافی تھی!.... سیگرٹوں کا ٹن اور کافی کا تھرموس گاڑی ہی میں رہ گئے تھے! ورنہ وہ اسی پرسکون ماحول سے لطف اندوز ہونے کی کوشش ضرور کرتا!

ویسے وہ مطمئن تھا کہ عمران کا مذاق خطرناک صورت نہیں اختیار کر سکتا وہ واپس ضرور آئے گا اور کچھ تعجب نہیں کہ وہ قریب ہی کہیں ہو!

فیاض گھٹنوں میں سر دیئے عمران ہی کے متعلق سوچتا رہا! اسے اس کی بہتیری حرکتیں یاد آ رہی تھیں! وہ حرکتیں جن پر ہنسی اور غصہ ساتھ ہی آتے تھے اور دوسروں کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ ہنستے ہی رہیں یا عمران کو مار بیٹھیں!

حماقت کا اظہار اس کی فطرت کا جزو ثانی بن چکا تھا اور وہ کسی موقع پر بھی اس سے باز نہیں رہتا تھا.... وہ ان کے سامنے بھی حماقت انگیز حرکتیں کرتا جو اسے احمق نہیں سمجھتے تھے۔ مثلاً

خود کیپٹن فیاض کے لئے عمران نے ایک نہیں درجنوں کیس نپٹائے تھے! کام اس نے کئے تھے اور نام فیاض کا ہوا تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ ایسے آدمی کو احمق نہیں سمجھ سکتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ بھی عمران کے احمقانہ رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی!

تقریباً پانچ منٹ گزر گئے اور فیاض اسی طرح بیٹھا رہا!.... لیکن کب تک.... آخر اسے سوچنا ہی پڑا کہ کہیں سچ مچ عمران چوٹ نہ دے گیا ہو! کیونکہ وہ بھی تو اسے دھوکہ ہی دے کر سردار گڈھ لے جا رہا تھا۔

فیاض اٹھا اور دل ہی دل میں عمران کو گالیاں دیتا ہوا سڑک پر چلنے لگا.... لیکن جیسے ہی اگلے موڑ پر پہنچا اسے سامنے سے کوئی آتا دکھائی دیا! چلنے کا انداز عمران ہی کا سا تھا!.... فیاض کی مٹھیاں بھنچ گئیں!

عمران نے دور ہی سے ہانک لگائی "کپتان صاحب! وہ پھر رک گئی ہے.... چلو دھکا لگاؤ....!"

فیاض کی رفتار تیز ہو گئی! وہ قریب قریب دوڑنے لگا تھا! عمران کے قریب پہنچ کر اس کا ہاتھ گھوما ضرور لیکن خلا میں چکر کاٹ کر رہ گیا کیونکہ عمران بڑی پھرتی سے بیٹھ گیا تھا!

"ہائیں.... ہائیں....! کیا ہو گیا ہے تمہیں!" عمران نے اٹھ کر اس کے دونوں ہاتھ پکڑے ہوئے کہا! "ابھی تو اچھے بھلے تھے...."

"میں تمہیں مار ڈالوں گا!" فیاض دانت پیس کر بولا!

"اب یہاں تنہائی میں جو چاہو کر لو.... کوئی دیکھنے آتا ہے!"

عمران نے شکایت آمیز لہجے میں کہا "اگر وہ سالی اسٹارٹ نہیں ہوتی تو اس میں میرا کیا قصور ہے!"

"ہاتھ چھوڑو!" فیاض نے جھٹکا دے کر کہا! لیکن عمران کی گرفت مضبوط تھی وہ ہاتھ نہ چھڑا سکا۔

"وعدہ کرو کہ مارو گے نہیں!" عمران بڑی سادگی سے بولا۔

"مجھے غصہ نہ دلاؤ۔!"

"اچھا تو اس کے علاوہ جو کچھ کہو دلا دوں! ٹافیاں لو گے!"

فیاض کا موڈ ٹھیک ہونے میں بہت دیر نہیں لگی!.... وہ کرتا بھی کیا عمران پر غصہ اتارنا بھی ایک طرح سے وقت کی بربادی ہی تھی۔

ویسے اس بار حقیقتاً کار کو دھکا دینے کی ضرورت نہیں پیش آئی!

عمران نے اپنے کئی منٹ اس کے انجن پر ضائع کئے تھے! وہ زیادہ دور نہیں گیا تھا!.... قریب ہی ایک جگہ کار روک کر انجن کی مرمت کرنے لگا تھا! اسے توقع تھی کہ فیاض بے

تحاشہ دوڑتا ہوا وہاں تک پہنچ ہی جائے گا۔ لیکن جب کئی منٹ گذر جانے کے باوجود بھی فیاض نہ آیا تو وہ خود ہی اس کی تلاش میں چل پڑا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پھر اسی چکراتی ہوئی سڑک پر سفر کر رہے تھے! لیکن کار فیاض ہی ڈرائیو کر رہا تھا.... اور عمران نے پھر پچھلی سیٹ سنبھال لی تھی۔

فیاض بڑبڑانے لگا "اس وقت تمہاری جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو....!"

"چین سے گھر پر پڑا سو رہا ہوتا!" عمران نے جلدی سے جملہ پورا کر دیا!

"بکواس مت کرو۔" فیاض نے کہا۔ "معاملہ پانچ ہزار پر طے ہوا ہے!"

"کیسا معاملہ!"

"سردار گڈھ میں تمہارا نکاح نہیں ہوگا!" فیاض نے خشک لہجے میں کہا!

"ہائیں.... پھر کیا.... یونہی مفت میں میرا وقت برباد کر رہے ہو!"

"ایک بہت ہی دلچسپ کیس ہے!"

"یار فیاض! میں تنگ آگیا ہوں!"

"تمہاری زبان سے پہلی بار اس قسم کا جملہ سن رہا ہوں!"

فیاض نے حیرت ظاہر کی!

"سینکڑوں بار کہہ چکا ہوں کہ لفظ کیس میرے سامنے نہ دہرایا کرو۔ کیس لاحول ولا قوۃ۔ میں نے اکثر دائیوں کے زچگی کرانے کو بھی کیس ہی کہتے سنا ہے!"

"سنو! عمران....! بور نہ کرو!.... ایسا دلچسپ....!"

"میں کچھ نہیں سننا چاہتا! ختم کرو! مجھے نیند آرہی ہے!" عمران نے اپنے اوپر کمبل ڈالتے ہوئے کہا!

"فی الحال میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے سامنے کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جس سے وہ بددل ہو جائیں!.... معاملہ ایسا ہے کہ وہ سرکاری طور پر کوئی کارروائی نہیں کر سکتے!.... اگر کرنا بھی چاہیں تو کم از کم میرا محکمہ اسے ہنس کر ہی ٹال دے گا!"

فیاض بڑبڑاتا رہا.... اور عمران کے خراٹے کار میں گونجتے رہے اتنی جلدی سو جانا ناممکنات میں سے تھا.... شائد عمران کچھ سننے کے موڈ ہی میں نہیں تھا!

۲

سردار گڈھ ایک پہاڑی علاقہ تھا! اب سے پچاس سال قبل یہاں خاک اڑتی رہی ہوگی۔ لیکن

مٹی کا تیل دریافت ہو جانے سے ایک اچھا خاصا شہر بس گیا تھا۔

شروع میں صرف مزدور طبقہ کی آبادی تھی! آہستہ آہستہ یہ آبادی پھیلاؤ اختیار کرتی گئی اور پھر ایک دن سردار گڈھ جدید طرز کا ایک ترقی یافتہ شہر بن گیا! پہلے صرف مٹی کے تیل کے کنوؤں کی وجہ سے اس کی اہمیت تھی لیکن اب اس کا شمار مشہور تفریح گاہوں میں بھی ہونے لگا تھا.... اور یہاں کے نائٹ کلب دور دور تک شہرت رکھتے تھے!....

کیپٹن فیاض نے کار ایک کلب کے سامنے روک دی! ٹاؤن ہال کے کلاک ٹاور نے ابھی ابھی گیارہ بجائے تھے اور یہ نائٹ کلبوں کے جاگنے کا وقت تھا.... مگر عمران کے خراٹے شباب پر تھے.... فیاض جانتا تھا کہ وہ سو نہیں رہا ہے! خراٹے قطعی بناوٹی ہیں! لیکن وہ اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا تھا! یہ اور بات ہے کہ وہ کار کے قریب سے گزرنے والوں سے آنکھیں ملاتے ہوئے شرما رہا تھا۔ وہ کار کے قریب سے گزرتے وقت ایک لمحہ رک کر خراٹے سنتے اور پھر مسکراتے ہوئے آگے بڑھ جاتے!

"او مردود!" فیاض جھلا کر اسے جھنجھوڑنے لگا!

پہلے تو اس پر کوئی اثر ہی نہیں ہوا۔ پھر یک بیک بوکھلا کر اس نے کھلے ہوئے دروازے سے چھلانگ لگا دی! مگر اس بار چوٹ اسی کو ہوئی! مقصد غالباً یہ تھا کہ سڑک پر گرنے کی صورت میں فیاض نیچے ہوگا اور وہ خود اوپر!.... مگر فیاض بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا اور عمران جھونک میں تو تھا ہی اوندھے منہ سڑک پر چلا آیا....

البتہ اس کی پھرتی بھی قابل تعریف تھی۔ شاید ہی کسی نے اسے گرتے دیکھا ہو!....

دوسرے ہی لمحہ میں وہ اتنے پرسکون انداز میں فیاض کے شانے پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا جیسے کوئی بات ہی نہ ہو۔

"ہاں تو اب ہم کہاں ہیں!" عمران نے ایسے لہجے میں پوچھا جس میں نہ تو شرمندگی تھی اور نہ بے اطمینانی!.... فیاض پر ہنسی کا دورہ پڑ گیا تھا!

عمران بے تعلقانہ انداز میں کھڑا رہا۔

آخر فیاض بولا۔ "کپڑے تو جھاڑ لو...."

اور عمران بڑی سعادتمندی سے فیاض کے کپڑے جھاڑنے لگا!

"اب جھینپ نہ مٹاؤ!" فیاض پھر ہنس پڑا۔

"تم ہمیشہ اوٹ پٹانگ باتیں کیا کرتے ہو!" عمران بگڑ گیا۔

"چلو۔ چلو!" فیاض نے اسے دھکیل کر عمارت کی طرف بڑھایا۔ وہ دونوں ہال میں داخل

ہوئے۔ ابھی بہتیری میزیں خالی تھیں! فیاض نے چاروں طرف نگاہ دوڑا کر ایک میز منتخب کی.... اور وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے!

اس گوشے کے ویٹر نے قریب آکر انہیں سلام کیا۔

"وعلیکم السلام" عمران نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"بچے تو بخیریت ہیں!"

"جج.... جی.... صاحب.... ہی ہی ہی!" ویٹر بوکھلا کر ہنسنے لگا اور فیاض نے عمران کے پیر میں بڑی بے دردی سے چٹکی لی.... عمران نے "سی" کر کے ویٹر کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"کھانے میں جو کچھ بھی ہو لاؤ!" فیاض نے ویٹر سے کہا اور ویٹر چلا گیا!

جن لوگوں نے عمران کو ویٹر سے مصافحہ کرتے دیکھا تھا۔ وہ اب بھی ان دونوں کو گھور رہے تھے!

فیاض کو پھر اس پر تاؤ آ گیا اور وہ تلخ لہجے میں بولا۔

"تمہارے ساتھ وہی رہ سکتا ہے، جسے اپنی عزت کا پاس نہ ہو!"

"آج کل فری پاس اور کنسیشن بالکل بند ہے!" اس نے سر ہلا کر کہا اور ہونٹ سکوڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا!

"فیاض! پرواہ نہ کرو!" عمران نے تھوڑی دیر بعد سنجیدگی سے کہا! "میں جانتا ہوں کہ تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔ کیا میں نہیں جانتا کہ یہ پیرلیٹین نائٹ کلب ہے؟"

"میں کب کہتا ہوں کہ تم سردار گڈھ پہلی بار آئے ہو!" فیاض بولا! خلاف توقع اس کا موڈ آن واحد میں تبدیل ہو گیا تھا! ہو سکتا ہے کہ یہ عمران کی سنجیدگی کا ردِ عمل رہا ہو۔

"میں روزانہ باقاعدہ طور پر اخبار پڑھتا ہوں!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا!

"پھر!"

"آج سے ایک ہفتہ قبل اسی ہال میں ایک ننھا سا نیلا پرندہ اڑ رہا تھا!" عمران آہستہ سے بولا!

"او ہو!.... تو تم سمجھ گئے!" فیاض کے لہجے میں دبی ہوئی سی مسرت تھی۔

"مگر تم اس سے یہ نہ سمجھنا کہ مجھے کسی ایسے پرندے کے وجود پر یقین بھی ہے!"

"تب پھر کیا بات ہوئی!" فیاض نے مایوسی سے کہا!

"مطلب یہ ہے کہ اپنے طور پر تحقیق کئے بغیر ایسے کسی پرندے کے وجود پر یقین نہیں کر سکتا!"

"اور تم تحقیق کئے بغیر مانو گے نہیں!" فیاض نے چہک کر کہا!

"مجھے پاگل کتے نے نہیں کاٹا!" عمران کا لہجہ بہت خشک تھا!

"مجھے کیا پڑی ہے کہ خواہ مخواہ اپنا وقت برباد کروں!"

"وہ تو تمہیں کرنا ہی پڑے گا!"

"زبردستی!...."

"تمہیں کرنا پڑے گا؟"

"کیا کرنا پڑے گا؟" عمران کی کھوپڑی پھر آؤٹ آف آرڈر ہو گئی!

"کچھ بھی کرنا پڑے!"

"اچھا میں صبر کروں گا مگر نہیں ویٹر کھانا لا رہا ہے! میں فی الحال کھانا کھا کر ایک کپ چائے پیوں گا!.... لہٰذا بکواس بند!"

کھانے کے دوران میں سچ مچ خاموشی رہی! شائد فیاض بھی بہت زیادہ بھوکا تھا!.... کھانے کے بعد چائے کے دوران پھر وہی تذکرہ چھڑ گیا!

"جمیل کا بیان یہی ہے! میں نے وہی میز منتخب کی ہے جس پر اس دن جمیل تھا!"

"کیا!" عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ "یعنی یہی میز جو ہم استعمال کر رہے ہیں!"

"ہاں یہی! اور خدا کے لئے سنجیدگی سے سنو! بیٹھ جاؤ!"

"واہ رے آپ کی سنجیدگی!" عمران چڑ کر ہاتھ نچاتا ہوا بولا۔ "سانپ کے پھن پر بٹھا دو مجھے۔ لعنت بھیجتا ہوں ایسی دوستی پر!...."

فیاض نے اسے کھینچ کر بٹھا دیا اور کہا "تمہیں یہ کام کرنا ہی پڑے گا! خواہ کچھ ہو! میں ان لوگوں سے وعدہ کر چکا ہوں--!"

"کن لوگوں سے!"

"جمیل کے خاندان والوں سے!"

"اچھا تو شروع ہو جاؤ.... میں سن رہا ہوں!"

"جمیل اسی میز پر تھا!"

"پھر موڈ خراب کر رہے ہو میرا" عمران خوفزدہ آواز میں بولا۔ "بار بار یہی جملہ دہرا کر...."

"ہشت!.... درجنوں آدمیوں نے اس نیلے پرندے کو ہال میں چکر لگاتے دیکھا تھا! وہ چند لمحے خلا میں چکراتا رہا پھر اچانک جمیل پر گر پڑا.... اور اپنی باریک سی چونچ اس کی گردن میں اتار دی! جمیل کا بیان ہے کہ اسے اس کی چونچ اپنی گردن سے نکالنے کے لئے کس قدر قوت بھی صرف کرنی پڑی تھی۔ بہر حال اس نے اسے کھینچ کر کھڑکی سے باہر پھینک دیا تھا۔ دور بیٹھے ہوئے لوگ اس کا مضحکہ اڑانے کے لئے ہنسنے لگے! ان کے ساتھ وہ بھی ہنستا رہا۔ لیکن وہ زیادہ دیر تک یہاں نہیں بیٹھ سکا! کیوں کہ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا! جیسے گردن میں بچھو نے ڈنک مار

دیا ہو.... لیکن پھر یہ تکلیف ایک گھنٹے سے زیادہ نہ رہی۔ رات بھر وہ سکون سے سویا اور جب دوسری صبح جاگا تو اپنے سارے جسم پر بڑے بڑے سفید دھبے پائے.... خاص طور پر چہرہ بالکل ہی بدنما ہو گیا ہے.... اب اگر تم اسے دیکھو تو پہلی ہی نظر میں وہ برص کا کوئی بہت پرانا مریض معلوم ہوگا!...."

"کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ داغ اسی پرندے کے حملے کا نتیجہ ہیں!" عمران بولا۔

"یقیناً!"

"کیا ڈاکٹروں کی رائے یہی ہے!"

"ڈاکٹروں کو اسے برص تسلیم کرنے میں تامل ہے!.... جمیل کا خون ٹسٹ کیا گیا ہے اور اسی کی بناء پر ڈاکٹر کوئی واضح رائے دیتے ہوئے ہچکچا رہے ہیں!"

"خون کے متعلق رپورٹ کیا ہے!"

"خون میں بالکل نئی قسم کے جراثیم پائے گئے ہیں! کم از کم اس وقت تک کے دریافت شدہ جراثیم میں ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا!"

"اوہ۔ اچھا! رپورٹ کی ایک کاپی تو مل ہی جائے گی--!"

"ضرور مل جائے گی۔" فیاض نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔

"مگر اس کے خاندان والے محکمہ سراغرسانی سے کیوں مدد چاہتے ہیں! اس مرض کا سراغ تو ڈاکٹر ہی پا سکیں گے!"

"حالات کچھ اسی قسم کے ہیں!" فیاض سر ہلا کر بولا "اگر واقعی یہ کوئی مرض ہے تو اس پرندے نے جمیل ہی کو کیوں منتخب کیا تھا جب کہ پورا ہال بھرا ہوا تھا!"

"یہ دلیل بے تکی ہے!"

"پوری بات بھی تو سنو!"

"اگر اچانک اُس دن وہ اس مرض میں مبتلا نہ ہو گیا ہوتا تو اس کی منگنی تیسرے ہی دن ایک بہت اونچے خاندان میں ہو جاتی۔!"

"آچ.... چھا!--ہوں!"

"اب تم خود سوچو!"

"سوچ رہا ہوں!" عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا! پھر کچھ دیر بعد بولا "گردن کے زخم کے متعلق ڈاکٹر کیا کہتے ہیں!"

"کیسا زخم!.... دوسری صبح اس جگہ صرف ایک نشان نظر آ رہا تھا جیسے گردن میں گذشتہ روز

انجکشن دیا گیا ہو اور اب تو شائد خود جمیل بھی یہ نہ بتا سکے کہ پرندے نے کس جگہ چونچ لگائی تھی!"

"خوب...!" عمران کنکھیوں سے ایک جانب دیکھتا ہوا بڑبڑایا! کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر عمران نے پوچھا!

"اچھا سوپر فیاض! تم مجھ سے کیا چاہتے ہو!"

"یہ کہ تم اس سلسلے میں جمیل کے خاندان والوں کی مدد کرو!"

"لیکن اس سے کیا فائدہ ہوگا! جمیل کی منگنی تو ہونے سے رہی! تم مجھے ان لوگوں کا پتہ بتاؤ جن کے ہاں جمیل کی منگنی ہونے والی تھی!"

"اس سے کیا ہوگا!"

"میری منگنی ہو گی! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں شادی کے بغیر ہی مر جاؤں!"

"میں نہیں سمجھا!"

"تم منگنی اور شادی نہیں سمجھتے! اُلو کہیں کے! ہاں!"

"عمران کام کی بات کرو--!"

"فیاض صاحب!... پتہ!"

"اچھا تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ انہیں لوگوں کی حرکت ہے!"

"اگر ان کا تعلق پرندوں کی کسی نسل سے ہے تو یقیناً انہیں کی ہو گی اور مجھے انتہائی خوشی ہو گی اگر میں کسی چڑے کا داماد بن جاؤں!"

"تم پھر بہکنے لگے!"

"فیاض... ڈیئر... پتہ...!"

فیاض چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا "وہ یہاں کا ایک سر برآوردہ خاندان ہے!... نواب جاوید مرزا کا خاندان... پروین... جاوید مرزا ہی کی اکلوتی لڑکی ہے اور جاوید مرزا بے اندازہ دولت کا مالک ہے!"

"آہا..." عمران اپنی رانیں پیٹتا ہوا بولا "تب تو اپنی چاندی ہے!"

"بکواس بند نہیں کرو گے!"

"اچھا! خیر ہٹاؤ!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا "جمیل کس حیثیت کا آدمی ہے!"

"ظاہر ہے کہ وہ بھی دولت مند ہی ہو گا ورنہ جاوید مرزا کے یہاں رشتہ کی تجویز کیونکر ہوتی... اور اب تو جمیل کی دولت میں مزید اضافہ ہو جائے گا کیونکہ ابھی حال ہی میں اس کی ایک مملوکہ زمین میں تیل کا بہت بڑا ذخیرہ دریافت ہوا ہے!"

"کیا جمیل اس زمین کا تنہا مالک ہے!"

"سو فیصدی! خاندان کے دوسرے لوگ حقیقتاً اس کے دست نگر ہیں! یا دوسرے الفاظ میں اس کے ملازم سمجھ لو۔ تین چچا دو ماموں... چچازاد بھائی بھی کئی عدد...!"

"اور چچازاد بہنیں!"

"کئی عدد...!"

"ان میں سے کوئی ایسی بھی ہے جس کی عمر شادی کے قابل ہو!"

"میرا خیال ہے کہ خاندان میں ایسی تین لڑکیاں ہیں!"

"جمیل کے کاروبار کی تفصیل...!"

"تفصیل کے لئے مزید پوچھ گچھ کرنی پڑے گی ویسے یہاں اس کے دو بڑے کارخانے ہیں! ایک ایسا ہے جس میں مٹی کے تیل کے بیرل ڈھالے جاتے ہیں! دوسرے میں مٹی کے تیل کی صفائی ہوتی ہے!"

"تو گویا وہ بھی کافی مالدار ہے!" عمران سر ہلا کر بولا "لیکن کیا خود جمیل ہی نے تم سے گفت و شنید کی تھی!"

"نہیں! اس نے تو لوگوں سے ملنا جلنا ہی ترک کر دیا ہے! نہ وہ گھر سے باہر ہی نکلتا ہے!"

"تو کیا میں اسے نہ دیکھ سکوں گا!"

"کوشش یہی کی جائے گی کہ تم اسے دیکھ سکو!... ویسے وہ میرے سامنے بھی نہیں آیا تھا!"

"تم نے یہ نہیں بتایا کہ محکمہ سراغرسانی سے رجوع کرنے کی ضرورت کیسے محسوس ہوئی تھی!"

"اس کے چچا... سجاد کو... وہ میرا پرانا شناسا ہے!"

"اب ہم کہاں چلیں گے!"

"میرا خیال ہے کہ میں تمہیں جمیل کی کوٹھی میں پہنچا دوں! لیکن خدا کے لئے بہت زیادہ بوریت نہ پھیلانا!... تمہیں اپنی عزت کا بھی پاس نہیں ہوتا!"

"میری فکر تو تم کیا ہی نہ کرو! میری عزت ذرا واٹر پروف قسم کی ہے!"

"میں نہیں چاہتا کہ لوگ مجھے اُلو سمجھیں!"

"حالانکہ تم سے بڑا الو آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا!" عمران نے سنجیدگی سے کہا! "لاؤ ایک سگریٹ مجھے بھی دو! میں بھی اب باقاعدہ طور پر سگریٹ شروع کر دوں گا۔ کل ہی ایک بزرگ فرما رہے تھے کہ جن پیسوں کا گھی دودھ کھاتے ہو اگر انہیں کے سگریٹ پیو تو کیا حرج ہے!"

"اچھا اب بکواس بند کرو!" فیاض اس کی طرف سگریٹ کیس بڑھاتا ہوا بولا.... اور عمران نے سگریٹ کیس لے کر اپنی جیب میں ڈال لیا.... وہ دونوں کرسیوں سے اٹھ گئے!

"کیا مطلب....!" فیاض نے کہا۔

"تمہارے پاس کافی سگریٹ ہیں! اب میں آج ہی سے تو سگریٹ خریدنے سے رہا!...."

فیاض ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑا کر خاموش ہو گیا۔

۳

جمیل کی کوٹھی بڑی شاندار تھی اور اس کا پھیلاؤ بہت زیادہ تھا! ہو سکتا ہے کہ اس کی تعمیر اسی اندازے کے ساتھ ہوئی ہو کہ پورا خاندان اس میں رہ سکے! کم و بیش پچیس کمرے ضرور رہے ہوں گے۔

فیاض عمران کو پچھلی رات ہی یہاں پہنچا گیا تھا اور پھر فیاض وہاں اتنی ہی دیر ٹھہرا تھا جتنی دیر میں وہ سجاد اور اس کے دوسرے بھائیوں سے عمران کا تعارف کرا سکا تھا! عمران نے بقیہ رات سکون سے گزاری! یعنی صبح تک اطمینان سے سوتا رہا!

دن کے اجالے میں لوگوں نے عمران کے متعلق کوئی اچھی رائے نہیں قائم کی! کیونکہ وہ صورت ہی سے پرلے سرے کا بیوقوف معلوم ہوتا تھا!

چائے اس نے اپنے کمرے میں تنہا پی.... اور پھر باہر نکل کر ایک ایک سے "امجاد صاحب" کے متعلق پوچھنے لگا! لیکن ہر ایک نے اس نام سے لاعلمی ظاہر کی! آخر سجاد آ ٹکرایا! عمران نے اس سے بھی "امجاد صاحب" کے متعلق پوچھا!

"یہاں تو کوئی بھی امجاد نہیں ہے!" سجاد نے کہا!.... یہ ایک ادھیڑ عمر کا قوی الجثہ آدمی تھا! اور اس کے چہرے پر سب سے نمایاں چیز اس کی ناک تھی!

"تب پھر شائد میں غلط جگہ پر ہوں!" عمران نے مایوسی سے کہا۔ "کیپٹن فیاض نے کہا تھا کہ امجاد صاحب میرے پرانے شناسا ہیں اور ان کے بھتیجے!...."

"امجاد نہیں سجاد" سجاد نے کہا "میں ہی سجاد ہوں!"

"نہیں صاحب مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ امجاد....! اگر آپ سجاد کہتے ہیں تو پھر یہی درست ہوگا۔ آپ کے بھتیجے صاحب.... میں ان سے ملنا چاہتا ہوں!"

"بہت مشکل ہے جناب!" سجاد بولا "وہ کمرے سے باہر نکلتا ہی نہیں.... ہم سب خوشامد یا کرتے کرتے تھک گئے!"

"مجھے وہ کمرہ ہی دکھا دیجئے!"

"آیئے.... پھر کوشش کریں! ممکن ہے کہ.... مگر مجھے امید نہیں!"

وہ تین راہداریوں سے گذرنے کے بعد ایک کمرے کے سامنے رک گئے عمران نے دروازے کو دھکا دیا! لیکن وہ اندر سے بند تھا!

سجاد نے آواز دی لیکن اندر کوئی صرف کھانس کر رہ گیا.... اتنے میں عمران نے جیب سے سگریٹ کیس نکال کر ایک سگریٹ سجاد کو پیش کیا اور دوسرا خود سلگا لیا!.... سجاد نے سگریٹ سلگا کر پھر دروازے پر دستک دی۔

"خدا کے لئے مجھے میرے حال پر چھوڑ دو!" اندر سے ایک بھرائی ہوئی سی آواز آئی!

"جمیل بیٹے! دروازہ کھول دو! باہر آؤ.... دیکھو میں نے ایک نیا انتظام کیا ہے! ہمارے دشمنوں کی گردنیں نالی میں رگڑ دی جائیں گی!"

"چچا جان میں کچھ نہیں چاہتا.... میں کچھ نہیں چاہتا!"

"ہم تو چاہتے ہیں!"

"فضول ہے! بیکار ہے....! اس کمرے سے میری لاش ہی نکلے گی!...."

"دیکھا آپ نے!" سجاد نے آہستہ سے عمران سے کہا اور عمران صرف سر ہلا کر رہ گیا!

پھر سجاد خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا! وہ بے خیالی میں پے در پے سگریٹ کے لمبے لمبے کش لے رہا تھا! اچانک اس کے چہرے کے قریب ایک دھماکہ ہوا اور سگریٹ کی دھجیاں اڑ گئیں۔

"ارے خدایا!" سجاد چیخ مار کر فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

"کیا ہوا!" اندر سے کوئی چیخا! پھر دوڑنے کی آواز آئی اور دروازہ جھٹکے کے ساتھ کھل گیا! دوسرے لمحے میں عمران کے سامنے ایک قوی ہیکل نوجوان کھڑا ہوا تھا جس کے چہرے پر بڑے بڑے سفید دھبے تھے!

اس نے جھپٹ کر سجاد کو فرش سے اٹھایا اور سجاد عمران کی طرف دیکھ کر دھاڑا۔

"یہ کیا.... بیہودگی تھی!"

"ارے.... لل.... خد.... خدا کی قسم....!" عمران ہکلانے لگا!

"یہ کیا ہوا...." جمیل نے سجاد کو جھنجھوڑ کر کہا۔ "یہ کیا تھا!"

"کچھ نہیں!" سجاد عمران کو قہر آلود نظروں سے گھورتا ہوا ہانپ رہا تھا!

"آپ کون ہیں!" جمیل عمران کی طرف مڑا۔ لیکن پھر دوسرے ہی لمحہ میں دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا کر کمرے میں گھس گیا! دروازہ پھر بند ہو چکا تھا!

"مجھے بتائیے کہ اس بیہودگی کا کیا مطلب تھا!" سجاد عمران کے چہرے کے قریب ہاتھ ہلا کر چیخا۔ گھر کے کئی دوسرے افراد بھی اب وہاں پہنچ گئے تھے!

"دیکھئے! عرض کرتا ہوں!" عمران گھبرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"یہ کیپٹن فیاض کی حرکت ہے! اس نے میرے سگریٹ کیس سے اپنا سگریٹ کیس بدل لیا ہے یہ دیکھئے!.... سگریٹ کیس پر اس کا نام بھی موجود ہے!"

عمران نے سگریٹ کیس اسے پکڑا دیا--!

"یہ سگریٹ دراصل میرے لئے تھا!" عمران پھر بولا "مجھے بہت افسوس ہے! لاحول ولا قوۃ آپ جلے تو نہیں!"

وہ آگے جھک کر اس کے چہرے کا جائزہ لینے لگا!

"اگر یہ مذاق تھا تو میں ایسے مذاق پر لعنت بھیجتا ہوں!" سجاد نے ناخوشگوار لہجے میں کہا "میں نہیں جانتا تھا کہ فیاض ابھی تک بچپنے ہی کی حدود میں ہے!"

"میں فیاض سے سمجھ لوں گا!" عمران اپنی مٹھیاں بھینچ کر بولا۔

دوسرے افراد سجاد سے دھماکے کے متعلق پوچھنے لگے اور سجاد نے سگریٹ پھٹنے کا واقعہ دہراتے ہوئے کہا "اس طرح اچانک ہارٹ فیل بھی ہو سکتا ہے! فیاض کو ایسا مذاق نہ کرنا چاہئے تھا! اس نے اس کے سگریٹ کیس سے اپنا سگریٹ کیس بدل لیا ہے! اب سوچتا ہوں کہیں فیاض نے مجھ سے بھی تو مذاق نہیں کیا ہے!"

"ضرور کیا ہوگا!" عمران حماقت انگیز انداز میں پلکیں جھپکاتا ہوا بولا۔

"آپ کا عہدہ کیا ہے؟" سجاد نے اس سے پوچھا۔

"شہدہ.... ! میرا کوئی شہدہ نہیں ہے۔ لاحول ولا قوۃ کیا آپ مجھے لفنگا سمجھتے ہیں! لفنگا ہوگا وہی سالا فیاض۔ ایک دفعہ پھر لاحول ولا قوۃ!"

"آپ اونچا بھی سنتے ہیں!" سجاد اسے گھورنے لگا!

"میں اونچا نیچا سب کچھ سن سکتا ہوں!" عمران برا سا منہ بنا کر بولا اور سگریٹ کیس سے دوسرا سگریٹ نکالنے لگا.... پھر اس طرح چونکا جیسے دھماکے والا واقعہ بھول ہی گیا ہو اس نے جھلاہٹ کا مظاہرہ کرنے کے سلسلے میں سارے سگریٹ توڑ کر پھینک دیئے اور سگریٹ کیس کو فرش پر رکھ کر پہلے تو اس پر گھونسے برساتا رہا!.... پھر کھڑا ہو کر جوتوں سے روندنے لگا! نتیجہ یہ ہوا کہ سگریٹ کیس کی شکل ہی بگڑ گئی!

کچھ لوگ مسکرا رہے تھے اور کچھ اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

"میں نے آپ کا عہدہ پوچھا تھا!" سجاد بولا۔

"میں آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا!" عمران کا لہجہ ناخوشگوار تھا! "میں ابھی واپس جاؤں گا۔ فیاض کی ویسی کی ایسی.... ایسی کی ایسی.... لاحول ولا قوۃ.... کیا کہتے ہیں اسے ویسی کی جیسی....!"

"ایسی کی تیسی!" ایک لڑکی نے ہنستے ہوئے تصحیح کی--!

"جی ہاں! ایسی کی تیسی.... شکریہ!" عمران نے کہا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ لڑکی نے سجاد کا ہاتھ پکڑا اور ایک دوسرے کمرے میں لے آئی!

"یہ آدمی بڑا گھاگ معلوم ہوتا ہے۔" اس نے سجاد سے کہا۔

"بالکل گدھا!"

"نہیں ڈیڈی! میں ایسا نہیں سمجھتی!.... جمیل بھائی کو کمرے سے نکالنے کی ایک بہترین تدبیر تھی!.... یہ بتائیے کہ پہلے بھی کوئی اس میں کامیاب ہو سکا تھا! خود فیاض صاحب نے بھی تو کوشش کی تھی!"

سجاد کچھ نہ بولا اس کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئی تھیں۔ اس نے تھوڑی دیر بعد کہا!

"تم ٹھیک کہتی ہو! سعیدہ! بالکل ٹھیک! مگر کمال ہے.... صورت سے بالکل گدھا معلوم ہوتا ہے!"

"محکمہ سراغرسانی میں ایسے ہی لوگ زیادہ کامیاب سمجھے جاتے ہیں اور وہ سچ مچ اپنی ظاہری حالت کی ضد ہوتے ہیں!"

عمران راہداری سے کچھ اس انداز میں رخصت ہوا تھا جیسے اپنے کمرے میں پہنچتے ہی وہاں سے روانہ ہو جانے کی تیاریاں شروع کرے گا۔

"اب کیا کیا جائے!" سجاد نے سعیدہ سے کہا۔

"میں.... میں نہیں تم جاؤ....!"

"اچھا.... میں ہی روکتی ہوں!"

سعیدہ اس کمرے میں آئی جہاں عمران کا قیام تھا! دروازہ اندر سے بند نہیں تھا! اس نے دستک دی! لیکن جواب ندارد! آخر تیسری دستک کے بعد اس نے دھکا دے کر دروازہ کھول دیا! کمرہ خالی تھا۔ لیکن عمران کا سامان بدستور موجود تھا۔ پھر نوکروں سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ عمران خالی ہاتھ باہر گیا ہے۔

۴

پیریسین نائٹ کلب دن میں بھی آباد رہتا تھا!.... وجہ یہی تھی کہ وہاں رہائشی کمرے بھی تھے.... اور وہاں قیام کرنے والے مستقل ممبر کہلاتے تھے اور پھر چونکہ یہ "سیزن" کا زمانہ تھا اس لئے یہاں چوبیس گھنٹوں کی سروس چلتی تھی!

عمران نے ڈائننگ ہال میں داخل ہو کر چاروں طرف دیکھا اور پھر ایک گوشے میں جا بیٹھا۔ اس کی پشت پر کھڑکی تھی اس نے ویٹر کو بلا کر آئس کریم کا آرڈر دیا۔ حالانکہ خنکی اس وقت بھی اچھی خاصی تھی!....

وہ تھوڑی دیر تک آئس کریم کی چسکیاں لیتا رہا.... پھر یک بیک اس طرح اچھلا کہ سینے کے بل میز پر آ رہا۔ وہاں سے پھسل کر فرش پر گرا اور پھر وہ اس طرح کپڑے جھاڑ جھاڑ کر اچھل کود رہا تھا جیسے کپڑوں میں شہد کی مکھیاں گھس گئی ہوں۔

ہال میں اس وقت زیادہ آدمی نہیں تھے! بہر حال جتنے بھی تھے وہ اپنی جگہوں پر بیٹھے تو نہیں رہ سکتے تھے!

"کیا بات ہے.... کیا ہوا!" کسی نے پوچھا!

"پپ.... پپ.... پرندہ.... پرندہ!" عمران ایک کرسی پر ہانپتا ہوا بولا! پھر اس نے اس کھڑکی کی طرف اشارہ کیا جس کے قریب بیٹھ کر اس نے آئس کریم کھائی تھی!

"پرندہ!" ایک لڑکی نے خوفزدہ آواز میں دہرایا!

اور پھر لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بولنے لگے! ویٹروں نے جھپٹ جھپٹ کر ساری کھڑکیاں بند کر دیں!

لیکن اتنے میں ایک بھاری بھرکم آدمی عمران کے قریب پہنچ گیا اور وہ صورت سے کوئی اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا! اس کا چہرہ کسی بلڈاگ کے چہرے سے مشابہ تھا!

"پرندہ!" وہ عمران کے شانے پر ہاتھ مار کر غرایا۔ "ذرا میرے ساتھ آیئے!"

"کک.... کیوں!"

"اس لئے کہ میں یہاں کا منیجر ہوں!" اس نے عمران کی بغلوں میں ہاتھ دے کر اسے کرسی سے اٹھا دیا!

عمران کو اس کے اس رویہ پر حیرت ضرور ہوئی لیکن وہ خاموش رہا اور اس نے اسے اس بات کا موقع نہیں دیا کہ وہ بغلوں میں ہاتھ دیئے ہوئے ہی اسے اپنے ساتھ لے جاتا۔

منیجر نے اسے اپنے کمرے میں کھینچ کر دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ عمران اس وقت پہلے سے بھی زیادہ بیوقوف نظر آ رہا تھا!

"ہوں کیا قصہ تھا پرندے کا!" وہ عمران کو گھورتا ہوا غرایا۔

"قصہ تو مجھے یاد نہیں!" عمران نے بڑی سادگی سے کہا۔ "لیکن پرندہ ضرور تھا!.... نیلا....!"

"اور وہ تمہاری گردن میں لٹک گیا! کیوں؟"

"نہیں لٹک سکا!.... میں دعوے سے کہتا ہوں!...."

"تمہیں کس نے بھیجا ہے! اس نے میز کی دراز کھول کر لوہے کا ایک دو فٹ لمبا رول نکالتے ہوئے کہا۔

"کسی نے نہیں! میں والدین سے چھپ کر یہاں آیا تھا!...." عمران نے لاپروائی سے جواب دیا! لیکن اس کی نظریں لوہے کے اس رول پر تھیں!

"میں تمہاری ہڈیاں بھوسہ کر دوں گا!" منیجر گردن اکڑا کر بولا!

"کیا والد صاحب نے ایسا کہا ہے!" عمران نے خوفزدہ آواز میں پوچھا!

"تمہیں یہاں کس نے بھیجا ہے!"

"اچھا تم ہی بتاؤ کہ کون بھیج سکتا ہے!" عمران نے سوال کیا لیکن منیجر رول سنبھال کر اس پر ٹوٹ پڑا۔

عمران "ارے" کرتا ہوا ایک طرف ہٹ گیا....! رول دیوار پر پڑا اور منیجر پھر پلٹا.... دوسرا حملہ بھی سخت تھا! لیکن اس بار منیجر اپنی ہی جھونک میں میز سے جا ٹکرایا اور پھر میز کے ساتھ ہی خود بھی الٹ گیا! موقع تھا! عمران چاہتا تو اتنی دیر میں دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل سکتا تھا!.... مگر وہ احمقوں کی طرح کھڑا.... ارے ارے.... ہی کرتا رہ گیا!

"آپ کے کہیں چوٹ تو نہیں آئی!" عمران نے اس وقت پوچھا جب وہ دوسری طرف ہاتھ ٹیک کر اٹھ رہا! اس کے اس جملے پر منیجر کو اس زور کا غصہ آیا کہ وہ ایک بار پھر الٹی ہوئی میز پر ڈھیر ہو گیا....!

"میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا!" منیجر دوبارہ اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا غرایا!

"آپ خواہ مخواہ خفا ہو رہے ہیں چچا جان!" عمران نے نہایت سعادتمندی سے عرض کیا "آپ یقیناً والد صاحب کے دوست معلوم ہوتے ہیں! اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو آئندہ میں یہاں نہ آؤں گا!"

منیجر سامنے کھڑا اسے گھور رہا تھا اور اس کا سینہ سانسوں کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ پھول کر پچک رہا تھا!....

"جی ہاں!" عمران احمقوں کی طرح سر ہلا کر بولا! "والد صاحب کہتے ہیں کہ جہاں عورتیں بھی ہوں وہاں نہ جایا کرو.... جی ہاں.... کان پکڑتا ہوں.... اب کبھی نہ آؤں گا!"

منیجر پھر بھی نہ بولا! وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر عمران کو گھورنے لگا! عمران بھی سر ہلاتا رہا.... اس کے اس رویئے ہی نے منیجر کو الجھن میں ڈال دیا ورنہ یہ بات وہ بھی سوچ سکتا تھا کہ عمران اگر بھاگنا چاہتا تو وہ اسے روک نہ پاتا!

"پرندہ! تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا!...." اس نے تھوڑی دیر بعد پوچھا!

"وہ میری گردن سے ٹکرایا تھا!.... مجھے پروں کی ہلکی سی جھلک دکھائی دی تھی.... پھر میں نہیں جانتا کہ وہ کدھر گیا!"

"بکواس.... بالکل بکواس.... میرے کلب کو بدنام کرنے کی ایک انتہائی مکروہ سازش!"

"میں بالکل نہیں جانتا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں!"

"تم بس یہاں سے چپ چاپ چلے جاؤ اور کبھی یہاں تمہاری شکل نہ دکھائی دے! سمجھے!"

عمران کچھ سوچنے لگا! پھر سر ہلا کر بولا "یہ کوئی دوسرا معاملہ معلوم ہوتا ہے!.... آپ والد صاحب کے دوست نہیں ہیں۔ کیوں؟"

"چلے جاؤ!" منیجر حلق پھاڑ کر بولا!

"تم میری توہین کر رہے ہو دوست!" عمران یک بیک سنجیدہ ہو گیا!

"تم کون ہو؟"

"میں سیاح ہوں.... اور میں نے اس پراسرار پرندے کے متعلق اخبارات میں پڑھا تھا!"

"سب بکواس ہے!" منیجر غرایا!.... "وہ پرندہ اس کتے.... جمیل کے علاوہ اور کسی کو نہیں دکھائی دیا تھا.... کلب کو بدنام کرنے کا ایک ناپاک طریقہ!"

"تب تو ضرور یہی بات ہو سکتی ہے.... اور میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے بھی اس کہانی پر یقین نہیں آیا ہے!"

"ابھی تم نے کیا سوانگ بھرا تھا!" منیجر پھر جھلا کر کھڑا ہو گیا!

"بیٹھو بیٹھو! یہ میرا پیشہ ہے!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا!

"کیا پیشہ!...."

"میں ایک اخبار کا رپورٹر ہوں!.... چندر نگر کا مشہور اخبار.... اجالا!.... نام سنا ہو گا تم

نے.... میں صحیح واقعہ معلوم کرنے کی غرض سے یہاں آیا ہوں!"

"تم جھوٹے ہو!" منیجر غرایا!

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ میں جھوٹا ہوں!.... مجھے صحیح معلومات حاصل کرنی ہیں ورنہ میں اب تک یہاں ٹھہرتا کیوں؟.... میرا سر اتنا مضبوط نہیں ہے کہ لوہے کی سلاخ سے محبت کر سکے۔"

"تو تم نے پرندے کا نام اس طرح کیوں لیا تھا!"

"محض اس لئے کہ تم مجھ سے کھل کر گفتگو کر سکو!.... تم نے محض غصے میں اس بات کا اظہار کر دیا کہ یہ تمہارے کلب کو بدنام کرنے کے لئے ایک سازش ہے.... کیا تم نے دوسرے اخبار کے رپورٹروں سے بھی یہی کہا ہو گا!"

"نہیں!" منیجر اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا!

"کیوں!"

لیکن منیجر نے اس "نہیں" کا کوئی جواب نہیں دیا!

عمران نے سر ہلا کر کہا "تم نے اس لئے اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ جمیل شہر کا ایک بہت بڑا آدمی ہے...."

اس پر منیجر نے شہر کے اس بہت بڑے آدمی کو ایک گندی سی گالی دی! اور پھر خاموش ہو گیا!

"ٹھیک ہے! تم کھلم کھلا نہیں کہہ سکتے! ظاہر ہے کہ تمہارا کلب انہیں بڑے آدمیوں کی وجہ سے چلتا ہے!"

منیجر نے تمام بڑے آدمیوں کے لئے بھی وہی گالی دہرائی اور اپنے جیب میں ہاتھ ڈال کر سگریٹ کا پیکٹ تلاش کرنے لگا۔

"ٹھیک ہے!" عمران مسکرا کر بولا "میں تم سے متفق ہوں اور میرا اخبار بھی متفق ہو جائے گا! لیکن صحیح حالات کا علم ضروری ہے۔"

"میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ پرندہ جمیل کے علاوہ اور کسی کو نہیں دکھائی دیا تھا!"

"لیکن جمیل تمہارے کلب کو بدنام کیوں کرنا چاہتا ہے!"

"میں نے الیکشن میں اس کی مخالفت کی تھی!" منیجر بولا۔

"مگر میرا خیال ہے کہ اس نے الیکشن میں حصہ نہیں لیا تھا!" عمران نے کہا۔

"وہ خود نہیں حصہ لیتا! مگر اپنے امیدوار کھڑے کرتا ہے.... اور اس کی یہی کوشش ہوتی

ہے کہ اس حلقہ انتخاب سے اس کے امیدوار کے علاوہ اور کوئی کامیابی نہ حاصل کر سکے!"

"اچھا خیر.... ہاں مگر تمہاری مخالفت کا نتیجہ کیا نکلا تھا۔"

"اس کے دو امیدوار کامیاب نہ ہو سکے!"

"اور وہ اس کے باوجود بھی تمہارے کلب میں آتا رہا تھا!" عمران نے کہا!

"ہاں.... اسی پر تو مجھے حیرت تھی! لیکن اس پرندے والے معاملے نے میری آنکھیں کھول دیں! وہ اس طرح انتقام لینا چاہتا ہے! آدھے سے زیادہ مستقل ممبروں نے کلب سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے.... اور روزانہ کے گاہکوں میں بھی کمی واقع ہو گئی ہے!"

"اچھا اگر یہ سازش ہے تو میں دیکھ لوں گا!" عمران بولا! "اور میں یہاں سے اس وقت تک نہ جاؤں گا۔ جب تک کہ حقیقت نہ معلوم کر لوں!"

منیجر کچھ نہ بولا! اس کے چہرے پر یقین و تشکیک کی کش مکش کے آثار نظر آ رہے تھے!

۵

شام بڑی خوشگوار تھی! سورج دور کی پہاڑیوں کی طرف جھک رہا تھا اور کپکپاتی ہوئی سرخی مائل دھوپ سرسبز چٹانوں پر بکھری ہوئی تھی!

عمران چلتے چلتے اچانک منہ کے بل گر پڑا پہلے تو ننھی ننھی بچیوں نے قہقہہ لگایا لیکن جب عمران اٹھنے کی بجائے بے حس و حرکت اوندھا پڑا ہی رہا تو بچیوں کے ساتھ والے اس کی طرف دوڑ پڑے.... ان میں دو جوان لڑکیاں تھیں اور تین مرد! ایک نے عمران کو سیدھا کیا.... اور پھر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر بولا۔

"بیہوش ہو گیا ہے--!"

"دیکھئے سر تو نہیں پھٹا!" ایک لڑکی بولی.... اور وہ آدمی عمران کا سر ٹٹولنے لگا!

یہ لوگ اپنے لباس کی بنا پر اچھی حیثیت والے معلوم ہو رہے تھے!

"نہیں سر محفوظ ہے!" نوجوان بولا! "یہ شائد کسی قسم کا دورہ ہے.... کیا کہتے ہیں اسے.... مرگی.... مرگی!" وہ عمران کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کرنے لگا!

سامنے ہی ایک عالیشان عمارت تھی اور یہاں سے اس کا فاصلہ زیادہ نہیں تھا.... یہ نواب جاوید مرزا کی کوٹھی تھی!....

"اب کیا کرنا چاہئے!" نوجوانوں میں سے ایک نے کہا" یہ بیچارا یہاں کب تک پڑا رہے

گا.... کیوں نہ ہم اسے اٹھا کر کوٹھی میں لے چلیں!"

لڑکیوں نے بھی اس کی تائید کی اور تیسرا جو سب سے الگ تھلگ کھڑا تھا منہ بنا کر بولا" میرا خیال ہے کہ اس کی ضرورت نہیں!"

"کیوں؟" ایک لڑکی جھلا کر اس کی طرف مڑی!

"یہ مجھے کوئی اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا!"

"برا ہی سہی!" لڑکی نے ناخوشگوار لہجے میں کہا" دنیا کا کوئی آدمی فرشتہ نہیں ہوتا!"

عمران کو زمین سے اٹھایا گیا! لیکن وہ تیسرا الگ ہی الگ رہا۔

حالانکہ وہ دونوں اس کی مدد کی ضرورت محسوس کر رہے تھے.... جوں توں کر کے وہ کوٹھی میں داخل ہوئے اور سب سے پہلا کمرہ جو ان کی پہنچ میں تھا۔ عمران سے آباد ہو گیا! وہ اسے ہوش میں لانے کے لئے طرح طرح کی تدبیریں اختیار کرتے رہے لیکن کامیابی نہ ہوئی! آخر تھک ہار کر انہیں ڈاکٹر کو فون کرنا پڑا....

"یہ بن رہا ہے!" اس نوجوان نے کہا جس نے اسے برا آدمی کہا تھا!

"تم احمق ہو!" لڑکی بولی!

"ہو سکتا ہے شوکت کا خیال درست ہو؟" دوسرے نے کہا!

"تم بھی احمق ہو!"

پہلے نے کچھ نہیں کہا دوسری لڑکی بھی خاموش رہی۔

"اچھا میں اسے ہوش میں لاتا ہوں۔" شوکت آگے بڑھ کر بولا--!

"نہیں.... قطعی نہیں!" لڑکی نے سخت لہجے میں کہا" ڈاکٹر آ رہا ہے!"

"تمہاری مرضی!" شوکت برا سا منہ بنائے ہوئے پیچھے ہٹ گیا!

اتنے میں ایک باوقار بوڑھا کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی عمر ستر کے لگ بھگ رہی ہوگی لیکن تندرستی بہت اچھی تھی! سفید بالوں میں بھی وہ جوان معلوم ہوتا تھا!....

"کیا بات ہے!.... یہ کون ہے؟"

"ایک راہگیر!" لڑکی نے کہا" چلتے چلتے گرا اور بیہوش ہو گیا!"

"لیکن ہے کون؟"

"پتہ نہیں! تب سے اب تک بیہوش ہے!"

"اوہ.... تم لوگوں کو بالکل عقل نہیں! ہٹو ادھر مجھے دیکھنے دو!"

بوڑھا مسہری کے قریب پہنچ کر بولا" آدمی ذی حیثیت معلوم ہوتا ہے! اس کی جیب میں

موزیٹنگ کارڈ ضرور ہوگا! تم لوگ اب تک جھک مارتے رہے ہو!"

اس نے عمران کی مختلف جیبیں ٹٹولنے کے بعد آخر کار ایک وزیٹنگ کارڈ نکال ہی لیا!

اور اس پر نظر ڈالتے ہی اس نے قہقہہ لگایا۔

"ہاہا... دیکھا پروین! میں نہ کہتا تھا کہ کوئی ذی حیثیت آدمی ہے... یہ دیکھو!... شہزادہ سطوت جاہ!"

"شہزادہ سطوت جاہ" شوکت نے طنزیہ لہجہ میں دہرایا۔

پروین بوڑھے کے ہاتھ سے کارڈ لے کر دیکھنے لگی!

"ہو سکتا ہے کہ یہ مجھ سے ملنے ہی کے لئے ادھر آیا ہو!" بوڑھے نے کہا۔

شوکت دوسری لڑکی کے قریب کھڑا آہستہ آہستہ کچھ بڑبڑا رہا تھا!

اچانک وہ لڑکی بوڑھے کو مخاطب کر کے بولی "شوکت بھائی کا خیال ہے یہ شخص بیہوش نہیں ہے!"

"تمہارا کیا خیال ہے!" بوڑھے نے لڑکی سے پوچھا۔

"بات یہ ہے کہ اب تک ہوش میں آ جانا چاہئے تھا!" لڑکی نے کہا۔

"یعنی تم بھی یہی سمجھتی ہو کہ یہ بن رہا ہے!"

"جی ہاں! میرا بھی یہی خیال ہے!"

"اچھا تو اس معاملہ میں جو بھی شوکت سے متفق ہو اپنے ہاتھ اٹھا دے!" بوڑھے نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ پروین کے علاوہ اور سب نے ہاتھ اٹھا دیئے۔

"کیوں تم ان لوگوں سے متفق نہیں ہو!" بوڑھے نے اس سے پوچھا!

"نہیں! حضور اَبا...!"

"اچھا تو تم یہیں ٹھہرو... اور تم سب یہاں سے دفع ہو جاؤ!" بوڑھے نے ہاتھ جھٹک کر کہا! پروین کے علاوہ اور سب چلے گئے۔۔!

نواب جاوید مرزا عرف عام میں جھکی تھا... اور اس کے ذہن میں جو بات بیٹھتی پتھر کی لکیر ہو جاتی!... وہ لوگ جو اس سے کسی بات پر متفق نہ ہوتے انہیں عام طور پر خسارے ہی میں رہنا پڑتا تھا! اس کے تینوں بھتیجے شوکت، عرفان، صفدر اور بھانجی ریحانہ اس وقت دھوکے ہی میں رہے... اس لئے انہیں اس کے عتاب کا شکار ہونا پڑا... انہیں اس کا علم نہیں تھا کہ نواب جاوید مرزا کی رائے مختلف ہو گی!

"میرا خیال بھی کبھی غلط نہیں ہوتا" جاوید مرزا نے پروین کی طرف دیکھ کر کہا "یا ہوتا ہے!"

"کبھی نہیں!"

اتنے میں ڈاکٹر آ گیا!... وہ کافی دیر تک عمران کو دیکھتا رہا!

پھر جاوید مرزا کی طرف دیکھ کر کہا "آپ کا کیا خیال ہے!"

"نہیں تم پہلے اپنا خیال ظاہر کرو!"

"جو آپ کا خیال ہے وہی میرا بھی ہے!"

"یعنی...!"

ڈاکٹر شش و پنج میں پڑ گیا۔ وہ یہاں کا فیملی ڈاکٹر تھا اور یہاں سے اسے سینکڑوں روپے ماہوار آمدنی ہوتی تھی! اس لئے وہ بہت محتاط رہتا تھا!... وہ جاوید مرزا کے سوال کا جواب دیئے بغیر ایک بار پھر عمران پر جھک پڑا۔

"ہاں ہاں!" جاوید مرزا سر ہلا کر بولا "اچھی طرح اطمینان کر لو... پھر خیال ظاہر کرنا!"

جاوید مرزا ٹہلنے لگا! ایک لحظہ کے لئے اس کی پشت ان کی طرف ہوئی اور پروین نے اشارے سے ڈاکٹر کو سمجھا دیا...

جاوید مرزا ٹہلتا رہا... وہ آہستہ آہستہ بڑبڑا رہا تھا۔ "شہزادہ سطوت جاہ... شہزادہ سطوت جاہ... واہ نام ہی سے شان ٹپکتی ہے۔ پرانی عظمتوں کا احساس ہوتا ہے...!"

"جناب عالی..." ڈاکٹر سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا "بیہوشی! گہری بیہوشی... مگر یہ کوئی مرض نہیں معلوم ہوتا!"

"خوب تو تم بھی مجھ سے متفق ہو!"

"قطعی جناب...!"

"پھر...! یہ ہوش میں کیسے آئے گا!"

"میرا خیال ہے... خود بخود... دوا کی ضرورت نہیں!"

"مگر میرا خیال ہے کہ دوا کی ضرورت ہے!"

"اگر آپ کا خیال ہے تو پھر ہو گی... آپ مجھ سے زیادہ تجربہ کار ہیں!" ڈاکٹر نے کہا!

"نہیں بھئی! بھلا میں کس قابل ہوں!" جاوید مرزا نے مسکرا کر خاکساری ظاہر کی!

"فی الحال میں ایک انجکشن دے رہا ہوں!"

"انجکشن" جاوید مرزا نے برا سا منہ بنایا۔ "پتہ نہیں... کیا ہو گیا ہے آج کل کے معالجوں کو... انجکشن کے علاوہ اور کوئی علاج ہی نہیں ہے!"

"پھر آپ کیا چاہتے ہیں!" ڈاکٹر نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا!

"کوئی نیا... طریقہ... ایک بار نادر شاہ درانی نے...."

یک بیک عمران بوکھلا کر اٹھ بیٹھا!

"گٹ آؤٹ.... آل آف یو" اس نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر چاروں طرف دیکھ کر شرمندہ ہو جانے کے سے انداز میں ہونٹوں پر زبان پھیر پھیر کر تھوک نگلنے لگا--!

"اب کیسی طبیعت ہے!" جاوید مرزا نے پوچھا!

"وہ تو ٹھیک ہے.... مگر....!" عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا!

"میں جاوید مرزا ہوں.... یہ پروین ہے.... اور یہ ڈاکٹر فطرت!"

"عشرت!" ڈاکٹر نے تصحیح کی!

"اور میں....!"

"ہاں ہاں! تم سطوت جاہ.... ہو! شہزادہ سطوت جاہ!"

"ہائیں....!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا "آپ میرا نام کیسے جان گئے!"

اس پر جاوید مرزا صرف ہنس کر رہ گیا!

"میں نے ابھی تک کسی پر اپنی اصلیت ظاہر نہیں کی تھی.... آپ کو کیسے....!"

"پرواہ مت کرو!...." جاوید مرزا نے کہا.... "اب تمہاری طبیعت کیسی ہے!"

"مگر میں یہاں کیسے آیا....!"

"تم چلتے چلتے گر کر بیہوش ہو گئے تھے!" جاوید مرزا بولا۔

"ہائیں!" عمران کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں "کوئی ایکسیڈنٹ تو نہیں ہوا۔!"

"ایکسیڈنٹ!" جاوید مرزا نے حیرت ظاہر کی "میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا!"

"میری کار کہاں ہے؟"

"کار" پروین اسے گھور کر بولی "آپ تو پیدل تھے.... ہم نے کوئی کار نہیں دیکھی!"

"مذاق نہ کیجئے!" عمران گھگھیا کر بولا!

"نہیں بخدا وہاں کوئی کار نہیں تھی!"

"میرے خدا!.... کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں!" عمران اپنی پیشانی رگڑنے لگا!

"کیا معاملہ ہے!" جاوید مرزا نے دخل دیا۔

"میں اپنی کار ڈرائیو کر رہا تھا!" عمران نے کہا--!

پھر اس کا نتیجہ جو کچھ ہوا ہوگا ظاہر ہے!.... جاوید مرزا سے لے کر دروازوں کے شیشے صاف کرنے والا لڑکا تک سب پاگل ہو گئے! بڑی دور دور تک کار تلاش کی گئی۔ مگر.... وہاں تھا کیا!.... تھوڑی دیر بعد سب اسٹڈی میں اکٹھے ہوئے۔ شوکت، عرفان، صفدر اور ریحانہ بھی

موجود تھے!

شوکت بار بار عمران کو عجیب نظروں سے گھورنے لگتا تھا!.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ ان سب سے بیزار ہو!.... اس نے اس دوران میں ایک بار بھی حیرت کا اظہار نہیں کیا تھا!

"سردار گڈھ.... بھوتوں کا مسکن بن گیا ہے!" جاوید مرزا بڑبڑایا!

"روزانہ ایک انہونی بات سامنے آتی ہے.... ویسے سطوت جاہ تم ٹھہرے کہاں ہو!"

"رائل ہوٹل میں!...."

"سردار گڈھ کب آئے ہو!"

"پرسوں!"

"پھر تم اپنی کار کے لئے کیا کرو گے!"

"صبر کروں گا....!"

"آپ کہاں کے شہزادے ہیں جناب!" دفعتاً شوکت نے پوچھا!

"پرنس آف ڈھمپ!" عمران اپنی گردن اکڑا کر بولا!

"یہ ڈھمپ کیا بلا ہے!"

"نقشے میں تلاش کیجئے! آپ ہماری توہین کر رہے ہیں!"

شوکت باہر جاؤ!" جاوید مرزا بگڑ گیا!

"شوکت چپ چاپ اٹھا اور باہر چلا گیا!

"تم کچھ خیال نہ کرنا" جاوید مرزا نے عمران سے کہا "یہ ذرا بددماغ ہے!"

"آپ بھی میری توہین کر رہے ہیں!" عمران نے ناخوشگوار لہجے میں کہا "نہ آپ نہ جناب... تم.... یہ بھی کوئی بات ہوئی....!"

"میں نواب جاوید مرزا ہوں!"

"اچھا!" عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا.... پھر آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کرتا ہوا بولا "آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی...."

"مجھے بھی ہوئی!"

"اور یہ سب حضرات.... اور.... خواتین....!"

"یہ عرفان ہے! یہ صفدر ہے.... یہ پروین.... یہ ریحانہ....!"

"یہ پروین...." عمران صفدر کی طرف اشارہ کر کے بولا! پھر اپنا منہ پیٹنے لگا.... "لاحول ولا قوۃ.... بھول گیا....!.... یہ یہ!"

جاوید مرزا نے ایک بار پھر ان کے نام دہرا کر عمران کو سمجھانے کی کوشش کی!

"ان سب کی رگوں میں آپ کا خون ہے!" عمران نے پوچھا!

"ہاں یہ دونوں میرے بھتیجے ہیں! یہ بھانجی اور یہ بیٹی!"

"اور.... وہ صاحب جو چلے گئے!"

"وہ بھی بھتیجا ہے!"

"ایک بار پھر بڑی خوشی ہوئی!" عمران نے پھر جاوید مرزا سے بڑی گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کیا!

"مگر آپ کی کار کا کیا ہوگا!" جاوید مرزا نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔ "ایک بار پھر یاد کیجئے کہ آپ نے اسے کہاں چھوڑا تھا!"

"پتہ نہیں میں نے اسے چھوڑا تھا یا اس نے مجھے چھوڑا تھا.... مجھے سب سے پہلے اس پر غور کرنا چاہئے!"

اچانک نواب جاوید مرزا نے ناک سکوڑ کر برا سا منہ بنایا!

"سچ مچ!... میں اس شوکت کو یہاں سے نکال دوں گا!" اس نے کہا۔

"نہیں میں خود ہی جا رہا ہوں!" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا!

"ارے ہائیں.... آپ کے لئے نہیں کہا گیا!" جاوید مرزا اسے شانوں سے پکڑ کر بٹھاتا ہوا بولا "وہ تو میں شوکت کو کہہ رہا تھا! کیا آپ کسی قسم کی بو نہیں محسوس کر رہے!"

"کر رہا ہوں!.... واقعی یہ کیا بلا ہے!" عمران اپنے نتھنے بند کر کے منمنایا۔

"اسے سائنٹسٹ کہلائے جانے کا خبط ہے!.... اس وقت غالباً وہ اپنی تجربہ گاہ میں ہے اور یہ بدبو کسی گیس کی ہے خدا کی پناہ.... ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے بھنگیوں کی فوج کہیں قریب ہی مارچ کر رہی ہو!"

"کم از کم شاہی خاندانوں کے افراد کے لئے تو یہ مناسب نہیں ہے!" عمران نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

"آپ کے خیالات بہت اچھے ہیں.... بہت اچھے...." جاوید مرزا اسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ پھر پروین کی طرف مڑ کر کہا۔

"دیکھا!.... میں نہ کہتا تھا! آج بھی شاہی خاندانوں میں ایسے نوجوان افراد موجود ہیں۔ جنہیں عمومیت سے نفرت ہے!.... یہ سائنٹسٹ وائنٹسٹ ہونا ہمارے بچوں کے لئے مناسب نہیں ہے ڈاکٹر عشرت! تم جا سکتے ہو!"

جاوید مرزا نے آخری جملہ ڈاکٹر کی طرف دیکھے بغیر کہا تھا! ڈاکٹر رخصت ہو گیا!

۶

اسی شام کو روشی بھی عمران کی ٹوسیٹر کار سمیت سردار گڈھ پہنچ گئی! عمران نے صبح ہی اسے اس کے لئے تار دیا تھا اور اسے توقع تھی کہ روشی دن ڈوبتے ڈوبتے سردار گڈھ پہنچ جائے گی! اسے محکمہ سراغرسانی کا ایک آدمی جمیل کی کوٹھی تک پہنچا گیا تھا....!

عمران اپنا طریق کار متعین کر چکا تھا.... اور اسکیم کے تحت اسے رائل ہوٹل میں قیام کرنا تھا۔ وہاں کمرے حاصل کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی اور یہ حقیقت ہے کہ اس نے وہاں کے رجسٹر میں اپنا نام شہزادہ سطوت جاہ ہی لکھوایا.... اور روشی بدستور روشی رہی! اسے شہزادے صاحب کی پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت حاصل تھی!

رات کا کھانا انہوں نے ڈائننگ ہال ہی میں کھایا.... اور پھر عمران روشی کو یہاں کے حالات سے آگاہ کرنے لگا.... اچانک اس کی نظر شوکت اور عرفان پر پڑی جو ان سے کافی فاصلہ پر بیٹھے ان دونوں کو گھور رہے تھے!

عمران نے دریافت حال کے سے انداز میں اپنے سر کو جنبش دی اور عرفان اپنی میز سے اٹھ کر تیر کی طرح ان کی طرف آیا! لیکن شوکت نے منہ پھیر لیا--!

"تشریف رکھیئے.... مسٹر پروان!" عمران نے پُر مسرت لہجے میں بولا!

"عرفان....!" اس نے بیٹھتے ہوئے تصحیح کی--!

"آپ کچھ خیال نہ کیجئے گا!" عمران نے شرمندگی ظاہر کی "مجھے نام عموماً غلط ہی یاد آتے ہیں!"

"آپ نے عرفان اور پروین کو گڈمڈ کر دیا!" عرفان ہنسنے لگا "اکثر ایسا بھی ہوتا ہے! کہئے آپ کی گاڑی ملی....!"

"لاحول ولا قوۃ! کیا کہوں!" عمران اور زیادہ شرمندہ نظر آنے لگا!

"کیوں کیا ہوا۔"

"وہ کمبخت تو یہاں گیراج میں بند پڑی تھی اور مجھے یاد آ رہا تھا کہ میں گاڑی ہی پر تھا!"

"خوب!" عرفان اسے عجیب نظروں سے دیکھنے لگا! لیکن وہ بار بار نظریں چرا کر روشی کی طرف بھی دیکھتا جا رہا تھا! جو سچ مچ ایسے ہی مودبانہ انداز میں بیٹھی تھی جیسے کسی شہزادے کی پرائیویٹ سیکرٹری ہو۔

"سیکرٹری"! اچانک عمران اس کی طرف مڑ کر انگریزی میں بولا "میں ابھی کیا یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔"

"آپ.... آپ.... میرا خیال ہے.... اس آدمی.... ہاں آدمی ہی کا نام یاد کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔"

"وہ....وہ.... آدمی.... جس نے ایک ایکڑ زمین میں.... ڈیڑھ من شلجم اگائے تھے!"

"آہا.... آہا....یاد آگیا!" عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا.... پھر فوراً ہی بیٹھ کر بولا "مگر نہیں.... وہ تو دوسرا آدمی تھا.... جس نے.... کیا کیا تھا.... لاحول ولا قوۃ.... یہ بھی بھول گیا.... کیا بتاؤں۔ عمران صاحب!"

"عمران نہیں عرفان!" عرفان نے پھر ٹوکا!

"عرفان صاحب! ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا!"

عرفان بور ہو کر اٹھ گیا! حالانکہ وہ روشی کی وجہ سے بیٹھنا چاہتا تھا! مگر اسے اندازہ ہو گیا تھا روشی اس احمق آدمی کی موجودگی میں اس میں دلچسپی نہیں لے سکتی! کیونکہ اس نے اس دوران میں ایک بار بھی عرفان کی طرف نہیں دیکھا تھا!

عرفان پھر شوکت کے پاس جا بیٹھا....!

عمران اور روشی بھی اٹھ کر اپنے کمروں میں چلے آئے!

"وہ دوسرا آدمی تمہیں اچھی نظروں سے نہیں دیکھ رہا تھا!" روشی نے کہا!

"تب وہ تمہیں دیکھ رہا ہو گا!"

"شٹ اَپ!"

"آرڈر۔ آرڈر.... تم میری سیکرٹری ہو اور میں پرنس سطوت جاہ!"

"لیکن اس رول میں تو اپنی حماقتوں سے باز آجاؤ!" روشی نے کہا۔

مگر عمران نے اس بات کو ٹال کر دوسری شروع کر دی!

"کل تم جیل خانے میں جاؤ گی!.... اررر.... میرا یہ مطلب نہیں کہ.... ہاں.... وہاں ایک قیدی ہے! میں نے آج بہتیری معلومات فراہم کر لی ہیں!.... ہاں.... وہ قیدی.... اس کا نام سلیم ہے.... اسے شوکت نے جیل بھجوایا تھا کل صبح تمہیں اس سے ملنے کے لئے اجازت نامہ مل جائے گا!...." عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا!

"لیکن.... مجھے اس سے کیوں ملنا ہو گا!"

"یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس پر جو الزامات لگائے گئے ہیں ان میں کہاں تک حقیقت ہے!"

"کیا الزامات لگائے گئے ہیں!"

"اُسی سے پوچھنا!"

"لیکن وہ ہے کون اور اس واقعہ سے اس کا کیا تعلق ہے!"

"تم اس کی پرواہ مت کرو! اس سے جو کچھ گفتگو ہو مجھے اس سے مطلع کر دینا!"

"خیر مت بتاؤ!.... مگر.... ظاہر ہے کہ میں ایک ملاقاتی کی حیثیت سے وہاں جاؤں گی.... وہ اس ملاقات کی وجہ ضرور پوچھے گا!.... وہ سوچے گا....!"

"اونہہ اونہہ!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا "تم اسکی بھی پرواہ نہ کرو! اس سے کہہ دینا کہ تم ایک غیر مقامی اخبار کی رپورٹر ہو!"

"تب تو مجھے اُس کے تھوڑے بہت حالات سے پہلے ہی واقف ہونا چاہئے!"

"ٹھیک ہے!" عمران پسندیدگی کے اظہار میں سر ہلا کر بولا "تم اب کافی چل نکلی ہو! اچھا تو سنو!

سلیم، شوکت کا لیبوریٹری اسسٹنٹ تھا! شوکت.... وہ آدمی.... جو تمہاری دانست میں اس وقت مجھے اچھی نظروں سے نہیں دیکھ رہا تھا.... وہ پروین کا چچازاد بھائی ہے.... غالباً تم سمجھ ہی گئی ہو گی!"

"یعنی....! وہ خود بھی پروین کے امیدواروں میں سے ہو سکتا ہے!"

"واقعی چل نکلی ہو!.... بہت اچھے!.... ہاں یہی بات ہے اور شوکت کو سائنٹیفک تجربات کا خبط ہے!

وہ ایک باقاعدہ قسم کی لیبارٹری بھی رکھتا ہے!...."

"اور.... وہ کیا نام اس کا.... سلیم اس کا لیبارٹری اسسٹنٹ تھا.... اور شوکت ہی نے اسے جیل بھجوایا۔۔ آخر کیوں؟.... وجہ کیا تھی!"

"وجہ بظاہر ایسی نہیں جس سے اس کیس کے سلسلے میں ہمیں کوئی دلچسپی ہو سکے.... لیکن ہو سکتا ہے کہ وجہ وہ نہ ہو جو ظاہر کی گئی ہے!"

"کیا ظاہر کی گئی ہے۔ میں وہی پوچھ رہی ہوں!"

"ایک معمولی سی رقم خرد برد کر دینے کا الزام!"

"یعنی اسی الزام کے تحت وہ جیل میں ہے!" روشی نے پوچھا!

"یقیناً!"

"تب پھر ظاہر ہے کہ حقیقت بھی یہی ہو گی! ورنہ وہ اس جرم کے تحت جیل میں کیوں ہوتا!"

"کیوں کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ اصل جرم عائد کردہ الزام سے بھی زیادہ سنگین ہو! جسے نہ شوکت ہی ظاہر کرنا پسند کرتا ہو اور نہ سلیم!"

"اگر یہ بات ہے تو پھر وہ مجھے حقیقت بتانے ہی کیوں لگا!"

"روشی! روشی!.... اتنی ذہین نہ بنو! ورنہ میں بور ہو جاؤں گا.... مر جاؤں گا! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو!"

"تب پھر کوئی تیسری بات ہوگی جسے تم ظاہر نہیں کرنا چاہتے!" روشی نے لاپروائی سے کہا "خیر میں جاؤں گی!"

"ہاں شاباش! میں صرف اتنا ہی چاہتا ہوں کہ تم کسی طرح اس سے مل لو!"

۷

قیدی سلاخوں کی دوسری طرف موجود تھا! روشی نے اسے غور سے دیکھا اور وہ اسے نیچے سے اوپر تک ایک شریف آدمی معلوم ہوا۔ اس کی عمر تیس اور چالیس کے درمیان رہی ہوگی! آنکھوں میں ایسی نرمی تھی جو صرف ایماندار آدمیوں ہی کی آنکھوں میں نظر آسکتی ہے!

روشی کو دیکھ کر وہ سلاخوں کے قریب آگیا!

"میں آپ کو نہیں جانتا!" وہ روشی کو گھورتا ہوا آہستہ سے بولا۔

روشی نے ایک قہقہہ لگایا جس کا انداز چڑانے کا سا تھا! روشی نے اس وقت اپنے ذہن کو بالکل آزاد کر دیا تھا! وہ اپنے طور پر اس سے گفتگو کرنا چاہتی تھی! عمران کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرنے کا ارادہ نہیں تھا!.... عمران کی باتوں سے اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ وہ صرف اس ملاقات کا ردِ عمل معلوم کرنا چاہتا ہے! اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں!"

"آپ کون ہیں!" قیدی نے پھر پوچھا!

"میں ہاہا....!" روشی نے پھر قہقہہ لگایا اور بری عورتوں کی طرح بے ڈھنگے پن سے لچکنے لگی!

"میں سمجھ گیا!" قیدی آہستہ سے بڑبڑایا۔ "لیکن تم مجھے غصہ نہیں دلا سکتیں! قطعی نہیں! کبھی نہیں!"

بات بڑی عجیب تھی اور ان جملوں کی نوعیت پر غور کرتے وقت روشی کی اداکاری رخصت ہو گئی اور وہ ایک سیدھی سادی عورت نظر آنے لگی! قیدی اسے توجہ اور دلچسپی سے دیکھتا رہا! پھر اس نے آہستہ سے پوچھا!

"تمہیں یہاں کس نے بھیجا ہے!"

اچانک روشی کی ذہانت پھر جاگ اٹھی اس نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا "نہیں تم وہ آدمی نہیں معلوم ہوتے!"

"کون آدمی!"

"کیا تمہارا نام سلیم ہے!"

"میرا یہی نام ہے!"

"اور تم نواب زادہ شوکت کے لیبوریٹری اسسٹنٹ تھے!"

"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے!"

"پھر تم وہی آدمی ہو!"

قیدی کے چہرے پر تفکر کے آثار پیدا ہو گئے لیکن ان میں سراسیمگی کو دخل نہیں تھا!.... وہ خالی الذہنی کے سے انداز میں چند لمحے روشی کے چہرے پر نظر جمائے رہا پھر دو تین قدم پیچھے ہٹ کر بولا "تم جا سکتی ہو!"

"لیکن.... اگر.... تم سلیم....!"

"میں کچھ نہیں سننا چاہتا! یہاں سے چلی جاؤ!"

"مگر.... وہ!"

"جاؤ!" وہ حلق پھاڑ کر چیخا اور دو سنتری تیزی سے چلتے ہوئے سلاخوں کے پاس پہنچ گئے.... قبل اس کے کہ قیدی کچھ کہتا روشی بول پڑی! "تم فکر نہ کرو سلیم میں تمہارے گھر والوں کی اچھی طرح خبر گیری کروں گی!"

اور پھر وہ جواب کا انتظار کئے بغیر باہر نکل گئی!

۸

عمران نے روشی کا بیان بہت غور سے سنا اور چند لمحے خاموش رہ کر بولا!

"تم واقعی چل نکلی ہو! اس سے زیادہ میں بھی نہ کر سکتا...!"

"اور تم میری اس کارروائی سے مطمئن ہو!" روشی نے پوچھا!

"اتنا مطمئن.... کہ....!"

عمران جملہ پورا نہ کر سکا! کیونکہ کسی نے کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک دی تھی۔

"ہاں.... آں.... کم ان!" عمران نے دروازے کو گھورتے ہوئے کہا!
ایک لڑکی دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوئی.... عمران نے اس پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی....
"میں سعیدہ ہوں!" لڑکی نے کہا! "آپ نے مجھے دیکھا تو ہوگا!"
"نہیں ابھی نہیں دیکھ سکا! سیکرٹری میری عینک!"
لڑکی اس پر کچھ جھنجھلا سی گئی۔
"میں سجاد صاحب کی لڑکی ہوں!"
"لاحول ولا قوۃ۔ میں لڑکا سمجھا تھا.... تشریف رکھئے! سیکرٹری! ڈائری میں دیکھو.... یہ امجاد صاحب کون ہیں!"
"سجاد صاحب!" لڑکی غصیلی آواز میں بولی! "آخر آپ میرا مذاق کیوں اڑا رہے ہیں!"
"میں نے آج تک پتنگ کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں اڑائی آپ یقین کیجئے.... یوں تو اڑانے کو میرے خلاف بے پر کی بھی اڑائی جاسکتی ہے!"
"میں یہ کہنے آئی تھی کہ جمیل بھائی آپ سے ملنا چاہتے ہیں!" سعیدہ جھلا کر کھڑی ہوگئی۔
"سیکرٹری.... ذرا ڈائری....!"
عمران کا جملہ پورا ہونے سے قبل ہی سعیدہ کمرے سے نکل گئی!
"اس لڑکی کو میں نے کہیں دیکھا ہے!" روشی بولی "تم نے کیا کہہ دیا وہ غصے میں معلوم ہوتی تھی!" عمران خاموش رہا! اتنے میں فون کی گھنٹی بول اٹھی! عمران نے بڑھ کر ریسیور اٹھالیا!
"ہیلو....! ہاں....! ہاں! ہم ہی بول رہے ہیں! سطوت جاہ! اوہ.... اچھا.... اچھا! ضرور.... ہم ضرور آئیں گے....!"
عمران نے ریسیور رکھ کر انگڑائی لی اور خواہ مخواہ مسکرانے لگا!
"مجھے اس آدمی.... سلیم کے متعلق بتاؤ...." روشی نے کہا۔
"کیا وہ بہت خوب صورت تھا!" عمران نے پوچھا!
"بکواس مت کرو! بتاؤ مجھے.... وہ عجیب تھا اور اس کا وہ جملہ.... تم مجھے غصہ نہیں دلا سکتیں.... اور اس نے پوچھا تھا کہ تمہیں کس نے بھیجا ہے!"
"روشی!.... تم نے اس کے بارے میں کیا سوچا ہے!" عمران نے پوچھا!
"میں نے! میں نے کچھ نہیں سوچا! ویسے وہ چوری کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے! ہے نا!"
"یہی خاص نکتہ ہے....!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا "لیکن اس نے جو گفتگو تم سے کی

تھی.... وہ عجیب تھی.... تھی یا نہیں....! اب تم خود اندازہ کرسکتی ہو!"
"یعنی اس کے سلسلے میں حقیقت وہ نہیں ہے جو ظاہر کی گئی ہے!"
"باس.... بالکل ٹھیک ہے! اس سے زیادہ میں بھی نہیں جانتا!"
تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر روشی بڑبڑانے لگی "اور وہ نیلا پرندہ!.... بالکل کہانیوں کی باتیں....!"
"نیلا پرندہ!" عمران ایک طویل سانس لے کر اپنی ٹھوڑی کھجانے لگا! "میرا خیال ہے کہ اسے جمیل کے علاوہ اور کسی نے نہیں دیکھا! پیریسین نائٹ کلب کے منیجر کا بھی بیان ہے! آج میں ان چند لوگوں سے بھی ملوں گا جن کے نام مجھے معلوم ہوئے ہیں--!"
"کن لوگوں سے!"
"وہ لوگ جو اس شام کلب کے ڈائننگ ہال میں موجود تھے!"
لیکن اسی دن چند گھنٹوں کے بعد اس سلسلے میں عمران نے روشی کو جو کچھ بھی بتایا وہ امید افزا نہیں تھا! وہ ان لوگوں سے ملا تھا جو واردات کی شام کلب میں موجود تھے! لیکن انہیں وہاں کوئی پرندہ نہیں نظر آیا تھا۔ البتہ انہوں نے جمیل کو بوکھلائے ہوئے انداز میں اچھلتے ضرور دیکھا تھا!"
"پھر اب کیا خیال ہے!" روشی نے کہا--!
"فی الحال.... کچھ بھی نہیں!" عمران نے کہا اور جیب میں چیونگم کا پیکٹ تلاش کرنے لگا!.... روشی میز پر پڑے ہوئے قلم تراش چاقو سے کھیلنے لگی! اس کے ذہن میں بیک وقت کئی سوال تھے! عمران تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا "فیاض نے کہا تھا کہ نائٹ کلب میں وہ پرندہ کئی آدمیوں کو نظر آیا تھا!.... لیکن دوسروں کے بیانات اس کے برعکس ہیں!"
"ہو سکتا ہے کہ کیپٹن فیاض کو غلط اطلاعات ملی ہوں!" روشی نے کہا۔
"اسے یہ ساری اطلاعات سجاد سے ملی تھیں! اور سجاد جمیل کا چچا ہے!"
"اچھا.... تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا خود جمیل ہی ان اطلاعات کا ذمہ دار ہے!"
"ہاں.... فی الحال یہی سمجھا جاسکتا ہے!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا!
"اچھا پھر میں چلا.... جمیل مجھ سے ملنا چاہتا ہے....!"

۹

جمیل کی کوٹھی میں سب سے پہلے سعیدہ ہی سے مڈبھیڑ ہوئی!.... اس نے عمران کو دیکھ کر برا سا منہ بنایا اور قبل اس کے کہ عمران جمیل کے متعلق استفسار کرتا سعیدہ نے کہا "آخر آپ

اتنا بنتے کیوں ہیں!"

عمران کسی سوچ میں پڑ گیا! پھر اس نے تشویش آمیز لہجے میں کہا" حالانکہ آپ نے یہ بات اردو ہی میں پوچھی ہے۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آئی!"

"آپ یہاں کیوں آئے ہیں!" سعیدہ نے پوچھا!

"اوہ.... آپ نے کہا تھا.... شاید جمیل صاحب مجھ سے ملنا چاہتے ہیں!"

"جمیل صاحب نہیں بلکہ میں خود ملنا چاہتی تھی!"

"ملئے!" عمران سر جھکا کر خاموش ہو گیا!

"جمیل بھائی کسی سے نہیں ملتے!" سعیدہ نے کہا! "اس دن آپ کی اس تدبیر نے بڑا کام کیا تھا!"

"جمیل صاحب نے دوسروں کو خواہ مخواہ الو بنا رکھا ہے!" عمران غصیلے لہجے میں بولا۔

"کیا مطلب....!"

"وہ داغ بنائے ہوئے معلوم ہوتے ہیں.... اور یہ مشکل کام نہیں! میں آپ کے چہرے پر اسی قسم کے سیاہ دھبے بہ آسانی ڈال سکتا ہوں!"

"آپ بے تکی باتیں کر رہے ہیں!" سعیدہ کو بھی غصہ آ گیا!

"یقین کیجئے! اگر آپ تیار ہوں تو میں نہایت آسانی سے آپ کو بدصورت بنا سکتا ہوں۔"

"میں کہہ رہی ہوں کہ آپ جمیل بھائی پر اتہام لگا رہے ہیں!"

"بڑے آئے جمیل بھائی!" عمران برا سا منہ بنا کر بولا! "خواہ مخواہ پیریسین نائٹ کلب کو بدنام کر کے رکھ دیا.... آخر انہیں اس سے ملا کیا.... لاحول ولا قوۃ...."

"آپ شاید اپنے ہوش میں نہیں ہیں!" سعیدہ اسے خونخوار آنکھوں سے گھورنے لگی۔

"سچی باتیں کہنے والے عموماً دیوانے ہی سمجھے جاتے ہیں!" عمران نے لاپروائی سے کہا!

سعیدہ کچھ نہ بولی.... شائد غصے کی زیادتی کی وجہ سے اسے الفاظ ہی نہیں مل رہے تھے!

عمران نے لوہا گرم دیکھ کر دوسری ضرب لگائی۔

"اب میری زبان نہ کھلوایئے!" اس نے کہا" میں اس حرکت کا مقصد خوب سمجھتا ہوں!"

"دیکھئے آپ حد سے بڑھتے جا رہے ہیں--!"

"میں مجبور ہوں! اس کے علاوہ اور کوئی نظریہ قائم نہیں کیا جا سکتا!"

"آخر کس بناء پر....! کوئی وجہ!" سعیدہ نے پوچھا! اس کے لہجے کی سختی بدستور قائم تھی۔!

"یہاں!" عمران چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا" ہماری گفتگو دوسرے بھی سن سکتے ہیں!"

"سننے دیجئے! آپ اسی گھر کے ایک فرد پر جھوٹا الزام عائد کر رہے ہیں!"

"ٹھیک ہے!.... لیکن چونکہ میں اس گھر والوں ہی کے حق میں کام کر رہا ہوں۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ یہ باہر پھیلے!"

سعیدہ چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر آہستہ سے بولی" یقیناً! آپ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں!"

اس کا موڈ کسی حد تک ٹھیک ہو گیا تھا!

"ہو سکتا ہے کہ وہ غلط فہمی ہی ہو! مگر حالات!"

"کیسے حالات!"

"کیا آپ مطمئن ہیں کہ یہاں ہماری گفتگو کوئی تیسرا آدمی نہیں سن سکے گا!"

"ادھر کوئی نہیں آئے گا!"

"اچھا تو سنئے!.... مجھے ابھی تک زیادہ تر حالات کیپٹن فیاض ہی کی زبانی معلوم ہوئے ہیں! ظاہر ہے کہ اس کی معلومات بھی آپ ہی لوگوں کے بیانات پر منحصر ہیں!"

"یہاں آپ غلطی پر ہیں!" سعیدہ بولی" کیونکہ سارے حالات اخباروں میں بھی شائع ہوئے تھے۔"

"تو گویا اخبار والوں نے یہ بے پر کی اڑائی تھی--!"

"آپ پھر بہکنے لگے!"

"کیوں بہکنے کیوں لگا!"

"آپ ان واقعات کو جھوٹ کیوں سمجھتے ہیں!"

"تب پھر غلطی پر نہیں تھا! جب آپ لوگ ان واقعات کی تردید نہیں کر سکتے تو فیاض کی معلومات بھی آپ ہی لوگوں کی رہین منت سمجھی جائے گی!"

"چلئے یہی سہی!"

"اچھا! مگر محض آپ ہی لوگوں کے بیانات کو سچائی کا معیار نہیں بنایا جا سکتا!"

"پھر آپ اپنی اسی بات پر آ گئے!"

"پیریسین نائٹ کلب کا منیجر کہتا ہے کہ یہ سب کچھ کلب کو بدنام کرنے کے لئے کیا گیا ہے!"

"آخر اسے بدنام کرنے کی وجہ! یہ نہیں پوچھا آپ نے!"

"فیاض کا بیان ہے کہ اس نیلے پرندے کو کئی آدمیوں نے دیکھا تھا لیکن مجھے ابھی تک ایک بھی ایسا آدمی نہیں ملا جو اس کا اعتراف کرتا!.... کیا یہ جمیل صاحب کا بیان ہے کہ اس پرندے کو کئی آدمیوں نے دیکھا تھا!"

"نہیں! انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی!" سعیدہ کچھ سوچتی ہوئی بولی" یہ اخباروں کی

حاشیہ آرائی ہے۔ بھلا جمیل بھائی کو کیا معلوم کہ دوسروں نے بھی اسے دیکھا تھا یا نہیں!"

"تو میں ان کا صحیح بیان چاہتا ہوں!"

"آپ ہی کوئی تدبیر کیجئے!.... ہم لوگ انہیں اس بات پر آمادہ نہیں کر سکتے!"

"انہوں نے کچھ نہ کچھ تو بتایا ہی ہوگا!"

"صرف اتنا ہی کہ وہ ان کی گردن میں اپنی چونچ اتار کر لٹک گیا تھا!"

"لٹک گیا تھا!"

"جی ہاں! اور اسے گردن سے الگ کرنے کے لئے انہیں تھوڑی قوت بھی صرف کرنی پڑی تھی!"

"اور انہوں نے اسے کھینچ کر کھڑکی کے باہر پھینک دیا تھا!"

"پرندے کی رنگت نیلی تھی!" عمران نے پوچھا۔

"ہاں انہوں نے یہی بتایا تھا!"

"بڑی عجیب بات ہے!.... اچھا خیر.... اب جاوید مرزا کا کیا خیال ہے!"

"میں اس کے بارے میں کیا کہہ سکتی ہوں!"

"اس طرف اس واقعے کا ردِ عمل کیا ہوا ہے!"

"کچھ بھی نہیں! ان کی طرف سے رسمی طور پر صرف افسوس ظاہر کیا گیا ہے! بہر حال میرا خیال ہے کہ شاید یہ رشتہ نہ ہو سکے!"

"ٹھیک ہے!" عمران سر ہلا کر رہ گیا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا "لیکن اس سے فائدہ کسے پہنچے گا!"

"فائدہ کی بات آپ کیوں سوچ رہے ہیں!" سعیدہ نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ اس پرندے کو قہر خداوندی سمجھتے ہیں تو پھر مجھے تکلیف دینے کی کیا ضرورت تھی!"

"یہ بھی ٹھیک ہے! دیکھئے! فائدہ کی بات تو رہنے ہی دیجئے! کیونکہ اس سے کم ہی کے کئی آدمیوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے!"

"اوہو.... اچھا!" عمران نے الوؤں کی طرح اپنی آنکھوں کو گردش دی! "میں نہیں سمجھا!"

"آپ نہیں سمجھے!" سعیدہ نے ایک زہریلی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا!

"میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے مجھے بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے!.... جاوید مرزا کسی مفلس کو اپنا داماد بنانا ہرگز پسند نہ کرے گا کیونکہ وہ خود بھی مالدار ہے۔ مالداروں کو مالدار ملتے ہی رہتے ہیں۔ ایک نہیں تو دوسرا.... اور میں اتنی مالدار نہیں ہوں لہٰذا ایک مالدار کوڑھی مجھے پسند آ سکتا

ہے.... میرا باپ بخوشی اسے اپنا داماد بنا لے گا.... کیا سمجھے جناب!.... میں آپ سے اسی لئے ملنا چاہتی تھی تاکہ آپ پر یہ حقیقت واضح ہو جائے!"

"لیکن میرے سوال کا جواب یہ نہیں ہو سکتا... اور میں آپ کی اس صاف گوئی کو پسندیدگی سے نہیں دیکھتا.... ارے توبہ.... توبہ!" عمران اپنا منہ پیٹنے لگا!....

"کیوں؟....!" سعیدہ نے اسے تیکھی نظروں سے دیکھا!

"کچھ نہیں" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بڑی بوڑھیوں کی طرح بولا۔ "قیامت کا قرب ہے۔ پیشین گوئی موجود ہے کہ قیامت کے قریب لڑکیاں بڑی ڈھٹائی سے شادی بیاہ کی باتیں کریں گی.... اپنے منہ سے بر مانگیں گی.... توبہ توبہ....!"

"موضوع سے ہٹنے کی کوشش نہ کیجئے! آپ مجھے بیوقوف نہیں بنا سکتے!"

"آپ کی شادی کے بارے میں میں کچھ نہیں سننا چاہتا!" عمران نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں....!

سعیدہ کچھ نہ بولی! وہ اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے کچھ سوچ رہی تھی!

"یہ سب بیکار باتیں ہیں!" عمران بولا "کوئی ایسی تدبیر کیجئے کہ جمیل صاحب سے براہِ راست گفتگو کی جا سکے--!"

"میرے بس سے باہر ہے! پتہ نہیں انہوں نے کیا سوچا ہے!"

"رومان وغیرہ کا جھگڑا تو نہیں تھا!" عمران نے پوچھا!

"میں اس پر روشنی نہ ڈال سکوں گی! ویسے پروین اکثر ہمارے گھر آتی رہی ہے"

"اس واقعے کے بعد بھی آئی تھی!"

"کئی بار آ چکی ہے!"

"بہت اداس ہو گی!"

"میں نے غور نہیں کیا!"

"سجاد صاحب آپ کے کون ہیں!"

"والد!"

"اچھا!" عمران انگڑائی لے کر بولا "اب غالباً آپ مجھ سے مل چکی ہوں گی!"

"جی ہاں... آپ جا سکتے ہیں! اس تکلیف کا بہت بہت شکریہ!" اور عمران یہ سوچتا ہوا وہاں سے چل پڑا کہ اس ملاقات کا مقصد کیا تھا!

۱۰

نواب جاوید مرزا کے یہاں رات کے کھانے کی میز پر عمران بھی تھا! شوکت کے علاوہ خاندان کے وہ سارے افراد موجود تھے جنہیں عمران پہلے بھی یہاں دیکھ چکا تھا! وہ کافی دیر سے سوچ رہا تھا کہ آخر شوکت کیوں غائب ہے! کھانے کے دوران میں جاوید مرزا کو اچانک اپنے والد مرحوم یاد آگئے اور عمران خواہ مخواہ بور ہوتا رہا لیکن اس نے کسی مصرع پر گرہ نہیں لگائی ہو سکتا ہے کہ وہ خود ہی بات بڑھانا نہ چاہتا رہا ہو!

خدا خدا کر کے والد صاحب کی داستان ختم ہوئی... پھر دادا صاحب کا بیان بھی چھڑنے والا ہی تھا کہ عمران بول پڑا "وہ صاحب! کیا نام ہے یعنی کہ سائنسدان صاحب نظر نہیں آتے...!"

"شوکت!" جاوید مرزا بے دلی سے بڑبڑایا "وہ لیبارٹری میں جھک مار رہا ہوگا!"

"لاحول ولا قوۃ!" عمران نے اس طرح ہونٹ سکیڑے جیسے لیبارٹری میں ہونا اس کے نزدیک بڑی ذلیل بات ہو!...

اس پر عرفان نے سائنسدانوں اور فلسفیوں کی بوکھلاہٹ کے لطیفے چھیڑ دیئے!... عمران اب بھی بوریت محسوس کرتا رہا! آج وہ کچھ کرنا چاہتا تھا! جیسے ہی عرفان کے لطیفوں کا اسٹاک ختم ہوا عمران بول پڑا۔ "آپ کی کوٹھی بہت شاندار ہے... پہاڑی علاقوں میں ایسی عظیم عمارتیں بنوانا آسان کام نہیں ہے...!"

"میرا خیال ہے کہ آپ نے پوری کوٹھی نہیں دیکھی!" جاوید مرزا چہک کر بولا!

"جی نہیں!... ابھی تک نہیں!"

"اگر آپ کے پاس وقت ہو۔ تو...!"

"ضرور... ضرور... میں ضرور دیکھوں گا!..." عمران نے کہا۔ کھانے کے بعد انہوں نے لائبریری میں کافی پی... اور پھر جاوید مرزا عمران کو عمارت کے مختلف حصے دکھانے لگا!... اس تقریب میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی شریک نہیں تھا! جاوید مرزا پر ایک بار پھر عظمت رفتہ کی بکواس کا دورہ پڑا۔ لیکن عمران نے اسے زیادہ نہیں بہکنے دیا!

"یہ آپ کے شوکت صاحب... کیا کسی ایجاد کی فکر میں ہیں!"

"ایجاد!" جاوید مرزا بڑبڑایا "ایجاد وہ کیا کرے گا! بس وقت اور پیسوں کی بربادی ہے! لیکن آخر آپ اس میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہیں!"

"وجہ ہے!..."

"وجہ!" دفعتاً جاوید مرزا رک کر عمران کو گھورنے لگا!

"یقیناً آپ کو گراں گزرے گا!" عمران جلدی سے بولا "کیوں کہ آپ پرانے وقتوں کے لوگ ہیں! لیکن ہمارے طبقے پر جو بُرا وقت پڑا ہے اس سے آپ ناواقف نہ ہوں گے! اب ہم میں سے ہر ایک کو پرانی عظمت کو برقرار رکھنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا!"

"یعنی کیا کرنا پڑے گا...!"

"میں نے ایک پروگرام بنایا ہے ... شوکت صاحب سے کہئے کہ لیبارٹری میں محدود ہو کر سر کھپانا محض ذہنی عیاشی ہے!... باہر نکلیں اور اپنے طبقے کی عظمت برقرار رکھنے کے لئے کچھ کام کریں!"

"وہ کیا کرے گا!"

"مثلاً ایک ہزار ایکڑ زمین میں...!"

"کاشت کاری!" جاوید مرزا جلدی سے بولا... "بکواس ہے؟"

"افسوس یہی تو آپ نہیں سمجھے! خیر میں خود ہی شوکت صاحب سے گفتگو کروں گا!... ان کی لیبارٹری کہاں ہے!"

"آپ خواہ مخواہ اپنا وقت برباد کریں گے!" جاوید مرزا نے بے دلی سے کہا!... وہ شاید ابھی تھکا نہیں تھا اور عمران کو بور کرنا چاہتا تھا!

"نہیں جناب میں اسے ضروری سمجھتا ہوں۔ اگر وہ میری مدد کر سکیں ..." جاوید مرزا نے کسی ملازم کو آواز دی اور عمران کا جملہ ادھورا رہ گیا--!

پھر چند ہی لمحات کے بعد وہ اس ملازم کے ساتھ لیبارٹری کی طرف جا رہا تھا۔

لیبارٹری اصل عمارت سے تقریباً ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی عمارت میں تھی۔ اس میں تین کمرے تھے! شوکت یہیں رہتا بھی تھا! عمران نے نوکر کو عمارت کے باہر ہی سے رخصت کر دیا--!

ظاہر ہے کہ وہ کسی کام کے لئے یہاں آیا تھا! دروازے بند تھے اور وہ سب نیچے سے اوپر تک ٹھوس لکڑی کے تھے! ان میں شیشے نہیں تھے! کھڑکیاں تھیں... لیکن ان میں باہر کی طرف سلاخیں لگی ہوئی تھیں!... البتہ ان میں شیشے تھے اور وہ سب روشن نظر آ رہی تھیں جس کا مطلب یہ تھا کہ کوئی اندر موجود ہے!... اس نے ایک کھڑکی کے شیشوں پر پل بھر کے لئے ایک سایہ سا دیکھا! ممکن ہے وہ کسی کی متحرک پرچھائیں رہی ہو--!

عمران اس کھڑکی کی طرف بڑھا ..

دوسرے ہی لمحہ میں وہ عمارت کے اندر کے ایک کمرے کا حال بخوبی دیکھ سکتا تھا!.... حقیقتاً وہ لیبارٹری ہی میں جھانک رہا تھا!.... یہاں مختلف قسم کے آلات تھے! شوکت لوہے کی ایک انگیٹھی پر جھکا ہوا تھا! اس میں کوئلے دہک رہے تھے اور ان کا عکس شوکت کے چہرے پر پڑ رہا تھا!....

عمران کو انگیٹھی سے دھواں اٹھتا نظر آرہا تھا!.... اور وہ شاید گوشت ہی کے جلنے کی بو تھی جو لیبارٹری کی حدود سے نکل کر باہر بھی پھیل گئی تھی--!

شوکت چند لمحے انگیٹھی پر جھکا رہا پھر سیدھا کھڑا ہو گیا!

اب وہ قریب ہی کی میز پر رکھے ہوئے دفتی کے ایک ڈبے کی طرف دیکھ رہا تھا!

پھر اس نے اس میں ہاتھ ڈال کر جو چیز نکالی وہ کم از کم عمران کے خواب و خیال میں بھی نہ رہی ہو گی!... ظاہر ہے کہ وہ کسی فوری کامیابی کی توقع لے کر تو یہاں آیا نہیں تھا!....

شوکت کے ہاتھ میں ایک ننھا سا نیلے رنگ کا پرندہ تھا.... اور شاید وہ زندہ نہیں تھا.... وہ چند لمحے اس کی ایک ٹانگ پکڑ کر لٹکائے اسے بغور دیکھتا رہا پھر عمران نے اسے دہکتے ہوئے انگاروں میں گرتے دیکھا!.... ایک بار پھر انگیٹھی سے گہرا دھواں اٹھ کر خلا میں بل کھانے لگا... شوکت نے مزید دو پرندے اس ڈبے سے نکالے اور انہیں بھی انگیٹھی میں جھونک کر سگریٹ سلگانے لگا!

عمران بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے! ویسے وہ اب بھی قانونی طور پر اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا تھا!....

عمران سوچنے لگا! کاش ان میں سے ایک ہی پرندہ اس کے ہاتھ لگ سکتا! مگر اب وہاں کیا تھا!... ایک بات اس کی سمجھ میں نہ آسکی! مردہ پرندے! ان کے جلانے کا مقصد تو یہی ہو سکتا تھا کہ وہ انہیں اس شکل میں بھی کسی دوسرے کے قبضے میں نہیں جانے دینا چاہتا! یعنی ان مردہ پرندوں سے بھی جمیل والے واقعے پر روشنی پڑ سکتی تھی!

عمران لیبارٹری کی تلاشی لینے کے لئے بے چین تھا!.... لیکن! وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی کو اس پر ذرہ برابر بھی شک ہو سکے کیونکہ یہ ایک ایسا کیس تھا جس میں مجرم کے خلاف ثبوت بہم پہنچانے کے سلسلے میں کافی کدو کاوش کی ضرورت تھی.... اور مجرم کا ہوشیار ہو جانا یقیناً دشواریوں کا باعث بن سکتا تھا!....

شوکت انگیٹھی کے پاس سے ہٹ کر ایک میز کی دراز کھول رہا تھا! دراز مقفل تھی! اس نے اس میں سے ایک ریوالور نکال کر اس کے چیمبر بھرے اور جیب میں ڈال لیا! انداز سے صاف

ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کہیں باہر جانے کی تیاری کر رہا ہے! پھر وہ اس کمرے سے چلا گیا!

عمران کھڑکی کے پاس سے ہٹ کر ایک درخت کے تنے کی اوٹ میں ہو گیا! جلد ہی اس نے کسی دروازے کے کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنی۔ پھر سناٹے میں قدموں کی آہٹیں گونجنے لگیں۔ آہستہ آہستہ یہ آوازیں بھی دور ہوتی گئیں اور پھر سناٹا چھا گیا!

عمران تنے کی اوٹ سے نکل کر سیدھا صدر دروازے کی طرف آیا! اسے توقع تھی کہ وہ مقفل ہو گا!.... لیکن ایسا نہیں تھا! ہاتھ لگاتے ہی دونوں پٹ پیچھے کی طرف کھسک گئے....!

عمران ایک لحظہ کے لئے رکا!.... دروازہ غیر مقفل ہونے کا مطلب یہ تھا کہ شوکت زیادہ دور نہیں گیا! ہو سکتا تھا کہ وہ رات کے کھانے کے لئے صرف کوٹھی ہی تک گیا ہو! مگر وہ ریوالور .... آخر صرف کوٹھی تک جانے کے لئے ریوالور ساتھ لے جانے کی کیا ضرورت تھی! عمران نے اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ خواہ کچھ بھی ہو اس وقت اس چھوٹی سی عمارت کی تلاشی ضرور لی جائے گی؟

اس نے جیب سے ایک سیاہ نقاب نکال کر اپنے چہرے پر چڑھا لیا! ایسے مواقع پر وہ عموماً یہی کرتا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ کسی سے مڈ بھیڑ ہو جانے کے باوجود بھی وہ نہ پہچانا جا سکے۔

یہاں آتے وقت اس نے جاوید مرزا کے نوکر سے شوکت کے عادات و اطوار کے متعلق بہت کچھ معلوم کر لیا تھا.... شوکت یہاں تنہا رہتا تھا.... اور اس کے لیبارٹری اسسٹنٹ کے علاوہ بغیر اجازت کوئی وہاں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ خواہ وہ خاندان ہی کا کوئی فرد کیوں نہ ہو!.... فی الحال اس کا لیبارٹری اسسٹنٹ جیل میں تھا! لہٰذا شوکت کے علاوہ وہاں کسی اور کی موجودگی ناممکنات میں سے تھی۔ لیکن عمران نے اس کے باوجود بھی احتیاطاً نقاب استعمال کیا تھا وہ اندر داخل ہوا.... عمارت میں چاروں طرف گہری تاریکی تھی!.... لیکن عمران سے روشنی کرنے کی حماقت سرزد نہیں ہوئی.... وہ دیکھ بھال کے لئے ایک ننھی سی ٹارچ استعمال کر رہا تھا۔ جس کی روشنی محدود تھی!

دس منٹ گذر گئے! لیکن کوئی ایسی چیز ہاتھ نہ لگی جسے شوکت کے خلاف بطور ثبوت استعمال کیا جا سکتا!

دو کمروں کی تلاشی لینے کے بعد وہ لیبارٹری میں داخل ہوا یہاں بھی اندھیرا تھا! لیکن انگیٹھی میں اب بھی کوئلے دہک رہے تھے....

عمران نے سب سے پہلے دفتی کے اس ڈبے کا جائزہ لیا جس میں سے مردہ پرندے نکال نکال کر انگیٹھی میں ڈالے گئے تھے! مگر ڈبہ اب خالی تھا!

عمران دوسری طرف متوجہ ہوا۔

"خبردار!" اچانک اس نے اندھیرے میں شوکت کی آواز سنی! "تم جو کوئی بھی ہو اپنے ہاتھ اوپر اٹھالو...."

مگر اس کا جملہ پورا ہونے سے قبل ہی عمران کی ٹارچ بجھ چکی تھی! وہ جھپٹ کر ایک الماری کے پیچھے ہوگیا!...

"خبردار۔ خبردار...." شوکت کہہ رہا تھا "ریوالور کا رخ دروازے کی طرف ہے۔ تم بھاگ نہیں سکتے!"

عمران نے اندازہ کر لیا کہ شوکت آہستہ آہستہ سوئچ بورڈ کی طرف جا رہا ہے... اگر اس نے روشنی کر دی تو؟... اس خیال نے عمران کے جسم میں برق کی سی سرعت بھر دی اور وہ تیزی سے بے آواز چلتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا! اسے شوکت کی حماقت پر ہنسی بھی آرہی تھی۔ اول تو اتنا اندھیرا تھا کہ وہ اسے دیکھ نہیں سکتا تھا! دوم اس کمرے میں اکیلا ایک ہی دروازہ نہیں تھا۔ لیکن عمران نے اسی دروازے کو راہ فرار بنایا جس کی طرف شوکت نے اشارہ کیا تھا! وہ نہایت آسانی سے عمارت کے باہر نکل آیا اور پھر تیزی سے کوٹھی کی طرف جاتے وقت اس نے مڑ کر دیکھا تو لیبارٹری والی عمارت کی ساری کھڑکیاں روشن ہو چکی تھیں!

11

روشی نے تحیر آمیز انداز میں عمران کی طرف دیکھا۔

"ہاں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں!" عمران نے سر ہلا کر کہا "پچھلی رات شوکت نے مجھے دھوکا دیا تھا.... شاید اسے کسی طرح علم ہو گیا تھا کہ میں کھڑکی سے جھانک رہا ہوں!...."

"ریوالور تھا اس کے پاس!"

"ہاں! لیکن اس کی کوئی اہمیت نہیں! ہو سکتا ہے کہ وہ اس کا لائسنس بھی رکھتا ہو!"

"اور وہ پرندے نیلے ہی تھے!"

"سو فیصدی!" عمران نے کہا! کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا "تم پچھلی رات کہاں غائب رہیں!"

"میں اسی آدمی سلیم کے چکر میں رہی تھی!"

"ہائیں روشی! تم سچ مچ سراغرساں ہوتی جا رہی ہو! بہت خوب! ہاں تو پھر.... تم نے غالباً...."

"ٹھہرو! بتاتی ہوں!.... میں نے اس کے متعلق بہتیری معلومات حاصل کی ہیں!"

"شروع ہو جاؤ!"

"اس کے بعض اعزہ نے اس کی ضمانت لینی چاہی تھی! لیکن اس نے اسے منظور نہیں کیا! اس پر خود پولیس کو حیرت ہے!"

"اُس سے اس کی وجہ ضرور پوچھی گئی ہوگی!"

"ہاں! ہاں۔ لیکن اس کا جواب کچھ ایسا ہے جو کسی فلم یا اخلاقی قسم کے ناول کا موضوع بن کر زیادہ دلچسپ ثابت ہو سکتا ہے!"

"یعنی...!"

"وہ کہتا ہے کہ میں اپنا مکروہ چہرہ کسی کو نہیں دکھانا چاہتا! میں نے ایک ایسے مالک کو دھوکا دیا ہے جو انتہائی نیک، شریف اور مہربان تھا! میں نہیں چاہتا کہ اب کبھی اس کا سامنا ہو۔ میں جیل کی کوٹھری میں مر جانا پسند کروں گا"

"اچھا!" عمران احمقوں کی طرح آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا!

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ بیسویں صدی میں بھی اتنے حساس آدمی پائے جاتے ہوں گے! ظاہر ہے جو اتنا حساس ہوگا وہ چوری ہی کیوں کرنے لگا....! ویسے اس کے جاننے والوں کا یہ خیال عام ہے کہ وہ ایک بہت اچھا آدمی ہے اور اس سے چوری جیسا فعل سرزد ہونا ممکنات میں سے نہیں--! مگر دوسری طرف وہ خود ہی اعتراف جرم کرتا ہے!"

"تو پھر اس کے جاننے والوں میں کئی طرح کے خیالات پائے جاتے ہوں گے!"

"ہاں میں نے بھی یہی محسوس کیا ہے!" روشی سر ہلا کر بولی "کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ محض کسی قسم کا ڈرامہ ہے۔"

"لیکن کس قسم کا! اس کے مقصد پر بھی کسی نے روشنی ڈالی یا نہیں!"

"نہیں اس کے بارے میں کسی نے کچھ نہیں کہا!"

عمران کچھ سوچنے لگا۔ پھر اس نے کہا "معاملات کافی پیچیدہ ہیں!"

"پیچیدہ نہیں بلکہ مضحکہ خیز کہو!" روشی مسکرا کر بولی "سلیم شوکت کا ملازم تھا! اگر شوکت اصل مجرم تصور کر لیا جائے تو سلیم کے جیل جانے کا واقعہ بھی بے مقصد ہوا جاتا ہے!"

"کسی حد تک تمہارا خیال بالکل درست ہے!"

"کسی حد تک کیا! بالکل درست ہے!" روشی بولی!

"نہیں اس پر بالکل کی چھاپ لگا! ٹھیک۔ نہیں!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا!

"اچھا پھر تم ہی بتاؤ کہ اسے جیل کیوں بھجوایا گیا۔!"

"ہو سکتا ہے کہ اس نے سچ مچ چوری کی ہو!"

"اوہو! کیا تمہیں وہ گفتگو یاد نہیں جو جیل میں میرے اور اس کے درمیان ہوئی تھی!"

"مجھے اچھی طرح یاد ہے!"

"پھر!"

"پھر کچھ بھی نہیں! مجھے سوچنے دو! ہاں ٹھیک ہے اسے یوں ہی سمجھو! فرض کرو کہ سلیم شوکت کے جرم سے واقف ہے اسی لئے وہ اس پر چوری کا الزام لگا کر اسے جیل بھجوا دیتا ہے!"

"اگر یہی بات ہے!" روشی جلدی سے بولی "تو وہ نہایت آسانی سے شوکت کے جرم کا راز فاش کر سکتا تھا! عدالت کو وہ بتا سکتا تھا کہ اسے کس لئے جیل بھجوایا گیا ہے!"

"وا... ہا!" عمران ہاتھ نچا کر بولا "تم بالکل بدھو ہو!.... عدالت میں شوکت بھی یہی کہہ سکتا تھا کہ وہ اپنی گردن بچانے کے لئے اس پر جھوٹا الزام عائد کر رہا ہے.... آخر اس نے گرفتار ہونے سے قبل ہی اس کے جرم سے پولیس کو کیوں نہیں مطلع کیا.... واضح رہے کہ سلیم کی گرفتاری جمیل والے واقعے کے تین دن بعد عمل میں آئی تھی!"

"چلو میں اسے مانے لیتی ہوں!" روشی نے کہا "سلیم نے مجھ سے یہ کیوں کہا تھا کہ تم مجھ کو غصہ نہیں دلا سکتیں!"

"تم خاموشی سے میری بات سنتی جاؤ!" عمران جھنجھلا کر بولا "بات ختم ہونے سے پہلے نہ ٹوکا کرو.... میں تمہیں سلیم کے ان الفاظ کا مطلب بھی سمجھا دوں گا اور اسی روشنی میں کہ شوکت ہی مجرم ہے! ویسے میری گفتگو کا ماحصل یہ ہوگا کہ سلیم شوکت سے بھی زیادہ گھاگ ہے! فرض کرو سلیم نے سوچا ہو کہ وہ جیل ہی میں زیادہ محفوظ رہ سکے گا! ورنہ ہو سکتا ہے کہ شوکت اپنا جرم چھپانے کے لئے اسے قتل ہی کرا دے! شوکت نے اسے اس توقع پر چوری کے الزام میں جیل بھجوایا ہو گا کہ وہ اس کا راز ضرور اگل دے گا! لیکن خود بھی ماخوذ ہونے کی بناء پر عدالت کو اس کا یقین دلانے میں کامیاب نہ ہو گا! شوکت کے پاس اس صورت میں سب سے بڑا عذر یا اعتراض یہی ہو گا کہ اس نے گرفتار ہونے سے تین دن قبل پولیس کو اس سے مطلع کیوں نہیں کیا!"

"میں سمجھ گئی.... لیکن سلیم کے وہ جملے....!" روشی نے پھر ٹوکا!

"ارے خدا تمہیں غارت کرے.... سلیم کے جملوں کی ایسی کی تیسی.... میں خود پھانسی پر چڑھ جاؤں گا! تمہارا گلا گھونٹ کر....! ہاں.... مجھے بات پوری کرنے دو۔ روشی کی بچی!"

روشی ہنس پڑی! عمران نے کچھ اسی قسم کے مضحکہ خیز انداز میں جھلاہٹ ظاہر کی تھی۔!

"ارے اس بندوق کے پٹھے نے بالکل خاموشی اختیار کر لی.... یعنی شوکت کے جرم کا معاملہ بالکل ہی گھونٹ کر اپنے جرم کا اعتراف کر لیا!... اب تم خود سوچو شیطان کی خالہ کہ شوکت پر اس کا کیا ردعمل ہوا ہو گا!.... ظاہر ہے اس نے یہ ضرور چاہا ہو گا کہ وہ سلیم کے اس رویئے کی وجہ معلوم کرے.... اور دوسری طرف سلیم نے بھی یہ سوچا ہو گا کہ شوکت اس کی وجہ معلوم کرنے کی کوشش ضرور کرے گا.... پھر تم وہیں جا پہنچیں! سلیم سمجھا کہ تم شوکت ہی کی طرف سے اس کی ٹوہ میں آئی ہو! لہٰذا اس نے تمہیں اڑن گھائیاں بتائیں اور یہاں تک کہہ دیا کہ تم اسے غصہ دلا کر بھی اصلیت نہیں اگلوا سکتیں.... ! ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنی دانست میں شوکت کو اور زیادہ خوفزدہ کرنے کے لئے تم سے اس قسم کی گفتگو کی ہو!"

"مگر!"

"مگر کی بچی! اب اگر تم نے کوئی نیا نکتہ نکالا تو میں ایک بوتل کوکا کولا پی کر ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جاؤں گا۔"

"تمہارا نظریہ غلط بھی ہو سکتا ہے!" روشی نے سنجیدگی سے کہا!

"ناممکن.... میں شرلاک ہومز ہوں!" عمران حلق پھاڑ کر چیخا۔ "مجھ سے کبھی کوئی غلطی نہیں ہو سکتی!.... میں جوتے کا چمڑا دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ کبوتر کی کھال کا ہے یا مینڈک کی کھال کا ہے.... ابھی مجھے ڈاکٹر واٹسن جیسا کوئی چغد نہیں ملا یہی وجہ ہے کہ میں تیزی سے ترقی نہیں کر سکتا!...."

"اچھا فرض کرو اگر پیریسین نائٹ کلب کے منیجر ہی کی بات سچ ہو تو!"

"مجھے بڑی خوشی ہو گی! خدا ہر ایک کو سچ بولنے کی توفیق عطا کرے!"

"مجھ سے بے تکی باتیں نہ کیا کرو!" روشی جھلا گئی!

"اے.... روشی تم اپنا لہجہ ٹھیک کرو! میں تمہارا شوہر نہیں ہوں.... ہاں!"

"تمہیں شوہر بنانے والی کسی گدھی ہی کے پیٹ سے پیدا ہو گی!"

"خبردار اگر تم نے گدھی کی شان میں کوئی نازیبا کلمہ منہ سے نکالا!" عمران گرج کر بولا اور روشی برا سا منہ بنائے ہوئے کمرے سے نکل گئی!

۱۲

عمران کا ایک ایک لمحہ مصروفیت میں گزر رہا تھا! اس کی دانست میں مجرم اس کے سامنے موجود تھا۔ بس اب اس کے خلاف ایسے ثبوت فراہم کرنا باقی رہ گیا تھا جنہیں عدالت میں پیش

لیا جائے۔

اس نے شوکت کے پاس مردہ پرندے دیکھے تھے! جنہیں وہ آگ میں جلا رہا تھا... بعض اوقات مختلف حالات کی ظاہری یکسانیت دھوکا بھی دے جاتی ہے! لہٰذا عمران نے شوکت کے حق میں بھی جتنے نظریات قائم کئے! انہیں خود بخود ان کی تردید ہوتی چلی گئی۔

پروین شوکت کی چچازاد بہن تھی اور نواب جاوید مرزا کی اکلوتی بیٹی! ظاہر ہے کہ نواب کے بعد اس کی جائیداد کی مالک وہی ہوتی! شوکت بھی کبھی صاحب جائیداد تھا لیکن اس کی جائیداد سائنٹیفک تجربات کی نذر ہوگئی تھی...

لہٰذا وہ دوبارہ اپنی مالی حالت درست کرنے کے لئے پروین سے شادی کے خواب دیکھ سکتا تھا۔ عمران نے یہی خیال کیپٹن فیاض پر ظاہر کیا جسے اس نے تار دے کر خاص طور سے سردار گڈھ بلایا تھا!

"مگر! عمران!" فیاض نے کہا "یہ ضروری نہیں کہ پروین کی شادی اس واقعے کے بعد شوکت ہی سے ہو جائے! اگر جاوید مرزا کو اس کی شادی اپنے بھتیجوں ہی میں سے کسی کے ساتھ کرنی ہوتی تو بات تکمیل تک پہنچتی!"

"احتمالاً ٹھیک ہے!" عمران بولا "لیکن اس صورت میں میرے قائم کردہ نظریئے کو دوسرے دلائل سے بھی تقویت پہنچ سکتی ہے۔ نظریہ بدستور وہی رہے گا لیکن دلائل..."

"اچھا مجھے بتاؤ... اب تم کیا دلیل رکھتے ہو!"

"انسانی فطرت کی روشنی میں بات دیکھنے کی کوشش کرو! ہم سب ذاتی آسودگی چاہتے ہیں۔ ہر معاملے میں! لیکن حالات کے ساتھ ہی آسودگی حاصل کرنے کا طریق کار بھی بدلتا رہتا ہے... شوکت کو پروین سے شادی کر لینے پر بھی آسودگی حاصل ہو سکتی ہے اور شادی نہ ہونے کی صورت میں اپنے انتقامی جذبے کو بے لگام چھوڑ دینے سے بھی اسی قسم کی آسودگی حاصل ہو سکتی ہے! یعنی اگر وہ انتقاماً پروین کے ہر منگیتر کا چہرہ بگاڑتا رہے۔ تب بھی اسے اتنا ہی سکون ملے گا جتنا پروین سے شادی ہو جانے پر حاصل ہو سکتا ہے۔"

فیاض چند لمحے سوچتا رہا پھر آہستہ سے بولا "تم ٹھیک کہتے ہو!"

"میں جھک مار رہا ہوں---اور تم بالکل گدھے ہو!" دفعتاً عمران کا موڈ بگڑ گیا!

"کیا!" فیاض اسے متحیرانہ انداز میں گھورنے لگا!

"کچھ نہیں میں صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ تم اس محکمے کے لئے مناسب نہیں ہو! استعفیٰ دے کر میری فرم میں ملازمت کر لو! فی طلاق کے حساب سے کمیشن الگ... یعنی اس سے او

سے کوئی مطلب نہ ہوگا!"

"عمران پیارے کام کی بات کرو!" فیاض بڑی لجاجت سے بولا "میں چاہتا ہوں کہ تم اس معاملے کو جلد سے جلد نپٹا کر واپس چلو... وہاں بھی کئی مصیبتیں تمہاری منتظر ہیں!"

"ہائیں! کہیں میری شادی تو نہیں طے کر دی...!"

"ختم کرو!" فیاض ہاتھ اٹھا کر بولا "شوکت والے نظریئے کے علاوہ کسی اور کا بھی امکان ہے یا نہیں...!"

"ہے کیوں نہیں! یہ حرکت جمیل کے چچا یا ماموں کی بھی ہو سکتی ہے!"

"ہاں ہو سکتا ہے! مگر میں اس پر یقین کرنے کے لئے تیار نہیں!"

"محض اس لئے کہ جاوید سے تمہارے دوستانہ تعلقات ہیں! کیوں؟"

"نہیں! یہ بات نہیں! ان میں سے ہر ایک میرے لئے ایک کھلی ہوئی کتاب ہے! ان میں کوئی بھی اتنا ذہین نہیں ہے..."

"خیر مجھے اس سے بحث نہیں ہے۔! میں نے جس کام کے لئے بلایا ہے اسے سنو!" عمران نے کہا اور پھر خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا!

تھوڑی دیر بعد پھر بولا "سلیم کا قصہ سن ہی چکے ہو! میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح اسے جیل سے باہر لایا جائے!"

"بھلا یہ کیسے ممکن ہے--!"

"کوئی صورت نکالو...!"

"آخر اس سے کیا ہوگا!"

"بچہ ہوگا اور تمہیں ماموں کہے گا!" عمران جھلا کر بولا!

"ناممکن ہے... یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا!"

"بچہ!" عمران نے پوچھا!

"بکو مت! میں سلیم کی رہائی کے متعلق کہہ رہا ہوں! وہ چوری کے جرم میں ماخوذ ہے! اسے قانون کے سپرد کرنے والا شوکت ہے! جب تک کہ وہ خود عدالت سے اس کی رہائی کی درخواست نہ کرے ایسا نہیں ہو سکتا!"

"میں بھی اتنا جانتا ہوں؟"

"اس کے باوجود بھی اس قسم کے احمقانہ خیالات رکھتے ہو!"

"اگر وہ رہا نہیں ہو سکتا تو پھر اصل مجرم کا ہاتھ آنا بھی محال ہے!"

”آخر شوکت کے خلاف ثبوت کیوں نہیں مہیا کرتے....!“

”مجھے یہ سب کچھ بنڈل معلوم ہوتا ہے!.... خصوصاً پرندوں کی کہانی!“

”پھر شوکت ان مردہ پرندوں کو آگ میں کیوں جلا رہا تھا!“ فیاض نے کہا!

”وہ جھک مار رہا تھا! اسے جہنم میں ڈالو! لیکن کیا تم کسی ایسے پرندے کے وجود پر یقین رکھتے ہو جس کے چونچ مارنے سے آدمی مبروص ہو جائے؟ اور اس کے جسم میں ایسے جراثیم پائے جائیں جو ساری دنیا کے لئے بالکل نئے ہوں! ظاہر ہے کہ سفید داغوں کی وجہ وہی جراثیم ہیں!“

”ممکن ہے کسی سائنٹیفک طریقہ سے ان پرندوں میں اس قسم کے اثرات پیدا کئے گئے ہوں!“

”اچھا.... اچھا.... یعنی تم بھی یہی سمجھتے ہو! اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہر آدمی کسی ایسے سائنٹیفک طریقے کے متعلق سوچ سکتا ہے! تو گویا شوکت بالکل بدھو ہے اس نے دیدہ دانستہ اپنی گردن پھنسوائی ہے! سارا سردار گڈھ اس بات سے واقف ہے کہ شوکت ایک ذہین سائنسدان ہے اور جراثیم اس کا خاص موضوع ہیں!“

”پھر وہ مردہ پرندے....!“

”میں کہتا ہوں اس بات کو ختم ہی کر دو تو اچھا ہے! سلیم کی رہائی کے متعلق سوچو!“

”وہ ایسا ہے جیسے مچھر کے بطن سے ہاتھی کی پیدائش کے متعلق سوچنا!“

”تب پھر اصل مجرم کا ہاتھ آنا بھی مشکل ہے.... اور میں اپنا بستر گول کرتا ہوں!“

”تم خود ہی کوئی تدبیر کیوں نہیں سوچتے!“ فیاض جھنجھلا کر بولا۔

”میں سوچ چکا ہوں!“

”تو پھر کیوں جھک مار رہے ہو! مجھے بتاؤ کیا سوچا ہے!“

”اس کے کسی عزیز کو ضمانت کے لئے تیار کراؤ!“

”مگر وہ ضمانت پر رہا ہونے سے انکار کرتا ہے!“

”اس کے انکار سے کیا ہوتا ہے....! میں اسے عدالت میں جھکی ثابت کرا دوں گا اور پھر اسے اس بات کی اطلاع دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ اس کی ضمانت ہونے والی ہے اتنا تو تم کر ہی سکو گے کہ جیل سے عدالت تک لانے سے قبل اس پر یہ ظاہر کیا جائے کہ مقدمے کی پیشی کے سلسلے میں اسے لے جایا جا رہا ہے!“

”ہاں یہ ہو سکتا ہے!“

”ہو نہیں سکتا بلکہ اسے کل تک ہو جانا چاہیے!“ عمران نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا!

۱۳

ضمانت ہو جانے کے بعد بھی سلیم عدالت سے نہیں ٹلا! اس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار تھے! وہ عدالت ہی کے ایک برآمدے میں مضطربانہ انداز میں ٹہل رہا تھا اور کبھی کبھی خوف زدہ آنکھوں سے اِدھر اُدھر بھی دیکھ لیتا تھا!

عمران اس کے لئے بالکل اجنبی تھا! اس لئے اس سے بہت قریب رہ کر بھی اس کی حالت کا مشاہدہ کر سکتا تھا!

شام ہو گئی اور سلیم وہیں ٹہلتا رہا! جس نے اس کی ضمانت دی تھی وہ ہتھ کڑیاں کھلنے سے پہلے ہی عدالت سے کھسک گیا تھا!

پھر وہ وقت بھی آیا جب سلیم اس برآمدے میں بالکل تنہا رہ گیا! عمران بھی اب وہاں سے ہٹ گیا تھا! لیکن اب وہ ایسی جگہ پر تھا جہاں سے وہ اس کی نگرانی بہ آسانی کر سکتا تھا! سلیم کو شبہ کرنے کا موقعہ دیئے بغیر!

عدالت میں سناٹا چھا جانے کے بعد سلیم وہاں سے چل پڑا۔ عمران اس کا تعاقب کر رہا تھا! سلیم نے ٹیکسیوں کے اڈے پر پہنچ کر ایک ٹیکسی کی! عمران کی ٹو سٹیر بھی یہاں سے دور نہیں تھی!

بہر حال تعاقب جاری رہا! لیکن عمران محسوس کر رہا تھا کہ سلیم کی ٹیکسی یونہی بے مقصد شہر کی سڑکوں کے چکر کاٹ رہی ہے! پھر اندھیرا پھیلنے لگا! شاہراہیں بجلی کی روشنی سے دمکنے لگیں! عمران نے سلیم کا پیچھا نہیں چھوڑا وہ اپنا پٹرول پھونکتا رہا!

جیسے ہی اندھیرا کچھ اور گہرا ہوا اگلی ٹیکسی جیکسن روڈ پر دوڑنے لگی اور عمران نے جلد ہی اندازہ کر لیا کہ اس کا رخ نواب جاوید مرزا کی حویلی کی طرف ہے!

دونوں کاروں میں تقریباً چالیس گز کا فاصلہ تھا اور یہ فاصلہ اتنا کم تھا کہ سلیم کو تعاقب کا شبہ ضرور ہو سکتا تھا! ہو سکتا ہے کہ سلیم کو پہلے ہی شبہ ہو گیا ہو اور وہ ٹیکسی کو اسی لئے اِدھر اُدھر چکر کھلاتا رہا ہو!

جاوید مرزا کی حویلی سے تقریباً ایک فرلانگ اِدھر ہی ٹیکسی رک گئی! لیکن عمران نے صرف رفتار کم کر دی.... کار نہیں روکی اب وہ آہستہ آہستہ رینگ رہی تھی!

سڑک سنسان تھی۔ ٹیکسی واپسی کے لئے مڑی! عمران نے اسے راستہ دے دیا! اپنی کار کی اگلی روشنی میں اس نے دیکھا کہ سلیم نے بے تحاشہ دوڑنا شروع کر دیا ہے! عمران نے رفتار کچھ تیز کر دی ... اور ساتھ ہی اس نے جیب سے کوئی چیز نکال کر باہر سڑک پر پھینکی! ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور سلیم دوڑتے دوڑتے گر پڑا لیکن پھر فوراً ہی اٹھکر بھاگنے لگا!... پھر عمران نے اسے جاوید مرزا کے پائیں باغ میں چھلانگ لگاتے دیکھا....!

عمران کی کار فراٹے بھرتی ہوئی آگے نکل گئی!... لیکن اب اس کی ساری روشنیاں بجھی ہوئی تھیں!

دو فرلانگ آگے جاکر عمران نے کار روکی اور اسے ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ میں کھڑا کر دیا۔ اب وہ پیدل ہی پائیں باغ کے اس حصے کی طرف جا رہا تھا جہاں لیبارٹری والی عمارت واقع تھی! اچانک اس نے ایک فائر کی آواز سنی جو اسی طرف سے آئی تھی۔ جدھر لیبارٹری تھی پھر دوسرا فائر ہوا اور ایک چیخ سناٹے کا سینہ چیرتی ہوئی تاریکی میں ڈوب گئی!.... عمران نے پہلے تو دوڑنے کا ارادہ کیا پھر رک گیا!... اب اس نے لیبارٹری کی طرف جانے کا ارادہ بھی ترک کر دیا تھا۔ وہ جہاں تھا وہیں رکا رہا۔ جلد ہی اس نے کئی آدمیوں کے دوڑنے کی آوازیں سنیں۔ ان میں ہلکا سا شور بھی شامل تھا!... عمران کار کی طرف پلٹ گیا! اس کا ذہن بہت تیزی سے سوچ رہا تھا۔

لیکن اچانک اس کے ذہن میں ایک نیا خیال پیدا ہوا۔ کیا وہ تنہائی میں بھی حماقتیں کرنے لگا ہے؟ کیا وہ حماقت نہیں تھی؟ اس نے فائروں کی آوازیں سنیں! اور وہ چیخ بھی کسی زخمی ہی کی چیخ معلوم ہوئی تھی! پھر آخر وہ کار کی طرف کیوں پلٹ آیا تھا۔ اسے آواز کی طرف بے تحاشہ دوڑنا چاہیے تھا!...

عمران نے کار اسٹارٹ کی اور پھر سڑک پر واپس آ گیا!.... کوٹھی کے قریب پہنچ کر اس نے کار پائیں باغ کی روش پر موڑ دی اور اسے سیدھا پورچ میں لیتا چلا گیا!

جاوید مرزا کوٹھی سے نکل کر پورچ میں آ رہا تھا۔ اس کی رفتار تیز تھی چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں.... اور ہاتھ میں رائفل تھی!

"خیریت نواب صاحب!" عمران نے حیرت ظاہر کی!

"اوہ.... سطوت جاہ... ادھر...!" اس نے لیبارٹری کی سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا "کوئی حادثہ ہو گیا ہے.. دو فائر ہوئے تھے... چیخ.... بھی... آؤ... آؤ...!"

جاوید مرزا اس کا بازو پکڑ کر اسے بھی لیبارٹری کی طرف گھسیٹنے لگا!....

کوٹھی کے سارے نوکر لیبارٹری کے قریب اکٹھا تھے! صفدر، عرفان اور شوکت بھی وہاں

موجود تھے! شوکت نے جاوید مرزا کو بتایا کہ وہ اندر تھا! اچانک اس نے فائروں کی آوازیں سنیں... پھر چیخ بھی سنائی دی.... باہر نکلا تو اندھیرے میں کوئی بھاگتا ہوا دکھائی دیا! لیکن اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی وہ غائب ہو چکا تھا!....

"اور... لاش!" جاوید مرزا نے پوچھا!

"ہم ابھی تک کسی کی لاش ہی تلاش کرتے رہے ہیں!" عرفان بولا۔

"لیکن ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی!"

"لاش!" عمران آہستہ سے بڑبڑا کر چاروں طرف دیکھنے لگا!

"تم اب یہاں تنہا نہیں رہو گے! سمجھے!" جاوید مرزا شوکت کے شانے جھنجھوڑ کر چیخا!

شوکت کچھ نہ بولا! وہ عمران کو گھور رہا تھا!

"کون آسیبی خلل... میرا دعویٰ ہے...!" عمران مکا ہلا کر رہ گیا!

"آپ اس وقت یہاں کیسے!" شوکت نے اس سے پوچھا!

"شوکت تمہیں بات کرنے کی تمیز کب آئے گی!" جاوید مرزا نے جھلاتے ہوئے لہجہ میں کہا اور عمران ہنسنے لگا... اچانک اس کے داہنے گال پر دو تین گرم گرم بوندیں پھسل کر رہ گئیں اور عمران اوپر کی طرف دیکھنے لگا! پھر گال پر ہاتھ پھیر کر جیب سے ٹارچ نکالی! انگلیاں کسی رقیق چیز سے چپچپانے لگی تھیں۔

ٹارچ کی روشنی میں اسے اپنی انگلیوں پر خون نظر آیا... تازہ خون!.... سب اپنی اپنی باتوں میں محو تھے! کسی کی توجہ عمران کی طرف نہیں تھی!....

عمران نے ایک بار پھر اوپر کی طرف دیکھا! وہ ایک درخت کے نیچے تھا اور درخت کا اوپری حصہ تاریکی میں گم تھا!

"لیکن... ہمیں یہاں کسی کے جوتے ملے ہیں!" صفدر کہہ رہا تھا!

"شاید بھاگنے والا اپنے جوتے چھوڑ گیا ہے۔"

اس نے درخت کے تنے کی طرف ٹارچ کی روشنی ڈالی!.... جوتے سچ مچ موجود تھے! عمران آگے بڑھ کر انہیں دیکھنے لگا! لیکن صفدر نے ٹارچ بجھا دی! اور عمران کو اپنی ٹارچ روشن کرنی پڑی!

"ختم کرو! یہ قصہ! چلو یہاں سے!" جاوید مرزا نے کہا۔

"شوکت میں تم سے خاص طور پر کہہ رہا ہوں تم اب یہاں نہیں رہو گے!"

"میرے لئے خطرہ نہیں ہے!" شوکت بولا

"ہے کیوں نہیں!" عمران بول پڑا۔ "میں بھی آپ کو یہی مشورہ دوں گا!"

"میں نے آپ سے مشورہ نہیں طلب کیا!"

"اس کی پرواہ نہ کیجئے! میں بلامعاوضہ مشورہ دیتا ہوں!" عمران نے کہا! اور پھر بلند آواز میں بولا "میں اسے بھی مشورہ دیتا ہوں جو درخت پر موجود ہے.... اسے چاہیے کہ وہ نیچے اتر آئے.... وہ زخمی ہے.... آؤ.... آجاؤ نیچے.... مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم مسلح نہیں ہو.... اور یہاں سب تمہارے دوست.... ہیں.... آجاؤ نیچے!"

"ارے، ارے، تمہیں کیا ہو گیا سطوت جاہ!" جاوید مرزا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اچانک عمران نے اپنی ٹارچ کا رخ اوپر کی طرف کردیا۔

"میں سلیم ہوں!" اوپر سے ایک بھرائی ہوئی سی آواز آئی۔

"حکیم ہو یا ڈاکٹر! اس کی پرواہ نہ کرو! بس نیچے آجاؤ!" سناٹے میں صرف عمران کی آواز گونجی بقیہ لوگوں کو تو، جیسے سانپ سونگھ گیا تھا!

درخت پر بیک وقت کئی ٹارچوں کی روشنیاں پڑ رہی تھیں!.... لیکن عمران کی نظر شوکت کے چہرے پر تھی! شوکت دفعتاً برسوں کا بیمار نظر آنے لگا!

سلیم شاخوں سے اترتا ہوا تنے کے سرے پر پہنچ چکا تھا اچانک اس نے کراہ کر کہا.... "میں گرا.... مجھے بچاؤ....!"

ایک ہی چھلانگ میں عمران تنے کے قریب پہنچ گیا!

"چلے آؤ.... چلے آؤ.... خود کو سنبھالو.... اچھا.... میں ہاتھ بڑھاتا ہوں اپنے پیر لٹکا دو!" عمران نے کہا!

جاوید مرزا وغیرہ بھی اس کی مدد کو پہنچ گئے کسی نہ کسی طرح سلیم کو نیچے اتارا گیا!.... اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے! اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "میرے داہنے بازو پر گولی لگی ہے!"

"مگر تم تو جیل میں تھے....!" جاوید مرزا بولا!

"جج.... جی ہاں میں تھا!" سلیم آگے پیچھے جھولتا ہوا زمین پر گر گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

۱۴

وہ لوگ بے ہوش سلیم کو کوٹھی کی طرف لے جا چکے تھے اور اب لیبارٹری کی عمارت کے قریب عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا! وہ بھی ان کے ساتھ تھوڑی دور تک گیا تھا! لیکن پھر

ان کی بے خبری میں لیبارٹری کی طرف پلٹ آیا تھا! ان سب کے ذہن الجھے ہوئے تھے اور کسی کو اس کا ہوش نہیں تھا کہ کون کہاں رہ گیا!.... البتہ نواب جاوید مرزا شوکت کو وہاں سے کھینچتا ہوا لے گیا تھا!

لیبارٹری والی عمارت کا دروازہ کھلا ہوا تھا!.... عمران اندر گھس گیا! اس کی ٹارچ روشن تھی! اندر گھستے ہی جس چیز پر سب سے پہلے اس کی نظر پڑی وہ ایک ریوالور تھا.... وہ زمین پر پڑا تھا۔ اس کا دستہ ہاتھی کے دانت کا تھا اور یہ سو فیصدی وہی ریوالور تھا جو عمران نے پچھلی رات شوکت کے ہاتھ میں دیکھا تھا۔ عمران نے جیب سے رومال نکالا اور اس سے اپنی انگلیاں ڈھکتے ہوئے ریوالور کو نال سے پکڑ کر اٹھا لیا.... اور پھر وہ اسے اپنی ناک تک لے گیا! نال سے بارود کی بو آرہی تھی! صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس سے کچھ ہی دیر قبل فائر کیا گیا ہے!.... پھر عمران نے میگزین پر نظر ڈالی.... دو چیمبر خالی تھے! اس نے اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی۔ پھر ریوالور کو بہت احتیاط سے رومال میں لپیٹ کر جیب میں ڈال لیا پھر وہ وہیں سے لوٹ آیا.... آگے جانے کی ضرورت ہی نہیں تھی! اتنا ہی کافی تھا بلکہ کافی سے بھی زیادہ!....

عمران کوٹھی کی طرف چل پڑا۔ اس کا ذہن خیالات میں الجھا ہوا تھا.... یک بیک وہ رک گیا اور پھر تیزی سے لیبارٹری کی طرف مڑ کر دوڑنے لگا!

"کون ہے! ٹھہرو!" اس نے پشت پر شوکت کی آواز سنی!.... لیکن عمران رکا نہیں۔ برابر دوڑتا رہا.... شوکت بھی غالباً اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا!

"ٹھہر جاؤ.... ٹھہرو.... ورنہ گولی مار دوں گا" شوکت پھر چیخا....

عمران لیبارٹری کی عمارت کے گرد ایک چکر لگا کر جھاڑیوں میں گھس گیا اور شوکت کی سمجھ میں نہ آسکا کہ وہ کہاں غائب ہو گیا!

شوکت نے اب ٹارچ روشن کرلی تھی اور چاروں طرف اس کی روشنی ڈال رہا تھا!.... لیکن اس نے جھاڑیوں میں گھسنے کی ہمت نہیں کی!

پھر عمران نے اسے عمارت کے اندر جاتے دیکھا! عمران ٹھیک دروازے کے سامنے والی جھاڑیوں میں تھا۔ اس نے شوکت کو دروازہ کھول کر ٹارچ کی روشنی میں کچھ تلاش کرتے دیکھا!....

اب عمران شوکت کو وہیں چھوڑ کر خراماں خراماں کوٹھی کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے ایک بار مڑ کر لیبارٹری کی عمارت پر نظر ڈالی.... اب اس کی ساری کھڑکیوں میں روشنی نظر آرہی تھی!

۱۵

اس واقعہ کو تین دن گزر گئے! فیاض سردار گڈھ ہی میں مقیم تھا! عمران اس سے برابر کام لیتا رہا.... لیکن اسے کچھ بتایا نہیں!.... فیاض اس پر جھنجھلاتا رہا اور اس وقت تو اسے اور زیادہ تاؤ آیا۔ جب عمران نے لیبارٹری کی راہداری میں پائے جانے والے ریوالور کے دستے پر انگلیوں کے نشانات کی اسٹڈی کا کام اس کے سپرد کیا!.... عمران نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسٹڈی کے نتائج معلوم کرنے کے بعد اسے سب کچھ بتا دے گا....! مگر وہ اپنے وعدے پر قائم نہ رہا! ظاہر ہے کہ یہ غصہ دلانے والی بات ہی تھی!....

فیاض واپس جانا چاہتا تھا مگر عمران نے اسے روک رکھا مجبوراً فیاض کو ایک ہفتے کی چھٹی لینی پڑی۔ کیوں کہ وہ سرکاری طور پر اس کیس پر نہیں تھا!....

آج کل عمران سچ مچ پاگل نظر آ رہا تھا!.... کبھی ادھر کبھی اُدھر.... اور اپنے ساتھ فیاض کو بھی گھسیٹے پھرتا تھا!

ایک رات تو فیاض کے بھی ہاتھ پیر پھول گئے.... ایک یا ڈیڑھ بجے ہوں گے! چاروں طرف سناٹے اور اندھیرے کی حکمرانی تھی.... اور یہ دونوں پیدل سڑکیں ناپتے پھر رہے تھے!

عمران کیا کرنا چاہتا تھا؟ یہ فیاض کو معلوم نہیں تھا!....

عمران ایک جگہ رک کر بولا!.... "جمیل کی کوٹھی میں گھسنا زیادہ مشکل کام نہیں ہے!"

"کیا مطلب!"

"مطلب یہ کہ چوروں کی طرح....!"

"اس کی ضرورت ہی کیا ہے....!"

"کل رات! نواب جاوید مرزا کی کوٹھی میں میں نے ہی نقب لگائی تھی!.... تم نے آج شام اخبارات میں اس کے متعلق پڑھا ہوگا!"

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا!"

"پہلے چلا تھا.... درمیان میں رک گیا تھا! اب پھر چلنے لگا ہے.... ہاں میں نے نقب لگائی تھی اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا!"

"کیوں لگائی تھی!"

"بہت جلد معلوم ہو جائے گا! پرواہ نہ کرو، ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ جمیل کی کوٹھی!"

"بکواس مت کرو!" فیاض نے برا سا منہ بنا کر کہا "میں اس وقت بھی کوٹھی کھلوا سکتا ہوں!

تم وہاں کیا دیکھنا چاہتے ہو!"

"وہ لڑکی.... سعیدہ ہے نا.... میں بس اس کا روئے زیبا دیکھ کر واپس آ جاؤں گا۔ تم فکر نہ کرو۔ اس کی آنکھ بھی نہ کھلنے پائے گی.... اور میں...."

"کیا بک رہے ہو!"

"میں چاہتا ہوں کہ جب وہ صبح سو کر اٹھے تو اسے اپنے چہرے پر اسی قسم کے سیاہ دھبے نظر آئیں میں اس سے شرط لگا چکا ہوں!"

"کیا بات ہوئی!"

"کچھ بھی نہیں بس میں اسے یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جمیل کے چہرے پر وہ سفید داغ محض بناوٹی ہیں.... یعنی میک اپ"

"ہائیں تم کیا کہہ رہے ہو!"

"دوسرا لطیفہ سنو!" عمران سر ہلا کر بولا "جس دن سلیم کی ضمانت ہوئی تھی اسی رات کو کسی نے اس پر دو فائر کئے تھے.... ایک گولی اس کے داہنے بازو پر لگی تھی!"

"کیا تم نے بھنگ پی رکھی ہے!" فیاض نے حیرت سے کہا!

"فائر جاوید مرزا کے پائیں باغ میں ہوئے تھے! لیکن سلیم نے پولیس کو اس کی اطلاع نہیں دی!"

"یہ تم مجھے آج بتا رہے ہیں!"

"میں! میرا قصور نہیں!.... یہ قصور سراسر اسی گدھے کا ہے.... وہ مرنا ہی چاہتا ہے تو میں کیا کروں!"

"اس کا خون تمہاری گردن پر ہوگا تم نے ہی اسے جیل سے نکلوایا ہے!"

"اس کے مقدر میں یہی تھا.... میں کیا کر سکتا ہوں!"

"عمران خدا کے لئے مجھے بور نہ کرو۔!"

"تمہارے مقدر میں بھی یہی ہے! میں کیا کر سکتا ہوں اور تیسرا لطیفہ سنو! وہ ریوالور مجھے لیبارٹری والی عمارت کی راہداری میں ملا تھا.... اور وہ نشانات.... جو اس کے دستے پر پائے گئے ہیں! سو فیصدی شوکت کی انگلیوں کے نشانات ہیں!...."

"او.... عمران کے بچے....!"

"اب چوتھا لطیفہ سنو....! سلیم اب بھی جاوید مرزا کی کوٹھی میں مقیم ہے!"

"خدا تمہیں غارت کرے....!" فیاض نے جھلا کر عمران کی گردن پکڑ لی!

"ہائیں.... ہائیں!" عمران پیچھے ہٹتا ہوا بولا "یہ سڑک ہے پیارے اگر اتفاق سے کوئی ڈیوٹی کانسٹیبل ادھر آنکلا تو شامت ہی آجائے گی!"

"میں ابھی سلیم.... کی خبر لوں گا!...."

"ضرور.... لو.... اچھا تو میں چلا....!"

"کہاں!"

"جمیل کی کوٹھی کی پشت پر ایک درخت۔۔ جس کی شاخیں چھت پر جھکی ہوئی ہیں!"

"بکواس نہ کرو.... میرے ساتھ پولیس اسٹیشن چلو! وہاں سے ہم اسی وقت جاوید مرزا کے یہاں جائیں گے!"

"میں کبھی اپنا پروگرام تبدیل نہیں کرتا۔ تم جانا چاہو تو شوق سے جاسکتے ہو! اگر کھیل بگڑنے کی تمام تر ذمہ داری تم پر ہی ہوگی!"

"کیسا کھیل.... آخر تم مجھے صاف صاف کیوں نہیں بتاتے!"

"گڑیوں کے کھیل میں عمر گنوائی.... جانا ہے اک دن سوچ نہ آئی!" عمران نے کہا اور ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہوگیا....!

فیاض کچھ نہ بولا اس کا بس چلتا تو عمران کی بوٹیاں اڑا دیتا!

"اب! میں تمہاری کسی حماقت میں حصہ نہ لوں گا!" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا "جو دل چاہے کرو! میں جارہا ہوں! اب تم اپنے ہر فعل کے خود ذمہ دار ہوگے!"

"بہت بہت شکریہ! تم جاسکتے ہو.... ٹاٹا.... اور اگر اب بھی نہیں جاؤ گے تو.... باٹا.... ہپ!"

۱۶

عمران دھن کا پکا تھا.... فیاض کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی وہ چوروں کی طرح جمیل کی کوٹھی میں داخل ہوا تھا! فیاض وہیں سے واپس ہوگیا تھا! لیکن اسے رات بھر نیند نہیں آئی تھی!.... عمران کی بکواس سے اس کے صحیح خیالات کا اندازہ کرنا انتہائی مشکل تھا.... اور یہی چیز فیاض کے لئے الجھن کا باعث تھی!.... وہ ساری رات یہی سوچتا رہا کہ معلوم نہیں عمران نے وہاں کیا حرکت کی ہو!.... ضروری نہیں کہ وہ ہر معاملے میں کامیاب ہی ہوتا رہے! ہو سکتا ہے کہ وہ پکڑا گیا ہو!.... پھر اس کی کیا پوزیشن ہوگی!

صبح ہوتے ہی سب سے پہلے اس نے سجاد کو فون کیا!.... ظاہری مقصد یونہی رسمی طور پر خیریت دریافت کرنا تھا اسے توقع تھی کہ اگر کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہوگا تو سجاد خود ہی بتائے گا!.... لیکن سجاد نے کسی نئے واقعے کی اطلاع نہیں دی! فیاض کو پھر بھی اطمینان نہیں ہوا!.... اس نے سجاد سے کہا کہ وہ بعض مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے وہاں آئے گا اور پھر ناشتہ کر کے جمیل کی کوٹھی کی طرف روانہ ہوگیا!.... اسے ڈرائینگ روم میں کافی دیر تک بیٹھنا پڑا۔ لیکن فیاض سوچنے لگا کہ اسے کن مسائل پر گفتگو کرنی ہے!.... بہرحال سجاد ڈرائینگ روم میں موجود نہیں تھا۔ اس لئے اسے سوچنے کا موقع مل گیا!.... لیکن وہ کچھ بھی نہ سوچ سکا! اس کی دانست میں ابھی تک کوئی نئی بات ہوئی ہی نہیں تھی!.... عمران کی پچھلی رات کی باتوں کو وہ مجذوب کی بڑ سمجھتا تھا اور اسی بناء پر اس نے سلیم کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی بھی ضرورت نہیں محسوس کی تھی! عمران کا خیال آتے ہی اسے غصہ آگیا.... اور ساتھ ہی عمران نے ڈرائینگ روم میں داخل ہوکر "السلام علیکم یا اھل القصور" کا نعرہ لگایا!

فیاض کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ وہ بے ساختہ اچھل پڑا۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے....!" فیاض جھلا گیا!

"پرواہ نہ کرو! میں اس وقت شرلاک ہومز ہورہا ہوں! پیارے ڈاکٹر واٹسن.... نیلے پرندوں کے والد بزرگوار کا سراغ مجھے مل گیا ہے.... اور میں بہت جلد.... السلام علیکم...."

"وعلیکم السلام" سجاد نے سلام کا جواب دیا، جو دروازے میں کھڑا عمران کو گھور رہا تھا....

"آئیے.... آئیے....!" عمران نے احمقوں کی طرح بوکھلا کر کہا!

سجاد آگے بڑھ کر ایک صوفے پر بیٹھ گیا! اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے!....

"کیوں کیا بات ہے!" فیاض نے کہا "تم کچھ پریشان سے نظر آرہے ہو!"

"میں.... ہاں.... میں پریشان ہوں سعیدہ بھی اسی مرض میں مبتلا ہوگئی ہے....!"

"کیا؟" فیاض اچھل کر کھڑا ہوگیا!

"ہاں.... مگر.... اس کے صرف چہرے پر دھبے ہیں.... بقیہ جسم پر نہیں!"

"سیاہ دھبے!" فیاض نے بے ساختہ پوچھا!

"فیاض صاحب!" سجاد نے ناخوشگوار لہجے میں کہا! "میرا خیال ہے کہ یہ مذاق کا موقع نہیں ہے!"

"اوہ.... معاف کرنا.... مگر.... کیا کوئی نیلا.... پرندہ!...."

"پتہ نہیں! وہ سو رہی تھی....! اچانک کسی تکلیف کے احساس سے جاگ پڑی.... اور جاگتے

پر محسوس ہوا جیسے کوئی چیز.... داہنے بازو میں چبھ گئی ہو!"

"پرندہ لٹکا ہوا تھا!" عمران جلدی سے بولا!

"جی نہیں وہاں کچھ بھی نہیں تھا!" سجاد نے جھلائے ہوئے لہجہ میں کہا" اچانک اس کی نظر ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے پر پڑی اور بے تحاشہ چیخیں مارتی ہوئی کمرے سے نکل بھاگی!"

"اوہ....!" عمران اپنے ہونٹوں کو دائرے کی شکل دے کر رہ گیا!

فیاض عمران کو گھورنے لگا اور عمران آہستہ سے بڑبڑایا" ایسی جگہ ماروں گا جہاں پانی بھی نہ مل سکے!" اس پر سجاد بھی عمران کو گھورنے لگا!

"مگر...." عمران نے دونوں کو باری باری سے دیکھتے ہوئے کہا" جمیل صاحب کو داغ دار بنانے کا مقصد تو سمجھ میں آتا ہے۔ مگر سعیدہ صاحبہ کا معاملہ!.... یہ میری سمجھ سے باہر ہے.... آخر شوکت کو ان سے کیا پرخاش ہو سکتی ہے!"

"شوکت!" سجاد چونک پڑا۔

"جی ہاں! اس کی لیبارٹری میں ایسے جراثیم موجود ہیں جن کا تذکرہ ڈاکٹروں کی رپورٹ میں ملتا ہے!"

"آپ اسے ثابت کر سکیں گے!" سجاد نے پوچھا!

"چٹکی بجاتے اس کے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں ڈلوادوں گا! بس دیکھتے رہ جایئے گا!"

"آخر کیا ثبوت ہے تمہارے پاس!" فیاض نے پوچھا!

"آہا! اسے مجھ پر چھوڑ دو! جو کچھ میں کہوں کرتے جاؤ.... اس کے خلاف ہوا تو پھر میں کچھ نہیں کر سکوں گا! بہر حال آج اس ڈرامے کا ڈراپ سین ہو جائے گا!"

"نہیں پہلے مجھے بتاؤ!" فیاض نے کہا!

"کیا بتاؤں!" یک بیک عمران جھلا گیا!" تم کیا نہیں جانتے! بچوں کی سی باتیں کر رہے ہو!.... کیا سلیم پر گولی نہیں چلائی گئی تھی.... کیا ریوالور کے دستے پر شوکت کی انگلیوں کے نشانات نہیں ملے! کیا میں نے اس کی لیبارٹری میں نیلے رنگ کے پرندے نہیں دیکھے جنہیں وہ آتش دان میں جھونک رہا تھا....!"

"ریوالور.... سلیم.... مردہ پرندے.... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں کچھ نہیں سمجھا!" سجاد متحیرانہ انداز میں بولا!

"بس سجاد صاحب! اس سے زیادہ ابھی نہیں! جو کچھ میں کہوں کرتے جایئے!.... مجرم کے ہتھکڑیاں لگ جائیں گی!"

"بتایئے.... جو کچھ آپ کہیں گے کروں گا!"

"گڈ.... تو آپ ابھی اور اسی وقت اپنے بھائیوں اور جمیل صاحب کے ماموؤں سمیت جاوید مرزا کے یہاں جایئے! کیپٹن فیاض بھی آپ کے ہمراہ ہوں گے!.... وہاں جایئے اور جاوید مرزا سے پوچھئے کہ اب اس کا کیا ارادہ ہے جمیل سے اپنی لڑکی کی شادی کرے گا یا نہیں-- ظاہر ہے کہ وہ انکار کرے گا--! پھر اس وقت ضرورت اس بات کی ہو گی کہ کیپٹن فیاض اس پر اپنی اصلیت ظاہر کر کے کہیں کہ انہیں اس سلسلے میں اس کے بھتیجوں میں سے کسی ایک پر شبہ ہے اور فیاض تم اسے کہنا کہ وہ اپنے سارے بھتیجوں کو بلائے.... تم ان سے کچھ سوالات کرنا چاہتے ہو!"

"پھر اس کے بعد" فیاض نے پوچھا!

"میں ٹھیک اسی وقت وہاں پہنچ کر نپٹ لوں گا!"

"کیا نپٹ لو گے!"

"تمہارے سر پر ہاتھ رکھ کر رووٗں گا!" عمران نے سنجیدگی سے کہا!

فیاض اور سجاد اسے گھورتے رہے.... اچانک سجاد نے پوچھا۔" ابھی آپ نے کسی ریوالور کا حوالہ دیا تھا۔ جس پر شوکت کی انگلیوں کے نشانات تھے!"

"جی ہاں.... بقیہ باتیں وہیں ہوں گی! اچھا ٹاٹا...." عمران ہاتھ ہلاتا ہوا ڈرائینگ روم سے نکل گیا.... اور فیاض اسے پکارتا ہی رہ گیا!

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ حضرتِ کیا فرمانے والے ہیں!" سجاد بولا!

"کچھ نہ کچھ تو کرے گا ہی! اچھا اب اٹھو! ہمیں وہی کرنا چاہئے جو کچھ اس نے کہا ہے!"

۱۷

بات بڑھ گئی!.... نواب جاوید مرزا کا پارہ چڑھ گیا تھا!

اس نے فیاض سے کہا.... "جی ہاں فرمایئے! میرے سب بچے یہیں موجود ہیں! یہ شوکت ہے! یہ عرفان ہے، یہ صفدر ہے.... بتایئے آپ کو ان میں سے کس پر شبہ ہے اور شبہے کی وجہ بھی آپ کو بتانی پڑے گی!.... سمجھے آپ!"

فیاض بغلیں جھانکنے لگا! وہ بڑی بے چینی سے عمران کا منتظر تھا! اس وقت اسٹڈی میں جاوید مرزا کے خاندان والوں کے علاوہ جمیل کے خاندان کے سارے مرد موجود تھے! بات جمیل اور

پروین کی شادی سے شروع ہوئی تھی! جاوید مرزا نے ایک مبروص سے اپنی لڑکی کا رشتہ کرنے سے صاف انکار کر دیا!... اس پر سجاد نے کافی لے دے کی، پھر فیاض نے اس کے بھتیجوں میں سے کسی کو جمیل کے مرض کا ذمہ دار ٹھہرایا...

لیکن جب جاوید مرزا نے وضاحت چاہی تو فیاض کے ہاتھ پیر پھول گئے! اسے توقع تھی کہ عمران وقت پر پہنچ جائے گا!... لیکن... عمران...؟... فیاض دل ہی دل میں اسے ایک ہزار الفاظ فی منٹ کی رفتار سے گالیاں دے رہا تھا!

"ہاں آپ بولتے کیوں نہیں! خاموش کیوں ہوگئے!" جاوید مرزا نے اسے للکارا۔

"اماں چلو... یار... شرماتے کیوں ہو!" اسٹڈی کے باہر سے عمران کی آواز آئی اور فیاض کی باچھیں کھل گئیں۔

سب سے پہلے سلیم داخل ہوا۔ اس کے پیچھے عمران تھا... اور شاید وہ اسے دھکیلتا ہوا لا رہا تھا!" سطوت جاہ!" جاوید مرزا جھلائی ہوئی آواز میں بولا "یہ کیا مذاق ہے... آپ بغیر اجازت یہاں کیسے چلے آئے!"

"میں تو یہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ آخر ان حضرت کی رپورٹ کیوں نہیں درج کرائی!" عمران نے سلیم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "آج سے چار دن قبل...!"

"آپ تشریف لے جائیے... جائیے!" نواب جاوید مرزا غرایا!

"آپ کو بتانا پڑے گا جناب!" دفعتاً عمران کے چہرے سے حماقت مآبی کے سارے آثار غائب ہوگئے۔

"یہ مجھے زبردستی لائے ہیں!" سلیم خوفزدہ آواز میں بولا!

"سطوت جاہ! میں بہت بُری طرح پیش آؤں گا!" جاوید مرزا کھڑا ہو گیا! اسی کے ساتھ ہی شوکت بھی اٹھا!

"بیٹھو!" عمران کی آواز نے اسٹڈی میں جھنکار سی پیدا کر دی! فیاض نے اس کے اس لہجے میں اجنبیت سی محسوس کی!... وہ اس عمران کی آواز تو نہیں تھی، جسے وہ عرصہ سے جانتا تھا۔

"میرا تعلق ہوم ڈیپارٹمنٹ سے ہے!" عمران نے کہا "آپ لوگ ابھی تک غلط فہمی میں مبتلا تھے! مجھے ان جراثیم کی تلاش ہے، جو آدمی کے خون میں ملتے ہی اسے بارہ گھنٹے کے اندر ہی اندر مبروص بنا دیتے ہیں! شوکت! کیا تمہاری لیبارٹری میں ایسے جراثیم نہیں ہیں!"

"ہرگز نہیں ہیں!" شوکت غرایا!

"کیا تم بدھ کی رات کو اپنی لیبارٹری میں چند مردہ پرندے نہیں جلا رہے تھے... جلے پرندے!"

"ہاں! میں نے جلائے تھے پھر؟"

عمران سلیم کی طرف مڑا "تم پر کس نے فائر کیا تھا!"

"میں نہیں جانتا!" سلیم نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔

"تم جانتے ہو! تمہیں بتانا پڑے گا!"

"میں نہیں جانتا جناب...! مجھ پر کسی نے اندھیرے میں فائر کیا تھا! ایک گولی بازو پر لگی تھی... اور میں بدحواسی میں درخت پر چڑھ گیا تھا!"

"یہ ریوالور کس کا ہے! عمران نے جیب سے ایک ریوالور نکال کر سب کو دکھاتے ہوئے کہا!"

شوکت اور جاوید مرزا کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں!

"میں جانتا ہوں کہ ریوالور شوکت کا ہے اور شوکت کے پاس اس کا لائسنس بھی ہے!... میں یہ بھی جانتا ہوں کہ سلیم پر اسی ریوالور سے گولی چلائی گئی تھی اور جس نے بھی فائر کیا تھا اس کی انگلیوں کے نشانات اس کے دستے پر موجود تھے... اور وہ نشانات شوکت کی انگلیوں کے تھے!"

"ہوگا! ہوگا... مجھے شوکت صاحب سے کوئی شکایت نہیں ہے!" سلیم جلدی سے بول پڑا۔

"اصلیت کیا ہے سلیم!" عمران نے نرمی سے پوچھا!

"انہوں نے کسی دوسرے آدمی کے دھوکے میں مجھ پر فائر کیا تھا!"

"کس کے دھوکے میں!"

"یہ وہی بتا سکیں گے! میں نہیں جانتا!"

"ہوں! فیاض! ہتھکڑیاں لائے ہو!" عمران نے کہا۔

"نہیں! نہیں... یہ کبھی نہیں ہو سکتا...!" جاوید مرزا کھڑا ہو کر ہذیانی انداز میں چیخا!

"فیاض ہتھکڑیاں...!"

فیاض نے جیب سے ہتھکڑیوں کا جوڑا نکال لیا۔

"یہ ہتھکڑیاں سجاد کے ہاتھوں میں ڈال دو!"

"کیا...!" سجاد حلق کے بل چیخ کر کھڑا ہو گیا!

"فیاض...! سجاد کے ہتھکڑیاں لگا دو!"

"کیا بکواس ہے!" فیاض جھنجھلا گیا!

"خبردار سجاد! اپنی جگہ سے جنبش نہ کرنا!" عمران نے ریوالور کا رخ سجاد کی طرف کر دیا!

"عمران میں بہت بری طرح پیش آؤں گا!" فیاض کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا!

"فیاض میں تمہیں حکم دیتا ہوں... میرا تعلق براہ راست ہوم ڈیپارٹمنٹ سے ہے اور

ڈائریکٹر جنرل کے علاوہ سی بی آئی کا ہر آفیسر میرے ماتحت ہے.... چلو جلدی کرو!“

عمران نے اپنا سرکاری شناختی کارڈ جیب سے نکال کر فیاض کے سامنے ڈال دیا!

فیاض کے چہرے پر سچ مچ ہوائیاں اڑنے لگیں! اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ شناختی کارڈ میز پر رکھ کر وہ سجاد کی طرف بڑھا اور ہتھ کڑیاں اس کے ہاتھوں میں ڈال دیں!

”دیکھا آپ نے ؟“ سلیم نے شوکت کی طرف دیکھ کر پاگلوں کی طرح قہقہہ لگایا ”خدا بے انصاف نہیں ہے!“ شوکت کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ پھیل گئی!

”تم ادھر دیکھو سلیم!“ عمران نے اسے مخاطب کیا! ”تم نے کس کے ڈر سے جیل میں پناہ لی تھی!“

”جس کے ہاتھوں مین ہتھ کڑیاں ہیں! یہ یقیناً مجھے مار ڈالتا.... ہم جانتے تھے کہ وہ جراثیم ہماری لیبارٹری سے اسی نے چرائے ہیں! لیکن ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا!.... اکثر لوگ ہماری لیبارٹری میں آتے رہے ہیں! ایک دن یہ بھی آیا تھا.... جراثیم پر بات چھڑ گئی تھی.... میں نے خوردبین سے کئی جراثیم بھی دکھائے ان میں وہ جراثیم بھی تھے جو سو فیصدی شوکت صاحب کی دریافت ہیں! پھر ایک ہفتے کے بعد ہی جراثیم کا مرتبان پراسرار طور پر لیبارٹری سے غائب ہو گیا! اس سے تین ہی دن قبل کالج کے سائنس کے طلبا ہماری لیبارٹری دیکھنے آئے تھے!.... ہمارا خیال انہیں کی طرف گیا.... لیکن جب غائب ہونے کے چوتھے ہی دن جمیل صاحب اور نیلے پرندے کی کہانی مشہور ہوئی تو میں نے شوکت صاحب کو بتایا کہ ایک دن سجاد بھی لیبارٹری میں آیا تھا! پھر اسی شام کو ہماری لیبارٹری میں تین مردہ پرندے پائے گئے! وہ بالکل اسی قسم کے تھے جس قسم کے پرندے کا تذکرہ اخبارات میں کیا گیا تھا! ہم نے انہیں آگ میں جلا کر راکھ کر دیا اور پھر یہ بات واضح ہو گئی کہ سجاد یہ جرم شوکت صاحب کے سر تھوپنا چاہتا ہے! دوسری شام کسی نامعلوم آدمی نے مجھ پر گولی چلائی! میں بال بال بچا! شوکت صاحب نے مجھے مشورہ دیا کہ میں کسی محفوظ مقام پر چلا جاؤں تاکہ وہ اطمینان سے سجاد کے خلاف ثبوت فراہم کر رکھیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ مجھ پر سجاد ہی نے حملہ کیا تھا! محض اس لئے کہ میں کسی سے یہ کہنے کے لئے زندہ نہ رہوں کہ سجاد بھی کبھی لیبارٹری میں آیا تھا اور وہ جراثیم دکھائے گئے تھے!“

”بکواس ہے!“ سجاد چیخا! ”میں کبھی لیبارٹری میں نہیں گیا تھا!“

”تم خاموش رہو! فیاض اسے خاموش رکھو!“ عمران نے کہا پھر سلیم سے بولا ”بیان جاری رہے۔“ سلیم چند لمحے خاموش رہ کر بولا ”شوکت صاحب نے محض میری زندگی کی حفاظت کے خیال سے مجھ پر چوری کا الزام لگا کر گرفتار کرا دیا!.... لیکن سجاد نے میرا وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا.... ایک انگریز لڑکی وہاں پہنچی، جو غالباً سجاد ہی کی بھیجی ہوئی تھی اور مجھے خواہ مخواہ غصہ

دلانے لگی تاکہ میں جھلا کر اپنے جیل آنے کا راز اگل دوں!“

”خیر.... خیر.... آگے کہو!“ عمران بڑبڑایا وہ سمجھ گیا کہ اس کا اشارہ روشی کی طرف ہے!

”پھر پتہ نہیں کیوں اور کس طرح میری ضمانت ہوئی!.... ظاہر ہے کہ اس انہونی بات نے مجھے بدحواس کر دیا اور میں نے اسی طرف کا رخ کیا! لیکن کوئی میرا تعاقب کر رہا تھا!.... کوٹھی کے پاس پہنچ کر اس نے ایک فائر بھی کیا! لیکن میں پھر بچ گیا۔ یہاں پائیں باغ میں اندھیرا تھا.... میں لیبارٹری کے قریب پہنچا.... شوکت صاحب سمجھے شائد میں وہی آدمی ہوں جو آئے دن لیبارٹری میں مردہ پرندے ڈال جایا کرتا تھا!.... انہوں نے اسی کے دھوکے میں مجھ پر فائر کر دیا!....“

”کیوں؟“ عمران نے شوکت کی طرف دیکھا!

”ہاں یہ بالکل درست ہے!.... سجاد یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح ان پرندوں پر چچا صاحب کی بھی نظر پڑ جائے اور وہ مجھے ہی مجرم سمجھنے لگیں! ویسے انہیں تھوڑا بہت شبہ تو پہلے بھی تھا!“ عمران نے جاوید مرزا کی طرف دیکھا! لیکن جاوید مرزا خاموش رہا۔!

”کیا بکواس ہو رہی ہے.... یہ سب پاگل ہو گئے ہیں!“ سجاد حلق پھاڑ کر چیخا! ”ارے بدبختو۔ اندھو! میرے ساتھ چل کر میری لڑکی سعیدہ کی حالت دیکھو! وہ بھی اسی مرض میں مبتلا ہو گئی ہے! کیا میں اپنی بیٹی پر بھی اس قسم کے جراثیم.... یا خدا.... یہ سب پاگل ہیں۔“ دفعتاً شوکت ہنس پڑا....

”خوب!“ اس نے کہا ”تمہیں بیٹی یا بیٹے سے کیا سروکار تمہیں تو دولت چاہئے۔ دونوں مبروصوں کی شادی کر دو! وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کریں گے! دوسری حرکت تم نے محض اپنی گردن بچانے کے لئے کی ہے!“

”نہیں سجاد! تم کچھ خیال نہ کرنا!“ عمران مسکرا کر بولا ”دوسری حرکت میری تھی!“

سجاد اسے گھورنے لگا.... اور شوکت کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیل گئی تھیں! فیاض اس طرح خاموش بیٹھا تھا جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو!

”دوسری حرکت میری تھی.... اور تمہاری لڑکی کسی مرض میں مبتلا نہیں ہوئی! ان داغوں کو خالص اسپرٹ سے دھو ڈالنا چہرہ صاف ہو جائے گا!....“

”خیر.... خیر....! مجھ پر جھوٹا الزام لگایا جا رہا ہے اور میں عدالت میں دیکھوں گا!“

”ضرور دیکھنا سجاد! واقعی تمہارے خلاف ثبوت بہم پہنچانا بڑا مشکل کام ہو گا! لیکن یہ بتاؤ.... کہ پچھلی رات اپنی لڑکی کا چہرہ دیکھ کر تم بے تحاشہ ایندھن کے گودام کی طرف کیوں بھاگے

تھے.... بتاؤ.... بولو.... جواب دو!"

دفعتاً سجاد کے چہرے پر زردی پھیل گئی! پیشانی پر پسینے کی بوندیں پھوٹ آئیں۔ آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہونے لگیں اور پھر دفعتاً اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی وہ بے ہوش ہو گیا تھا!

۱۸

اسی شام کو عمران روشی اور فیاض رائل ہوٹل میں چائے پی رہے تھے! فیاض کا چہرہ اترا ہوا تھا اور عمران کہہ رہا تھا! "مجھے اسی وقت یقین آ گیا تھا کہ سلیم شوکت سے خائف نہیں ہے جب اس نے جیل سے نکلنے کے بعد جاوید مرزا کی کوٹھی کا رخ کیا تھا!"

"مگر ایندھن کے گودام سے کیا برآمد ہوا ہے!" روشی نے کہا "تم نے وہ بات ادھوری چھوڑ دی تھی...."

"وہاں سے ایک مرتبان برآمد ہوا ہے، جس میں جراثیم ہیں!.... اور نیلے رنگ کے پرندوں کا ایک ڈھیر ربڑ کے تین پرندے.... گوند کی ایک بوتل! اور انجکشن کی تین سوئیاں.... کیا سمجھیں!.... وہ حقیقتاً پرندہ نہیں تھا جسے جمیل نے اپنی گردن سے کھینچ کر کھڑکی کے باہر پھینکا تھا!.... بلکہ ربڑ کا پرندہ جس پر گوندھ سے نیلے رنگ کے پر چپکائے گئے تھے! اس کے پیٹ میں وہ سیال مادہ بھرا گیا تھا جس میں جراثیم تھے! پرندے کی چونچ کی جگہ انجکشن کی ایک کھوکھلی سوئی فٹ کی گئی تھی!.... پہلے جمیل پر باہر سے کھڑکی کے ذریعے ایک پرندہ ہی پھینکا گیا تھا! جو اس کے شانے سے ٹکرا کر اڑ گیا تھا۔ پھر وہ نقلی پرندہ پھینکا گیا! جس میں لگی ہوئی سوئی اس کی گردن میں پیوست ہو گئی۔ ظاہر ہے کہ وہ بدحواس ہو گیا ہو گا، جیسے ہی اس نے اسے پکڑا ہو گا دباؤ پڑنے سے سیال مادہ سوئی کے راستے اس کی گردن میں داخل ہو گیا ہو گا!.... پھر اس نے بوکھلاہٹ میں اسے کھینچ کر کھڑکی کے باہر پھینک دیا! پہلے نیلے رنگ کا ایک پرندہ اس کے شانے سے ٹکرا کر اڑ چکا تھا۔ اس لئے اس نے اسے بھی پرندہ ہی سمجھا!.... اور پچھلی رات.... واہ.... وہ بھی عجیب اتفاق تھا میں جمیل کی کوٹھی میں گھسا! سعیدہ کو کلوروفارم کے ذریعے بے ہوش کر کے اس کے چہرے پر اپنی ایک ایجاد آزمائی جسے میک اپ کے سلسلے میں اور زیادہ ترقی دینے کا خیال رکھتا ہوں! پھر کلوروفارم کا اثر زائل ہونے کا منتظر رہا! یہ سب میں نے اس لئے کیا تھا کہ گھر والوں پر اس کا ردِ عمل دیکھ سکوں! خاص طور سے سجاد کی طرف خیال بھی نہیں تھا! جیسے ہی میں نے محسوس کیا کہ اب کلوروفارم کا اثر زائل ہو رہا ہے۔ میں نے اس کے بازو میں

سوئی چبھوئی اور مسہری کے نیچے گھس گیا!.... پھر ہنگامہ برپا ہو گیا! سجاد ہی سب سے زیادہ بدحواس نظر آ رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ اسے بھی کوئی اہمیت نہیں دی جا سکتی تھی کیونکہ سعیدہ اس کی بنی ہی ٹھہری!.... لیکن جب میں نے اسے گھر والوں کو وہیں چھوڑ کر ایک طرف بھاگتے دیکھا تو.... تم خود سوچو فیاض! بھلا اس وقت ایندھن کے گودام میں جانے کی کیا تک تھی! بہر حال سجاد ہی نے بے خبری میں میرے لئے اپنے خلاف ثبوت بہم پہنچائے! دراصل اس کی شامت ہی آ گئی تھی! ورنہ ان چیزوں کو رکھ چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی!"

"اچھا بیٹا! وہ تو سب ٹھیک ہے!" فیاض نے ایک طویل انگڑائی لے کر کہا "وہ تمہارا شناختی کارڈ"

"یہ حقیقت ہے کہ میں تمہارا آفیسر ہوں! میرا تعلق براہ راست ہوم ڈیپارٹمنٹ سے ہے! اور ہوم سیکرٹری سر سلطان نے میرا تقرر کیا ہے.... لیکن خبردار.... خبردار.... اس کا علم ڈیڈی کو نہ ہونے پائے ورنہ تمہاری مٹی پلید کر دوں گا سمجھے....!"

فیاض کا چہرہ لٹک گیا! اس کے لئے یہ نئی دریافت بڑی تکلیف دہ تھی!

"تم نے مجھے بھی آج تک اس سے بے خبر رکھا!" روشی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے کس کی باتوں میں آئی ہو روشی ڈیئر!" عمران برا سا منہ بنا کر بولا "یہ عمران بول رہا ہے.... عمران جس نے سچ بولنا سیکھا ہی نہیں!.... میں تو فیاض کو گھس رہا تھا!"

فیاض کے چہرے پر اب بھی بے یقینی پڑھی جا سکتی تھی!

تمام شُد

عمران سیریز نمبر7

سانپوں کے شکاری

(مکمل ناول)

(۱)

تیمور اینڈ بارٹلے کا آفس پوری عمارت میں پھیلا ہوا تھا۔۔۔!اس فرم کے علاوہ اس عمارت میں اور کسی کا کاروبار نہیں تھا!۔۔۔ اسی بنا پر یہ عمارت کوبرامینشن کے نام سے مشہور ہو گئی تھی! ویسے اس کا نام کچھ اور تھا!

تیمور اینڈ بارٹلے کی فرم سانپ کی کھالوں کی تجارت کرتی تھی!۔۔۔ کاروبار بہت بڑا تھا۔ دفتر میں درجنوں کلرک تھے مختلف شعبوں کے منیجر الگ الگ تھے اور ان کی تعداد بارہ سے کسی طرح کم نہیں تھی!۔۔۔ تین درجن شکاری تھے!۔۔۔ جن کے ذمے سانپوں کی فراہمی کا کام تھا! ۔۔۔ لیکن یہ سپیرے نہیں تھے۔۔۔ اور نہ اس کے قائل تھے کہ بین سن کر سانپ جھومنے لگتے ہیں! یہ تعلیم یافتہ لوگ تھے اور سانپوں کے شکار کے سلسلے میں ان کا طریق کار سائنٹیفک ہوتا تھا! انہیں بڑی بڑی تنخواہیں ملتی تھیں اور ان کی ظاہری حالت دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ ان کا پیشہ اتنا حقیر اور گندہ ہوگا!

کوبرامینشن کا ہال فرم کا شوروم تھا! یہاں نہ صرف صدہا قسم کے سانپوں کی کھالیں، موجود تھیں بلکہ مختلف اقسام سے تعلق رکھنے والے زندہ سانپ بھی کثیر تعداد میں تھے! ہفتے میں دو دن یہ شوروم پبلک میوزیم بن جایا کرتا تھا! یعنی ہفتے میں دو دن ہر آدمی کسی روک ٹوک کے بغیر وہاں جاسکتا تھا۔۔!

آج اتوار تھا۔۔۔ اور کوبرامینشن کے اس بڑے ہال میں تل رکھنے کی بھی جگہ نہیں تھی!۔۔۔ آج کچھ غیر ملکی سانپ نمائش کے لئے رکھے گئے تھے جن میں جنوبی امریکہ کے جارا کاکا۔۔۔ اور افریقہ کے بلیک مومبا بھی تھے!

راضیہ صرف انہیں دو اقسام کے سانپ دیکھنے کے لئے یہاں آئی تھی ورنہ اور سب تو اس کے دیکھے ہوئے تھے!۔۔۔۔ اسے سانپ بہت اچھے لگتے تھے!۔۔۔۔ اس کے پاس صد ہا قسم کے سانپوں کی تصویریں تھیں اور اس کے ذہن پر بھی سانپ مسلط تھے! وہ جب بھی آنکھیں بند کرتی اسے بیک وقت ہزاروں سانپوں کی کلبلاہٹ محسوس ہونے لگتی!۔۔۔۔ خواب میں اسے سانپ نظر آتے۔۔۔ جب وہ سونے کے لئے پلنگ پر لیٹتی تو غنودگی کے عالم میں اسے ایسا محسوس ہوتا جیسے اس کے سارے جسم پر ٹھنڈے ٹھنڈے سانپ رینگتے پھر رہے ہوں! لیکن اس سے اسے وحشت نہیں ہوتی تھی! بلکہ وہ ایک عجیب قسم کی آسودگی اور طمانیت محسوس کرتی!۔۔۔۔ اس پر خود اسے بھی حیرت تھی۔

وہ کافی دیر تک کوبرا مینشن کے شوروم میں رہی۔۔۔۔ وہ اتنی محو تھی کہ اسے پانچ بجنے کی بھی خبر نہ ہوئی! حالانکہ یہ وقت اس کی زندگی میں بہت اہمیت رکھتا تھا!۔۔۔۔ وہ جہاں کہیں بھی ہو روزانہ ٹھیک پانچ بجے شام کو اس کا ارشاد منزل پہنچنا ضروری تھا!۔۔۔۔ رات اسے وہیں بسر کرنی پڑتی تھی!۔۔۔۔

بوڑھا ارشاد اس کا دادا تھا۔۔۔۔ کروڑوں کی دولت کا مالک! اس کے تین بیٹے تھے لیکن ان میں سے کوئی بھی ارشاد منزل میں قدم نہیں رکھ سکتا تھا!۔۔۔۔ حتیٰ کہ خود راضیہ کا باپ بھی نہیں ان کا کنبہ بہت بڑا تھا!۔۔۔۔ لیکن راضیہ کے علاوہ اور کوئی بھی بوڑھے ارشاد سے قریب نہیں تھا!۔۔۔۔ ارشاد اسے بہت پسند کرتا تھا۔۔۔۔ اور وہ اس کے معاملات میں بہت زیادہ دخیل تھی۔۔۔۔ لیکن یہ ڈیوٹی اسے بھی بہت کھلتی تھی۔۔۔۔ خواہ کچھ ہو اس کا پانچ بجے شام کو بوڑھے ارشاد کے پاس پہنچنا بہت ضروری تھا!

آج وہ ساڑھے پانچ بجے پہنچی! ارشاد جھنجھلایا ہوا تھا! اسے دیکھتے ہی برس پڑا۔۔۔۔

"میں نے ابھی تک چائے نہیں پی!" وہ غرایا! "تم جانتی ہو کہ میں ٹھیک سوا پانچ بجے چائے پیتا ہوں اور تم ہر حال میں میرے ساتھ ہوتی ہو۔۔۔۔"

"جی۔۔۔ وہ میری۔۔۔ ایک سہیلی۔۔۔!"

"سہیلی۔۔۔! مجھ سے زیادہ تھی۔۔۔۔!"

"جی۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ دیکھئے۔۔۔۔!"

"کچھ نہیں۔۔۔۔! جاؤ۔۔۔۔ اب یہاں تمہاری ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔!" ارشاد نے کہا لیکن لہجے میں تحکم کی بجائے شکوے کا سا انداز تھا!

"دادا جان۔۔۔۔ آپ تو سمجھتے نہیں۔۔۔۔ وہ میری۔۔۔۔ سہیلی!"

"میں نے ابھی چائے نہیں پی۔۔۔۔!"

"تو میں منگواتی ہوں چائے۔۔۔۔!" راضیہ کمرے سے چلی گئی۔۔۔!

ارشاد کی عمر اسی سے کم نہیں تھی! دبلا پتلا پلپلے جسم کا آدمی تھا!۔۔۔۔ چہرے پر بیشمار گہری جھریاں تھیں۔۔۔۔ لیکن وہ روزانہ شیو کرنے کا عادی تھا۔۔۔۔

لوگ اسے جھکی سمجھتے تھے!۔۔۔۔ ارشاد منزل میں وہ تنہا رہتا تھا!۔۔۔۔ کنبے کے دوسرے افراد شہر کے مختلف حصوں میں مقیم تھے۔۔۔۔ ان کا کفیل ارشاد ہی تھا! لیکن انہیں ارشاد منزل میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں تھی!۔۔۔۔ اس کی وجہ خود ان لوگوں کو بھی نہیں معلوم تھی۔

ارشاد منزل ایک بہت بڑی عمارت تھی اور شائد شہر کی خوبصورت ترین عمارتوں میں اس کا شمار ہوتا تھا! وہاں ایک دو نہیں بلکہ پورے پندرہ عدد نوکروں کی فوج رہتی تھی۔۔۔۔ لاتعداد پالتو پرندے تھے۔۔۔۔ درجنوں بلیاں تھیں۔۔۔۔ اور اتنے ہی خرگوش اور کبھی کبھی راضیہ یہ سمجھنے لگتی تھی کہ وہ بھی انہیں پالتو جانوروں میں سے ہے! اس خیال کا محرک ارشاد کا برتاؤ تھا! وہ اسے ایک ننھی سی بچی سمجھتا تھا اور اسے اپنی مرضی کا پابند بنائے رکھنا چاہتا تھا!۔۔۔۔ اس کی ذرا ذرا سی باتوں کی ٹوہ میں رہتا۔۔۔۔ اور اس وقت تو راضیہ کو سچ مچ غصہ آجاتا، جب وہ اس کا وینٹی بیگ ٹٹولنے لگتا! اسے کھول کر اس میں رکھی ہوئی چیزیں الٹ پلٹ ڈالتا۔

اس وقت بھی وہ یہی حرکت کر رہا تھا! راضیہ چائے کے لئے اس کے کمرے سے چلی گئی تھی! اور وہ میز سے اس کا وینٹی بیگ اٹھا کر اپنے زانو پر رکھے اسے کھول رہا تھا۔

اچانک اس کے منہ سے ایک ہلکی سی چیخ نکلی اور وہ وینٹی بیگ کو پرے جھٹک کر کرسی سمیت دوسری طرف الٹ گیا!۔۔۔۔

وینٹی بیگ سے ایک چھوٹا سا سانپ نکل کر فرش پر لہریں لے رہا تھا!۔۔۔۔

بوڑھا ارشاد بڑی پھرتی سے فرش سے اٹھا۔۔۔۔ لیکن نہ تو اس نے شور مچایا اور نہ کسی کو اپنی مدد کے لئے آواز دی!

سانپ کی رفتار میں سرعت نہیں تھی! وہ آہستہ آہستہ فرش پر رینگ رہا تھا!۔۔۔۔ ارشاد نے اپنی واکنگ اسٹک سے بہ آسانی اس کا سر کچل دیا! تھوڑی دیر بعد وہ پھر بہت اطمینان سے اسی کرسی پر بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا!۔۔۔۔ راضیہ کا وینٹی بیگ اس نے وہیں رکھ دیا تھا جہاں سے اٹھایا تھا!

تقریباً دس منٹ بعد راضیہ خود ہی چائے کی ٹرے اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔۔!

ارشاد نے اپنی کرسی میز کی طرف کھسکائی!۔۔۔۔ اچانک راضیہ کی نظر مردہ سانپ پر پڑی۔۔۔۔

وہ چائے کی ٹرے میز پر رکھ چکی تھی!

"ارے... یہ سانپ!"

بوڑھا اسے گھورنے لگا... لیکن راضیہ کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے...

"یہ یہاں!"

"پھر! پھر اسے کہاں ہونا چاہئے تھا!" ارشاد نے آہستہ سے پوچھا!

"میں کیا جانوں... میرا مطلب یہ ہے کہ... یہ یہاں کمرے میں تھا...!"

"میں نے اسے مار ڈالا...!" ارشاد اس کا چہرہ غور سے دیکھتا ہوا بولا!

"مگر یہ یہاں کیسے آیا...!"

"تم لائی تھیں!" ارشاد بدستور اس کے چہرے پر نظر جمائے رہا۔ راضیہ ہنسنے لگی!... لیکن ارشاد کی سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا۔

"میں اسے اسپرٹ میں رکھوں گی! یہ کتنا خوشرنگ ہے...!"

راضیہ نے ارشاد کے لئے چائے انڈیلتے ہوئے کہا!

دونوں تھوڑی دیر تک خاموشی سے چائے پیتے رہے، پھر ارشاد نے کہا!

"تم مجھ سے تنگ آگئی ہو!... کیوں؟"

"نہیں تو... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں!"

"میں... میں محسوس کر رہا ہوں!"

"اس معاملے میں، میں آپ سے لڑ جاؤں گی! آخر آپ کس بناء پر ایسا کہہ رہے ہیں!"

"اس لئے کہ میں سچ مچ تم پر ظلم کرتا ہوں!..."

"میں تو ایسا نہیں سمجھتی! آخر آج آپ یہ جھگڑا کیوں لے بیٹھے ہیں!"

"ضرور تا--! آج میری ذرا سی غفلت مجھے موت کے گھاٹ اتار دیتی... یہ سانپ تمہارے وینٹی بیگ میں تھا--!"

"نہیں!" راضیہ بوکھلا کر کھڑی ہو گئی!

"بیٹھ جاؤ... یہ حقیقت ہے!... یہ واقعی ایک نازیبا بات ہے کہ میں تمہارے وینٹی بیگ میں ہاتھ ڈال دیا کرتا ہوں--!"

"ارے... دادا جان... خدا کی قسم! میرے فرشتوں کو بھی... علم نہیں!"

راضیہ کا چہرہ زرد ہو گیا تھا اور اس کا سینہ دھونکنی کی طرح پھول اور پچک رہا تھا! وہ بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی!

"بیٹھ جاؤ... چائے پیو!" ارشاد نے نرم لہجے میں کہا!

راضیہ بیٹھ گئی!... لیکن اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا!... ارشاد نے ایک بار پھر اسے غور سے دیکھ کر پوچھا! "یہ سانپ تمہارے وینٹی بیگ میں کس نے رکھا ہوگا!"

"میں... میں... اس کے متعلق کچھ نہیں جانتی... لیکن...!"

"ہاں... لیکن کیا...!"

"ابھی میں نے... آپ سے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تھی...!"

"کیا؟"

"میں کسی سہیلی کے گھر نہیں گئی تھی... بلکہ میں تیمو اینڈ بارٹلے کے شوروم سے سیدھی یہیں آئی ہوں!"

"وہاں تم کیوں گئی تھیں!"

"مم... مجھے سانپوں سے دلچسپی ہے...!"

"میں جانتا ہوں!"

"گھر سے جب میں چلی ہوں تو... مجھے یقین ہے کہ وینٹی بیگ میں سانپ نہیں تھا... کیونکہ میں نے راستے میں بھی ایک جگہ اسے کھولا تھا!"

"شوروم میں تمہارے ساتھ اور کون تھا!"

"کوئی بھی نہیں! میں تنہا گئی تھی! مجھے اطلاع ملی تھی کہ وہاں آج دو بالکل نئی قسم کے سانپ نمائش کے لئے رکھے جائیں گے!"

ارشاد تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا!... پھر بولا۔ "میری اس بری عادت سے سبھی واقف ہوں گے کہ میں تمہارا وینٹی بیگ کھول کر دیکھا کرتا ہوں!"

"جج... جی... ہاں...!"

"تم نے شکایتاً... لوگوں سے تذکرہ کیا ہوگا...!"

"اوہ... وہ... دیکھئے...!"

"میں برا نہیں مانتا... صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کچھ لوگ اس سے واقف ہیں یا نہیں!"

"صرف گھر والے..."

"گھر سے مراد صرف تمہارا گھر ہے نا... یا جواد اور امجاد کے گھر والے بھی جانتے ہیں!"

"جی ہاں انہیں بھی علم ہے!"

ارشاد ایک طویل سانس لے کر کرسی کی پشت سے ٹک گیا!...

وہ چھت کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کے چہرے کی جھریاں کچھ اور زیادہ گہری معلوم ہونے لگی تھیں!

"دادا جان آپ یقین کیجئے....!"

"میں یہ نہیں کہتا کہ یہ حرکت تمہاری ہے....!" بوڑھے ارشاد نے آہستہ سے کہا!....

"آپ نے یہ کیوں پوچھا تھا کہ ڈینٹی بیگ کے متعلق کون کون جانتا ہے....!"

"میں پھر یہی کہتا ہوں کہ یہ حرکت تمہاری نہیں ہو سکتی...."

"تو اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ خاندان کے کسی دوسرے فرد پر شبہ کر رہے ہیں!"

"کیوں نہ کروں....! کیا آدمی کی وقعت دولت سے زیادہ ہوتی ہے....!"

"اوہو!" یک بیک راضیہ کا چہرہ سرخ ہو گیا! "تب تو یہ حرکت میری بھی ہو سکتی ہے!"

"نہیں تم ایسا نہیں کر سکتیں! مجھے یقین ہے....!"

"اسی لئے آپ خاندان والوں کو یہاں نہیں رکھتے!" راضیہ نے پوچھا! اس کے لہجے میں تلخی تھی اور چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے یک بیک غصہ آگیا ہے!

"ہاں اس کی وجہ یہی ہے!"

"پھر آپ کو مجھ پر اتنا اعتماد کیوں ہے!"

"بس یونہی....!"

"نہ ہونا چاہیے!.... اب میں یہاں کبھی نہ آؤں گی! کبھی نہیں! میں گریجویٹ ہوں اور اپنی روزی خود کما سکتی ہوں!"

"میں اسی لئے تمہیں پسند کرتا ہوں! اسی لئے مجھے تم پر اعتماد ہے!" بوڑھا ارشاد مسکرا کر بولا۔ "تم میری خوشامد نہیں کرتیں!.... صاف گوئی سے کام لیتی ہو!...."

"لیکن میں اسے برداشت نہیں کر سکتی کہ آپ والد صاحب پر کسی قسم کا شبہ کریں!"

"اس سے میری اپنی پسند پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔"

"بہر حال آپ کھلے ہوئے الفاظ میں والد صاحب پر اپنا شبہ ظاہر کر رہے ہیں!"

ارشاد کچھ نہیں بولا!.... وہ خاموشی سے چائے پی رہا تھا اور راضیہ کی چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی!.... اس نے ابھی تک ایک گھونٹ نہیں پیا تھا--!

ارشاد خیالات میں کھویا ہوا تھا۔ اس نے اس کی طرف دھیان نہ دیا!....

"پھر اب میری یہاں کیا ضرورت ہے!" راضیہ اٹھتی ہوئی بولی۔ "کیونکہ سانپ کے بچے سنپولئے کہلاتے ہیں! والد صاحب اگر آپ کو ختم کر کے کوئی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو اس میں

میرا بھی حصہ ہوگا.... اور دولت کے متعلق ابھی آپ ہی اظہار خیال فرما چکے ہیں!"

"تم ہر بات میں میری ماں سے مشابہ ہو!" ارشاد نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔ "وہی صورت شکل.... وہی انداز گفتگو ویسا ہی مزاج.... پھر بتاؤ.... مگر تم کیا جانو.... یہ بات تمہارے والدین کے علم میں بھی نہیں ہے کوئی نہیں جانتا.... سوائے میرے....!"

"کونسی بات....!"

"لیکن میں تمہیں ضرور بتاؤں گا! مجھے تم پر اب بھی اعتماد ہے!"

راضیہ حیرت سے اسے دیکھتی رہی۔

"آؤ.... میرے ساتھ!" بوڑھا ارشاد اٹھتا ہوا بولا۔ "میں تمہیں کچھ دکھانا چاہتا ہوں!"

وہ اسے عمارت کے ایک حصے میں لایا، جہاں کے مقفل کمروں میں کسی کا گذر نہیں ہوتا تھا، خود راضیہ بھی نہیں جانتی تھی کہ ان میں کیا ہے اور وہ مقفل کیوں رکھے جاتے ہیں۔

ارشاد نے ایک کمرے کا قفل کھول کر دروازے کو دھکا دیا!.... کمرے میں تاریکی تھی! دروازہ کھلتے ہی راضیہ نے کچھ اس قسم کی بو محسوس کی جیسے وہ کمرہ سالہا سال سے تازہ ہوا سے محروم رہا ہو!.... اسی بو میں چمگادڑوں کے بیٹ کی بدبو بھی شامل تھی۔

تھوڑی دیر بعد جب اس کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو گئیں تو اس نے دیکھا کہ کمرے کا فرش گرد سے اٹا ہوا ہے اور دیواروں پر بھی گرد کی کافی موٹی تہ موجود ہے! یہاں اسے کسی قسم کا سامان نظر نہیں آیا.... البتہ سامنے ہی دیوار پر ایک بڑا سا فریم آویزاں تھا اور اس کے شیشے پر اتنی گرد جمی ہوئی تھی کہ وہ بالکل تاریک ہو کر رہ گیا تھا--!

پھر اس نے ارشاد کو شیشے کی گرد صاف کرتے دیکھا!.... اس فریم میں ایک تصویر تھی!..

لیکن اس کمرے میں اسے اپنے باپ نوشاد کی تصویر دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی! آخر وہ اس تیرہ و تار کمرے میں کیوں لگائی گئی!

"یہ کون ہے!" ارشاد نے راضیہ کی طرف مڑ کر پوچھا!

"آخر اس سے آپ کا مقصد کیا ہے!" راضیہ نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا۔

"یہ کس کی تصویر ہے!" ارشاد نے پھر پوچھا۔

"اب کیا میں والد صاحب کو بھی نہ پہچانوں گی!" راضیہ نے بے دلی سے کہا!

"خوب غور سے دیکھو....!"

"دیکھ رہی ہوں!....؟ تو پھر کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ والد صاحب کی تصویر نہیں ہے!"

"ہاں میں یہی کہنا چاہتا ہوں!" ارشاد مسکرا کر بولا--!

"تب پھر مجھے سمجھنا چاہئے کہ آج آپ مجھے چڑانے پر تل گئے ہیں!"

"نہیں ننھی بچی!" ارشاد نے سنجیدگی سے کہا۔ "یہ نوشاد نہیں ہے!... یہ میرے ایک چچا کی تصویر ہے... اور میرے تینوں لڑکے نوشاد، جواد اور امجاد اس سے مشابہت رکھتے ہیں اور تمہارا باپ تو ہو بہو اسی کی تصویر ہے!"

راضیہ آگے جھک کر بغور تصویر کی طرف دیکھنے لگی!... اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے... اگر صاحب تصویر کے جسم پر قدیم وضع کا لباس نہ ہوتا تو وہ اپنے دادا کے بیان پر بھی یقین نہ کرتی!... لیکن اب بھی اسے شبہ تھا!... اس کی دانست میں قدیم وضع کا لباس اس زمانے میں مہیا کرنا دشوار تو نہیں تھا!... کیونکہ وہ اکثر ڈراموں اور فلموں میں دو تین ہزار سال قبل کے لباس بھی دیکھ چکی تھی!... وہ چند لمحے خاموش رہی پھر اس نے ارشاد سے کہا۔

"اگر میں تسلیم بھی کرلوں... تو پھر...!"

"تو پھر... میں کہوں گا کہ میں اسی مشابہت کی بناء پر اپنے تینوں لڑکوں سے دور ہی دور رہنا پسند کرتا ہوں--!"

راضیہ کا اشتیاق بڑھ گیا! اس نے کہا۔ "میں کچھ نہیں سمجھی!"

"میں ابھی سمجھاتا ہوں!" ارشاد نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا--! وہ دونوں اس کمرے سے نکل آئے... ارشاد نے اسے پھر مقفل کر دیا...! پھر ارشاد نے کہا!

"تم یہیں ٹھہرو!... ٹارچ کے بغیر کام نہیں بنے گا... میں ٹارچ لے کر آتا ہوں--!"

وہ راضیہ کو وہیں چھوڑ کر چلا گیا!... آج وہ بوڑھا راضیہ کو حد درجہ پراسرار معلوم ہو رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ارشاد واپس آگیا!... اس کے ہاتھ میں ٹارچ تھی... اس نے برابر کے دوسرے کمرے کا قفل کھولا!... اس کمرے میں تاریکی گندگی اور بدبو ہی کا راج تھا! لیکن راضیہ کو یہاں کچھ بھی نہیں نظر آیا!

ارشاد اس سے کہہ رہا تھا۔ "تم ہر معاملے میں بالکل اپنی پردادی ہی کی طرح ہو! مجھے توقع ہے کہ انہیں کی طرح ایک مضبوط کردار کی مالک ہو گی!"

"کیا اب آپ... کوئی بہت ڈراؤنی چیز سامنے لانا چاہتے ہیں!" راضیہ نے پوچھا!

"ہاں... بات کچھ ایسی ہی ہے...! میں آج تمہیں سب کچھ بتا دینا چاہتا ہوں! یہ راز میرے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا!... لیکن تم اسے ہمیشہ راز ہی رکھو گی! ہمیشہ...! مجھے یقین ہے کہ تم اپنی پردادی ہی کی طرح مضبوط کردار رکھتی ہو!"

"میں نہیں ڈروں گی!... مجھے بتائیے...!"

"اچھا... ٹھہرو...!" ارشاد نے کمرے کے ایک گوشے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا!

راضیہ وہیں کھڑی رہی!... گوشے میں پہنچ کر ارشاد نے فرش کی گرد صاف کی اور پھر راضیہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس نے کسی صندوق کا ڈھکن اٹھایا ہو!... فرش میں ایک چوکور سی خلا نظر آرہی تھی، جس کا رقبہ ایک مربعہ فٹ سے زیادہ نہ رہا ہوگا!... ارشاد نے جھک کر اس خلا میں ٹارچ کی روشنی ڈالی... اور چند لمحے اسی حالت میں رہا پھر راضیہ کی طرف مڑ کر بولا۔

"آؤ... ڈرو نہیں...!"

راضیہ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے آگے بڑھی۔ بوڑھے ارشاد کے رویئے نے اسے سچ مچ خوفزدہ کر دیا تھا!

"آؤ... دیکھو! یہ ایک تہ خانہ ہے..."

راضیہ دوزانو بیٹھ کر خلاء میں جھانکنے لگی!... وہ چند لمحوں تک آنکھیں پھاڑتی رہی لیکن اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آیا... ٹارچ کی روشنی کافی گہرائی میں کسی ایسی چیز پر پڑ رہی تھی! جو بذات خود غیر واضح تھی... لیکن پھر جلد ہی اس کے سارے جسم پر پسینہ پھوٹ آیا... اور حلق خشک ہونے لگا...! جس چیز پر ٹارچ کی روشنی پڑ رہی تھی وہ کسی آدمی کی ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا۔

"دیکھ چکیں...!" دفعتاً ارشاد نے پوچھا... راضیہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی آواز بہت دور سے آئی ہو...!

"جی ہاں!" اس نے مردہ سی آواز میں جواب دیا۔

"کیا دیکھا...!"

"ہڈ... ہڈیوں... کا ڈھانچہ!" راضیہ تھوک نگل کر بولی!

"ٹھیک بس آؤ..." ارشاد... اسے ایک طرف ہٹا کر سوراخ کا ڈھکن بند کرتا ہوا بولا!

تھوڑی دیر بعد وہ کمرے کے باہر آگئے۔ ارشاد نے اسے مقفل کیا... اور وہ پھر رہائشی حصے کی طرف پلٹ آئے۔

راضیہ کا چہرہ زرد ہو گیا تھا... اور آنکھوں میں وحشت نظر آنے لگی تھی دونوں کافی دیر تک خاموش بیٹھے رہے۔ بوڑھا ارشاد خیالات میں کھویا ہوا تھا!... زرد رنگ کے ڈھیلے ڈھالے لبادے میں اس کا چھوٹا سا جھریایا ہوا چہرہ انتہائی پراسرار معلوم ہو رہا تھا!...

"میں جو کچھ بھی کہنے جا رہا ہوں، وہ ہمیشہ تمہاری ہی ذات تک محدود رہے گا!" اس نے کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں وعدہ کرتی ہوں!.... آپ مطمئن رہئے!" راضیہ کا اشتیاق واضطراب بہت زیادہ بڑھ گیا تھا!

"سنو!.... وہ میرے دادا کی ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا!"

راضیہ کے ہونٹ ہلے لیکن آواز نہ نکلی، وہ حیرت سے بوڑھے ارشاد کو گھور رہی تھی۔

"اسی زمین پر آج سے پینسٹھ سال پیشتر ایک بہت بڑی ٹریجڈی ہوئی تھی اور وہ آج بھی ایک بہت بڑی ٹریجڈی ہے!.... صرف پچاس روپیوں کی بات تھی.... میرے خدا.... میں آج بھی یاد کرتا ہوں تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں!"

"جلدی سے کہہ ڈالئے.... مجھے اختلاج ہونے لگا ہے!" راضیہ نے کہا!

بوڑھا چند لمحے خاموش رہا پھر اس نے کہا! "ابھی تم جس کی تصویر دیکھ چکی ہو!.... اس نے میرے دادا.... یعنی اپنے باپ کو صرف پچاس روپیوں کے لئے قتل کر دیا تھا.... اور وہ لاش آج تک بے گور وکفن پڑی ہے!.... بے گور وکفن.... خدا مجھے اور سب کو معاف کرے.... مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ ان ہڈیوں کو وہاں سے نکال کر دفن کر سکوں.... میرے باپ نے بھی ہمت ہار دی تھی۔" بوڑھا ارشاد خاموش ہو گیا!

"لیکن وہ ہڈیاں بے گور وکفن کیوں ہیں!" راضیہ نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ "مجھے پورا واقعہ بتایئے....!"

"چچا کو پچاس روپیوں کی ضرورت تھی.... وہ اچھا آدمی نہیں تھا! کسی برے کام میں صرف کرنے کے لئے اسے روپیوں کی ضرورت تھی!.... وہ شراب کے نشے میں تھا.... دادا صاحب نے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ اسے برا بھلا بھی کہا! وہیں دیوار پر ایک تبر آویزاں تھا!.... چچا نے غصہ میں آکر وہیں اسی تبر سے ان پر حملہ کر دیا.... پے در پے تین چار وار کئے اور وہ وہیں ٹھنڈے ہو گئے۔ پھر وہ کمینہ فرار ہو گیا اور اس دن سے آج تک اس کی خبر ہی نہیں ملی.... والد صاحب اور میرے سب سے چھوٹے چچا گھر ہی میں موجود تھے جتنی دیر میں وہ وہاں پہنچتے سب کچھ ہو چکا تھا....! گھر میں اس وقت صرف تین آدمی تھے! میری ماں والد صاحب اور چھوٹے چچا۔ میں موجود نہیں تھا!.... تم یقین جانو چالیس سال کی عمر تک مجھے یہ واقعہ نہیں معلوم ہو سکا! وجہ یہ ہوئی کہ دادا صاحب انہیں ایام میں حج کے لئے جانے والے تھے!.... جب میں گھر آیا تو مجھے بتایا گیا تھا کہ وہ حج کے لئے چلے گئے! سب یہی جانتے تھے کہ وہ حج کے لئے گئے.... مگر حقیقت یہ تھی کہ والد صاحب اور چھوٹے چچا نے مل کر ان کی لاش تہہ خانے میں ڈال دی تھی وہ نہیں چاہتے تھے کہ خاندان بدنام ہو۔ کیونکہ ہمارا خاندان صدیوں سے ذی عزت سمجھا جاتا رہا

تھا!.... بہر حال کچھ دنوں بعد دادا صاحب کے لئے یہ مشہور کر دیا گیا کہ وہ بیت اللہ شریف میں فوت ہو گئے! رہ گیا گمشدہ چچا کا معاملہ تو اس کی طرف کسی نے دھیان بھی نہ دیا کیونکہ وہ ایک اوباش آدمی تھا، ویسے بھی مہینوں گھر میں اس کی شکل نہیں دکھائی دیتی تھی۔"

"لیکن....!" راضیہ نے تھوک نگل کر کہا۔ "لاش یونہی کیوں پڑی رہ گئی....!"

"اوہ.... پھر کسی کی ہمت ہی نہیں پڑی کہ وہ اس تہ خانے میں اترتا!.... والد صاحب نے مجھے اس کے متعلق اس وقت بتایا جب میں چالیس برس کا تھا! یعنی آج سے چالیس سال پہلے.... لیکن میں تم سے کیا بتاؤں!.... مجھ میں بھی اتنی ہمت نہیں ہے کہ تہ خانے میں اتر کر ان ہڈیوں ہی کو سپرد خاک کر دوں!"

کچھ دیر کے لئے کمرے پر خاموشی مسلط ہو گئی!

پھر بوڑھا بولا۔ "جب تک یہ واقعہ مجھے معلوم نہیں ہوا تھا.... میں اپنے بچوں پر جان دیتا تھا.... لیکن جب.... یہ واقعہ معلوم ہوا.... مجھے ان تینوں سے وحشت ہونے لگی! والد صاحب کی زندگی تک وہ میرے ساتھ رہے.... پھر میں نے انہیں الگ کر دیا!...."

"آخر ان کا کیا قصور تھا۔" راضیہ نے پوچھا!

"چچا.... سے مشابہت کی بناء پر مجھے ان سے وحشت ہوتی ہے.... تمہارا باپ تو خاص طور سے...."

"تو کیا آپ سمجھتے ہیں!.... وہ بھی اس مشابہت کی بناء پر آپ سے وہی برتاؤ کریں گے!"

"میں جانتا ہوں کہ یہ ایک لغو خیال ہے.... مگر میں کیا کروں.... اور اب تو مجھے اور زیادہ محتاط رہنا پڑے گا آخر وہ سانپ تمہارے وینٹی بیگ میں کہاں سے آیا تھا مجھے بتاؤ....!"

راضیہ کچھ نہ بولی....! اس کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا!.... حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ یہی سوچ سکتی تھی کہ سانپ کسی نے گھر ہی میں رکھا ہوگا! لیکن اسے اچھی طرح یاد تھا کہ وہ گھر سے روانہ ہو کر کوبرا مینشن جانے سے پہلے ایک ریستوران میں گئی تھی اور وہاں اس نے پف کرنے کے لئے وینٹی بیگ بھی کھولا تھا!.... پھر کیا کوبرا مینشن میں کسی نے یہ حرکت کی تھی؟.... مگر وہاں تو وینٹی بیگ اس کے ہاتھ ہی میں رہا تھا.... ممکن ہے کسی نے اس کے باوجود بھی ہاتھ کی صفائی دکھائی ہو!.... مگر وہ اس کا باپ یا کوئی چچا ہرگز نہیں ہو سکتا تھا!

"کیا سوچنے لگیں۔" ارشاد نے پوچھا۔

"اسی سانپ کے متعلق....!"

"مت سوچو!.... مجھے یقین ہے کہ یہ حرکت تمہاری نہیں ہو سکتی!"

"مگر دادا جان! میں اپنے باپ یا کسی چچا پر بھی شبہ نہیں کر سکتی!"

"ختم کرو، ان باتوں کو!" بوڑھا ہاتھ ہلا کر بولا! "میں اپنی موت سے پہلے نہیں مر سکتا!"

"اگر یہی خیال ہے.... تو پھر آپ نے ان لوگوں کو الگ کیوں کر دیا ہے!"

"تمہاری منطق اور بحث مجھے تنگ کر ڈالتی ہے! میں نے الگ کر دیا.... میری مرضی میرا جو دل چاہے گا۔ کروں گا....!"

"بہر حال میں اب یہاں نہیں رہوں گی....!"

"کیا!" بوڑھا آنکھیں نکال کر بولا۔ "تم مجھے تنہا نہیں چھوڑ سکتیں! میں اپنی اولاد میں تمہیں سب سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔ تم نہیں جا سکتیں!"

راضیہ خاموش بیٹھی رہی! لیکن اس کے چہرے پر بیزاری کے آثار تھے۔

(۲)

کیپٹن فیاض نے جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا! عمران اپنا سر پیٹنے لگا...! فیاض نے اس کی پرواہ نہ کی.... آگے بڑھ کر اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور دانت پیس کر بولا۔ "تم خواہ مخواہ ایک نہ ایک شوشہ چھوڑ کر ہمیشہ الگ ہو جاتے ہو!"

"شوشہ خود بخود چھوٹتا ہے پیارے فیاض!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "غالباً تم تیمور اینڈ بارٹلے والی بات کی طرف اشارہ کر رہے ہو.... بیٹھ جاؤ.... آج میری عقل میں سخت درد ہے اس لئے میں کوئی جسمانی محنت نہیں کر سکتا!"

"میرا موڈ بہت خراب ہے!.... اگر تم نے اوٹ پٹانگ باتیں شروع کیں تو مار بیٹھوں گا۔!"

"میں آج کل طلسم ہوشربا کی آٹھویں جلد لکھ رہا ہوں!.... بیٹھو.... بیٹھو.... میں تمہیں چند ٹکڑے کھلاؤں.... اور.... سناؤں گا....!"

"عمران....!"

"یس مائی ڈیئر سوپر فیاض....!.... یہ ٹکڑا بڑے غضب کا ہے.... آنا بد بد مرصع پوش کا طرف کوہ چقماق کے اور.... یہاں سے دو کلمہ داستان.... ولد ساقی نامہ.... ماحصل باقی نویس ارے باپ رے....!"

فیاض نے اٹھ کر اس کا منہ دبا دیا....

"تم خواہ مخواہ مجھ سے نہ الجھو ورنہ....!" فیاض بڑبڑایا....

"ورنہ کیا ہوگا!".... عمران نے اپنے منہ پر سے اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا!

"میں تمہیں کسی مصیبت میں پھنسا دوں گا.... تم نے نیلے پرندوں والے معاملے میں ایک بہت بڑا جعل کیا تھا...."

"کیا مطلب....!"

"تم نے ہوم سیکرٹری کا جو سرٹیفکیٹ دکھایا تھا جعلی تھا!"

"آج سمجھے ہو یہ بات!" عمران نے قہقہہ لگایا۔ "مگر پیارے کپتان صاحب! تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے....!"

"چلو چھوڑو! میں کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کروں گا....!"

"اس طرح تم خود اپنے اوپر ایک احسانِ عظیم کرو گے!" عمران نے آہستہ سے کہا!

"آخر تم تیمور اینڈ بارٹلے کے متعلق صاف صاف کیوں نہیں بتاتے....!"

"صاف صاف....! یہ اسی وقت بتا سکوں گا جب مجھے صاف صاف معلوم ہو جائے.... ویسے وہ لوگ کوئی غیر قانونی حرکت ضرور کر رہے ہیں!"

"نوعیت ہی بتا دو!"

"یہاں سے دو کلمہ داستان حیرت نشان نیاض خچر سوار کے بیان کئے جاتے ہیں کہ پہلوان زبردست تھا.... مار کھانا اس کا ہاتھ سے عمران صاحبقران عالیشان کے.... اور رونا سر پیٹ پیٹ کر.... ہپ!"

"تم گدھے ہو!...." فیاض جھنجھلا گیا۔

"یہی بات تم نے پہلے کہہ دی ہوتی تو اتنا سر نہ مارنا پڑتا!"

"پرسوں....! تیمور اینڈ بارٹلے کے شوروم میں تم بھی تھے.... تم نے دو یا تین منٹ تک وہاں ارشاد کی پوتی راضیہ سے گفتگو بھی کی تھی.... کیوں؟.... کیا میں غلط کہہ رہا ہوں!.... راضیہ تمہاری بہن ثریا کی دوست ہے!"

"ہاں ہاں! تو پھر؟"

"تمہیں اس کا اعتراف ہے کہ وہ تمہیں وہاں ملی تھی!"

"قطعی ہے....!" عمران نے کہا اور جیب میں چیونگم کا پیکٹ تلاش کرنے لگا!

"تب پھر تمہیں میرے چند سوالات کا جواب دینا پڑے گا!"

"سوالات لکھ کر لاؤ.... پرچہ ڈھائی گھنٹے سے کم نہ ہونا چاہئے!.... سات میں پانچ سوال ضروری ہوں! فارغ خطی.... اور.... کیا کہتے ہیں.... اپنے خوش قسمتی.... اور.... نہیں...."

کیا کہتے ہیں.... خوشخطی.... خوشخطی.... کے نمبر الگ!"

"جب تم اس سے ملے تھے تو اس کا وینٹی بیگ اس کے ہاتھ میں تھا یا نہیں!"

"نہیں وینٹی بیگ تو نہیں تھا! البتہ اس نے اپنے گلے میں متعدد جھولیاں لٹکا رکھی تھیں!"

"عمران میں تم سے سنجیدگی اختیار کرنے کی استدعا کروں گا!"

"کیا فائدہ!" عمران سر ہلا کر بولا "اگر میں سنجیدہ ہو گیا تو تم کمرے کے باہر نظر آؤ گے!.... یا پھر اس قابل نہ رہ سکو گے کہ نظر آ سکو....!"

"میرے سوال کا جواب دو!" فیاض دانت پیس کر بولا!

"چچ چچ!" عمران نے تشویش آمیز لہجے میں کہا "اسی قسم کی بداحتیاطیوں کی بناء پر دانت کمزور ہو جاتے ہیں! آنکھوں کے سامنے نیلی پیلی چنگاریاں اڑتی ہیں۔ سر چکراتا ہے.... اور عقل کام نہیں کرتی کہ کس دواخانہ سے رجوع کیا جائے تاکہ ایمان دھرم سے کہہ دینے پر آدھی قیمت واپس مل جائے....!"

"اچھا تم بھگتو گے!...." فیاض اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"بھگتنے ہی کے ڈر سے میں نے ابھی تک شادی نہیں کی!"

"اس کے وینٹی بیگ میں سانپ تھا!" فیاض نے دروازے میں رک کر عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔!

"بڑی کم ہمت لڑکی معلوم ہوتی ہے!" عمران نے لاپروائی سے کہا!

"اگر میں لڑکی ہوتا تو میرے وینٹی بیگ سے کم از کم ایک ہاتھی ضرور برآمد ہوتا.... الاماشاء اللہ....!"

"عمران میں تمہیں آفس میں طلب کر کے تمہیں ان سوالات کے جواب پر مجبور کروں گا!"

"جب تک تم مجھے پوری بات نہیں بتاؤ گے مجھ سے کچھ بھی معلوم نہیں کر سکو گے!"

فیاض پھر پلٹ آیا.... چند لمحے خاموش بیٹھا رہا.... پھر بولا....

"ارشاد سے واقف ہو!...."

"ہاں مشاعروں میں اکثر مکرر ارشاد سننے کا اتفاق ہوا ہے!" عمران نے سنجیدگی سے کہا....

"میں شہر کے مشہور کروڑپتی ارشاد کی بات کر رہا ہوں!" فیاض جھلا گیا!

"تو ایسے بولو نا.... ہاں میں نے اس کا نام سنا ہے.... اور اس کی پوتی راضیہ سے اچھی طرح واقف ہوں کیونکہ وہ ثریا کی دوست ہے!"

"پرسوں اس کے وینٹی بیگ سے ایک سانپ برآمد ہوا تھا.... وینٹی بیگ ارشاد نے کھولا

تھا.... راضیہ سانپ کے وجود سے لاعلمی ظاہر کرتی رہی.... اور یہ خود راضیہ ہی کا بیان ہے کہ بوڑھا اکثر اس کا وینٹی بیگ کھول کر اس میں رکھی ہوئی چیزیں الٹ پلٹ ڈالا کرتا تھا!"

"بہت اچھی عادت ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "آج کل کی لڑکیاں نہ جانے کیا الا بلا وینٹی بیگوں میں لئے پھرتی ہیں!"

"ارشاد کا خیال تھا کہ یہ حرکت اسے مار ڈالنے کے لئے کی گئی تھی! کس نے کی تھی!.... یہ اب تک نہیں معلوم ہو سکا!"

"کمال ہے یار فیاض.... کہیں تمہیں گھاس تو نہیں کھا گئی! ابھی تم کہہ رہے تھے کہ سانپ راضیہ کے وینٹی بیگ سے برآمد ہوا تھا!"

"وہ نہیں جانتی کہ سانپ اس کے وینٹی بیگ میں کیسے پہنچا تھا!"

"پھر میں کیا کروں....!" عمران اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔ "میرا دماغ کیوں چاٹ رہے ہو!"

"وہ تیمور اینڈ بارٹلے کے شوروم میں سانپ دیکھنے گئی تھی!.... لیکن تم وہاں موجود تھے! تمہارا وہاں کیا کام تھا....!"

"میں وہاں جھک مار رہا تھا.... تم سے مطلب....!"

"تم ابھی پورے حالات سے آگاہ نہیں ہو!" فیاض نے برا سا منہ بنا کر کہا! "ورنہ اس طرح نہ چہکتے!"

"تو چہکنا بند کر دو نا.... میرا...." عمران لاپروائی سے بولا!

"پرسوں رات راضیہ اپنے کمرے میں سو رہی تھی.... وہ ارشاد منزل ہی میں رات بسر کرتی ہے!.... اس کے علاوہ ارشاد کے اعزہ میں سے اور کوئی ارشاد منزل میں نہیں داخل ہو سکتا!.... بہر حال وہ وہیں رہتی ہے۔ اس کی اور ارشاد کی خواب گاہ کے درمیان صرف ایک دیوار حائل ہے.... راضیہ سو رہی تھی.... اچانک کسی قسم کی تیز آواز نے اسے جگا دیا.... اور پھر دوسری چیخ اس نے بیدار ہو جانے پر سنی.... وہ بلاشبہ ارشاد کی چیخ تھی! تقریباً پانچ چھ منٹ تک وہ مسہری پر بے حس و حرکت پڑی رہی! ارشاد کے کمرے سے اب کچھ اس قسم کی آوازیں آ رہی تھیں جیسے کئی آدمی لڑ پڑے ہوں.... تھوڑی دیر بعد بالکل سناٹا ہو گیا!...."

"خدا کا شکر ہے!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا! فیاض کی پیشانی پر سلوٹیں ابھریں لیکن وہ عمران سے الجھے بغیر بولتا رہا.... "راضیہ اٹھ کر سیدھی نوکروں کے کوارٹر میں گئی.... اور انہیں جگا کر اپنے ساتھ ارشاد کی خواب گاہ تک لائی جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا!.... لیکن خواب گاہ خالی تھی! ارشاد کے بستر پر بہت سا خون تھا!.... پلنگ کے نیچے ایک خنجر ملا.... وہ بھی خون آلود تھا!

سرہانے کی چھوٹی میز الٹی پڑی تھی! دو کرسیاں الٹ گئی تھیں! غرضیکہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہاں کافی دیر تک کشمکش ہوئی ہے.... مگر....!.... ارشاد کا کہیں پتہ نہ تھا....!"

عمران کچھ نہ بولا! وہ غور سے فیاض کی طرف دیکھ رہا تھا....!

"ارشاد.... اب بھی لاپتہ ہے....! راضیہ نے بہت کچھ بتایا ہے.... حالانکہ خود اپنا وجود بھی شبہے سے بالاتر نہیں رکھا!...."

"اس نے کیا بتایا ہے....!" عمران نے پوچھا۔

"یہی کہ ارشاد اپنے تینوں لڑکوں کی طرف سے مطمئن نہیں تھا.... یہی وجہ ان کی علیحدگی کی بھی تھی.... راضیہ کے علاوہ اور کوئی ارشاد منزل میں نہیں جاسکتا تھا!"

"اس لڑکی پر اسے بہت اعتماد تھا!"

"ہاں! اس کا بیان یہی ہے....!"

"تمہارا کیا خیال ہے۔"

"میں ابھی تک کوئی رائے قائم نہیں کر سکا!"

"جس دن تم رائے قائم کرنے کے قابل ہوئے اس دن تمہاری بیوی بالغ ہو جائے گی!"

"عمران....! میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم وہاں کیا کر رہے تھے--!"

"کہاں! مائی ڈیئر فیاض....!"

"تیمور اینڈ بارٹلے کے شوروم میں....!"

عمران یک بیک سنجیدہ ہو گیا! چند لمحے فیاض کو گھورتا رہا پھر بولا۔ "تم مجھ پر کس بات کا شبہ کر رہے ہو!"

"میں فی الحال تم پر کسی قسم کا شبہ نہیں کر رہا.... صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم وہاں کیا کر رہے تھے!"

"وہاں قریب قریب ڈیڑھ سو آدمی تھے...." عمران نے سنجیدگی سے کہا! "میں ان سے مشورہ کرنے کے بعد تمہارے اس سوال کا جواب دوں گا!"

فیاض کو پھر غصہ آ گیا! اس نے غرا کر کہا۔

"تم سمجھتے ہو شاید میں اس کیس میں تمہاری مدد چاہتا ہوں!"

"نہیں میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم دوسروں کا وقت برباد کرنے کے اسپیشلسٹ ہو۔"

"تم جھک مار رہے ہو!" فیاض کرسی سے اٹھتا ہوا بولا۔ "راضیہ کے وینٹی بیگ سے برآمد ہونے والے سانپ کی وجہ سے میں نے تم سے ملنا مناسب سمجھا! کیونکہ تم نے ایک بار تیمور اینڈ

بارٹلے والوں کی غیر قانونی حرکت کا تذکرہ کیا تھا!.... راضیہ کہتی ہے کہ شوروم میں جانے سے پہلے سانپ وینٹی بیگ میں نہیں تھا!"

"کہتی ہو گی.... مت بور کرو.... جاؤ اپنا کام دیکھو!.... میں آج کل بہت مشغول ہوں اس وقت میرے پاس طلاق کے بارہ کیس ہیں! ہر کیس میں کم از کم ایک ہزار ملنے کی توقع ہے...."

(۳)

تیمور اینڈ بارٹلے کا جنرل منیجر تیمور اپنے شاندار مکان کی شاندار اسٹڈی میں بیٹھا اپنی فرم کے دو شکاریوں سے ہم کلام تھا! تیمور دراصل اس فرم کا حصہ دار تھا۔ دوسرا حصہ دار بارٹلے تھا جو انگریز تھا اور زیادہ تر سمندر پار ہی رہ کر بیرونی تجارت کی دیکھ بھال کرتا تھا!

تیمور ایک دراز قد اور قوی ہیکل آدمی تھا! عمر پچاس کے لگ بھگ رہی ہو گی! چہرہ اب بھی پرکشش تھا!

"تم دونوں!" وہ شکاریوں سے کہہ رہا تھا "بعض اوقات بہت آگے بڑھ جاتے ہو! میں اسے پسند نہیں کرتا....!"

شکاریوں میں سے ایک جو، جوان العمر اور مضبوط ہاتھ پیر والا تھا بولا! "آگے بڑھے بغیر اگر کام چل سکے تو اس کی ضرورت ہی کیا ہے....!"

"نہیں.... اب تم اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کرو گے!" تیمور کے لہجے میں سختی تھی۔

"آپ اپنا لہجہ درست کیجئے مسٹر تیمور....!" جوان العمر شکاری نے کہا!

"کیا..؟" تیمور اس طرح چونکا جیسے اس کے سر پر بم پھٹا ہو!.... چند لمحے اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نظر آتے رہے! پھر وہ یک بیک سرخ ہو گیا....!

"تم مجھ سے اس انداز میں گفتگو کی جرأت کر رہے ہو!" وہ غرایا!

"ہاں مسٹر تیمور!" جوان العمر شکاری مسکرا کر بولا "میں بہت باحوصلہ آدمی ہوں اور میں زندگی بھر اسی کمتر حیثیت میں نہیں رہوں گا! ہو سکتا ہے.... دس پانچ سال بعد فرم کا نام ہی بدل جائے.... لوگ اسے طارق تیمور اینڈ بارٹلے کے نام سے یاد کرنے لگیں.... پہلے تو صرف بارٹلے کی فرم تھی.... مسٹر تیمور اس کے ایک معمولی ملازم تھے! پھر ایک دن اچانک وہ فرم کے حصہ دار ہو گئے.... میں.... طارق.... آج ایک معمولی شکاری ہوں!.... ہو سکتا ہے کل....!"

"شٹ اَپ!" تیمور حلق کے بل چیخا!

"مجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا مسٹر تیمور.....!" طارق بدستور مسکراتا ہوا بولا!

"طارق بے تکی باتیں مت کرو!" اس کے ساتھی شکاری نے دبی زبان سے کہا۔

"تم خاموش رہو ناصر.....!" طارق نے اس سے کہا!

"میں تمہیں اسی وقت اپنی ملازمت سے برطرف کر رہا ہوں اور اب تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتا.....!" تیمور نے سخت لہجے میں کہا!

"مسٹر تیمور جلد بازی اچھی نہیں ہوتی!" طارق نے اپنے گٹھیلے بازوؤں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا!"انجام پر غور کر لیجئے گا!"

تیمور اسے پھر گھورنے لگا!

"اس سے کیا مطلب ہے تمہارا.....!" اس نے پوچھا!

"ایکس فائیو تھری نائین!" طارق آہستہ سے بولا! لیکن وہ براہِ راست تیمور کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں عجیب قسم کی وحشیانہ چمک تھی۔ دفعتاً تیمور کا چہرہ تاریک ہو گیا! اور دوسرے شکاری ناصر نے بھی یہ تبدیلی محسوس کر لی۔

"بس مسٹر تیمور ہماری آج کی گفتگو ختم ہو گئی!" طارق اٹھتا ہوا بولا۔

"آؤ ناصر!" ناصر چپ چاپ اٹھ گیا اور وہ دونوں تیمور کی اسٹڈی سے باہر آ گئے۔ پورچ میں ایک موٹر سائیکل کھڑی تھی! طارق نے اس کی سیٹ پر بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کیا.... ناصر کیریر پر بیٹھ چکا تھا! موٹر سائیکل فراٹے بھرتی ہوئی پھاٹک سے نکل آئی تھی۔

"طارق یہ کیا قصہ تھا!" ناصر نے پوچھا۔

طارق ہلکا سا قہقہہ لگا کر بولا "اگر اس قسم کے قصے ہر ایک کی سمجھ میں آنے لگیں تو ہر ایک تیمور اینڈ بارٹلے کا حصہ دار ہو جائے! میں اپنی آنکھیں کھلی رکھتا ہوں دوست.....!"

"مگر یار اس وقت تو تم نے کمال ہی کر دیا!.... مگر وہ نمبر کیا تھا.... جسے سنتے ہی وہ بدحواس ہو گیا تھا!

"سنو ناصر! ہم دونوں گہرے دوست ہیں!...." طارق نے کہا، اور خاموش ہو گیا! ناصر منتظر تھا کہ وہ کچھ اور بھی کہے گا.... لیکن وہ خاموش ہی رہا۔

"میں اس جملے کا مطلب نہیں سمجھا!" ناصر نے کہا!

"اس کا مطلب پھر سمجھاؤں گا.... فی الحال ایک کار ہمارا تعاقب کر رہی ہے!.... اس میں یقیناً تیمور کے آدمی ہوں گے!.... لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ انہیں ایک اچھا سبق دوں!"

ناصر نے مڑ کر دیکھا....! حقیقتاً اس کار کے علاوہ سڑک پر دور تک کوئی کار نظر نہیں آ رہی تھی!

"وہم ہے تمہارا....؟" ناصر بڑبڑایا!

"وہم نہیں بلکہ توقع...." طارق نے کہا!" اس گفتگو کے بعد تیمور مجھے زندہ دیکھنا پسند نہیں کرے گا.... خیر دیکھو.... ابھی معلوم ہوا جاتا ہے....!"

دفعتاً طارق نے موٹر سائیکل ایک گلی میں موڑ دی!.... دوسری کار بھی اسی گلی میں مڑ گئی!۔

"کیوں اب کیا خیال ہے!" طارق نے ہلکے سے قہقہے کے ساتھ کہا۔

"ٹھیک ہے!" ناصر بڑبڑایا۔

"کیا میں تمہیں کہیں اتار دوں!" طارق نے پوچھا!"وہ لوگ ہمیں رس ملائی نہیں کھلائیں گے!"

"کیا تم مجھے بزدل سمجھتے ہو!" ناصر نے کہا!

"نہیں پیارے! مطلب یہ تھا کہ تمہیں خطرے سے آگاہ کر دوں!.... مگر ہمیں یہ ضرور دیکھ لینا چاہئے کہ یہ کتنے آدمی ہیں!"

ناصر کچھ نہ بولا! طارق موٹر سائیکل کو گلی سے نکال کر دوسری سڑک پر لایا.... پھر کیفے گرانڈ کے سامنے اسے روک کر مشین بند کر دی!.... دوسری کار بھی تھوڑے ہی فاصلے پر رک گئی تھی!....

دونوں اتر کر کیفے گرانڈ میں داخل ہوئے.... اس کا ہال چھوٹا ہی تھا.... اور اوپر چاروں طرف گیلری بنی ہوئی تھی!.... اس طرح چھوٹی سی جگہ میں زیادہ سے زیادہ نشستوں کا انتظام کیا گیا تھا۔

طارق نیچے بیٹھنے کی بجائے اوپر جانے کے لئے زینے طے کرنے لگا!.... ناصر نے دیکھا کہ چار آدمی کیفے میں داخل ہوئے.... اور وہ کنکھیوں سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہے تھے!....

جب تک کہ طارق اور ناصر اوپر جا کر بیٹھ نہیں گئے وہ لوگ بھی کھڑے ہی رہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ چاروں طرف نظر دوڑا کر اپنے لئے کوئی جگہ منتخب کر رہے ہوں۔! طارق اور ناصر گیلری کی جالیوں سے لگ کر اس طرح بیٹھے کہ نیچے سے کم از کم ان کے سر بخوبی دکھائی دے سکیں!.... وہ چاروں بھی بیٹھ چکے تھے!.... لیکن انہوں نے بھی ایسی جگہ منتخب کی تھی جہاں سے وہ بہ آسانی ان پر نظر رکھ سکتے تھے۔

طارق آہستہ آہستہ پردہ کھسکا کر اپنے چہرے کے قریب لا رہا تھا.... تھوڑی ہی دیر میں اس کا چہرہ!.... پردے کے پیچھے ہو گیا!.... لیکن ناصر اب بھی نیچے والوں کو دکھائی دے رہا تھا۔

"ناصر" طارق نے اسے آہستہ سے مخاطب کیا!"زیادہ نہیں! صرف بیس منٹ تک انہیں

یہاں رو کے رکھو!.... اس کے بعد پھر تمہیں ایسا تماشا دکھاؤں گا کہ تم دنگ رہ جاؤ گے....!"

"کس طرح روکوں! میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا!"

"تم بس اس طرح بیٹھے رہو!.... میں صرف بیس منٹ کے لئے باہر جا رہا ہوں!.... یہ دروازہ دیکھ رہے ہو! اس کے زینے باورچی خانے میں جا کر ختم ہوتے ہیں۔ میں ادھر ہی جاؤں گا!.... لیکن نیچے والوں کو یہی معلوم ہونا چاہئے کہ میں یہاں موجود ہوں!.... تم بھی اس طرح ادھر دیکھتے رہنا جیسے مجھ سے مخاطب ہو!"

"تم کہاں جا رہے ہو!"

"بس واپس آکر بتاؤں گا...."

طارق.... گیلری کے زینوں سے دوسری طرف اتر گیا! ناصر بدستور وہیں بیٹھا رہا!.... طارق کے جانے کے بعد چائے بھی آگئی!.... اس وقت ناصر بڑی شاندار ایکٹنگ کر رہا تھا!.... وہ طارق سے عمر میں بڑا تھا! لیکن قوت میں اس کا لوہا مانتا تھا!.... اس نے اس انداز میں چائے انڈیلی جیسے وہ ساتھ ہی ساتھ اپنے مخاطب سے گفتگو بھی کرتا جا رہا ہو۔ ویسے اس کی نظر چائے کی پیالی ہی کی طرف ہو!.... پھر اس نے نیچے بیٹھے ہوئے آدمیوں پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی.... وہ چاروں ابھی تک ہال میں موجود تھے! بیس منٹ گذر گئے لیکن طارق واپس نہیں آیا.... اس کی واپسی ٹھیک آدھے گھنٹے بعد ہوئی اور وہ اس طرح ہانپ رہا تھا جیسے اسے بہت دوڑنا پڑا ہو!

"کیا کر آئے....!" ناصر نے مسکرا کر پوچھا۔

"بس ابھی دیکھ لینا!.... اور اب اٹھو....!"

وہ زینے طے کر کے نیچے ہال میں آئے.... لیکن ان کے انداز سے یہی ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ تعاقب کرنے والوں سے لاعلم ہوں!.... باہر آکر طارق نے پھر موٹر سائیکل سنبھالی.... ناصر کیریئر پر بیٹھ گیا اور موٹر سائیکل چل پڑی!....

تقریباً پندرہ بیس منٹ تک وہ مختلف سڑکوں پر دوڑتی رہی پھر طارق نے ناصر سے کہا۔

"ذرا گھڑی تو دیکھو۔ کیا وقت ہوا ہے!"

"ساڑھے چھ!" ناصر نے جواب دیا!

"کار اب بھی ہمارے تعاقب میں ہے!...."

"آخر اس کا مقصد کیا ہے!" ناصر نے پوچھا!

"انہیں معلوم ہے کہ آج کل شکار ہو رہا ہے اور ہم یہاں سے سیدھے کیمپ کی طرف جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ اس کے لئے ہمیں ایک سنسان سڑک سے گذرنا ہوگا!"

"میرے خدا....!" ناصر گڑبڑا کر بولا!" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمیں مار ڈالنے کی فکر میں ہیں!"

"یقیناً!" طارق نے قہقہہ لگایا" ورنہ ہم دو خوبصورت تتلیاں تو نہیں کہ وہ ہمارے گھروں کا پتہ لگانے کے لئے ہمارا تعاقب کر رہے ہیں!"

"اور ہم کیمپ ہی کی طرف جائیں گے!" ناصر نے سوال کیا!

"یقیناً.... ہم وہیں جائیں گے اور اسی سڑک سے گزریں گے جس سے روزانہ گذرتے ہیں!"

"تب تم پاگل ہو گئے ہو!"

"پرواہ نہ کرو.... صرف تین منٹ بعد تم بھی پاگل ہو جاؤ گے!" یقین نہ آئے تو گھڑی کی طرف دیکھتے رہو.... اور تمہارے پاگل ہو جانے کی خبر سن کر تیمور پاگل کتوں کی طرح بھونکنے لگے گا!"

ناصر کچھ نہ بولا! وہ اب اس فکر میں تھا کہ کسی بہانے فی الحال طارق سے پیچھا چھڑائے.... لیکن ایسے مواقع پر عموماً بہانہ پیدا کرنے کا کوئی پہلو ہی نہیں نکلتا!.... ناصر کا ذہن اسی میں الجھ کر رہ گیا۔ موٹر سائیکل کی رفتار بتدریج تیز ہوتی جا رہی تھی اور اب وہ کیمپ ہی کی طرف جانے والی سڑک پر مڑ چکی تھی! ناصر کا دل دھڑکنے لگا! اس نے مڑ کر دیکھا! کار بھی اسی سڑک پر مڑی تھی۔ لیکن سڑک کا یہ حصہ سنسان نہیں تھا، کیونکہ ابھی شہری آبادی کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا۔

"طارق... سس... چ....!" ناصر ہکلایا.... لیکن اسے اپنی ہکلاہٹ جاری رکھنے کا موقع نہ مل سکا! کیونکہ دفعتاً ایک بلند آواز کے دھماکے نے اس کے اعصاب کو ساکت کر دیا! چونک پڑنے کی بھی سکت اس میں نہ رہ گئی! پھر اس نے بیک وقت کئی چیخیں سنیں! مڑ کر دیکھا تو.... اسے تھوڑے ہی فاصلے پر آگ کی لپک دکھائی دی! طارق بے تحاشہ ہنس رہا تھا.... اور موٹر سائیکل بھاگی جا رہی تھی....!

"اب یہ کل کے اخبار میں دیکھنا کہ کتنے مرے اور کتنے زخمی ہوئے!" طارق نے کہا۔

"یہ.... کک.... کیا ہوا....!" ناصر پھر ہکلایا!

"ٹائم بم...."

"اسی کار میں....!"

"ہاں میں آدھے گھنٹے تک جھک نہیں مارتا رہا تھا....!"

"مگر.... اف.... فوہ....! تم نے یہ کیا کیا طارق....!"

"میں شکاری ہوں ناصر.... بس اس سے زیادہ اور کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ مگر ان

شکاروں کی کھال تیمور کے کسی کام نہ آسکے گی!"

"تم نے انہیں مار ڈالا!...."

"ہاں میرے دوست!" طارق نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ "سانپوں کو پھن اٹھانے کی مہلت ہی نہ دینی چاہئے! یہی ہمارا سب سے پہلا سبق ہے!"

ناصر سناٹے میں آگیا! اس کے سارے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ پھوٹ رہا تھا!

"کیا تم ڈر رہے ہو!" طارق نے پھر قہقہہ لگایا! ناصر کچھ نہ بولا! اس کا دماغ کھوپڑی سے نکل کر گویا ہوا میں تیرنے لگا تھا! اس دھماکے کا اثر اب بھی اس کے اعصاب پر باقی تھا اور پھر طارق کی باتیں بھی اس دھماکے سے کیا کم تھیں۔

(۴)

آج فیاض کو پھر عمران کی تلاش تھی! لیکن وہ اپنے فلیٹ میں نہیں ملا۔ بہر حال اس تک پہنچنے کے لئے فیاض کو اچھی خاصی سراغرسانی کرنی پڑی!.... وہ اسے شہر کے ایک گھٹیا سے شراب خانے میں ملا۔ لیکن فیاض یہ نہ معلوم کر سکا کہ عمران وہاں کیا کر رہا تھا! حقیقت تو یہ تھی کہ اس وقت اسے یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں محسوس ہوئی تھی کہ عمران وہاں یوں آیا تھا! ہو سکتا ہے کہ کسی دوسرے موقع پر اسے کھوج پڑ گئی ہوتی!.... لیکن آج تو خود اس کے ہی ذہن میں انتہائی حیرت انگیز واقعات کے تصورات ابل رہے تھے.... عمران فیاض کو سڑک ہی پر دیکھ کر شراب خانے سے اٹھ گیا تھا! لیکن اس وقت اسے فیاض کی آمد گراں ضرور گذری تھی!

عمران نے سڑک پر آکر فیاض کو اشارہ کیا کہ وہ آگے بڑھ جائے! لیکن فیاض اشارہ نہ سمجھ کر اسی کی طرف بڑھتا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عمران دوسری طرف مڑ کر بڑی تیزی سے چلتا ہوا ایک گلی میں گھس گیا....! بہر حال بات اسی وقت فیاض کی سمجھ میں آئی، جب عمران نظروں سے اوجھل ہو گیا!

اب فیاض بھی آہستہ آہستہ اسی گلی کی طرف جا رہا تھا اور گلی میں داخل ہو کر اس نے اپنی رفتار تیز کر دی! مگر عمران کا کہیں پتہ نہ تھا!

فیاض گلی سے گذر کر دوسری سڑک پر پہنچ گیا!.... لیکن.... اب.... اب بھی عمران کہیں نظر نہ آیا! فیاض کو تقریباً ایک یا ڈیڑھ منٹ تک وہیں کھڑے رہ کر سوچنا پڑا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے!

اچانک اسے ایک ریستوان کی کھڑکی میں عمران کا چہرہ نظر آیا.... فیاض نے تیزی سے سڑک پار کی اور ریستوران میں داخل ہو گیا۔

"کیا مصیبت آگئی ہے....!" عمران جھلائے ہوئے لہجے میں بولا!.... اس کی جھلاہٹ کا مظاہرہ بھی انتہائی مضحکہ خیز معلوم ہوا کرتا تھا!

"تم بیٹھو تو.... یقیناً تم اس معاملے میں دلچسپی لو گے!" فیاض نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"کیا ہے جلدی سے بکو.... اور کچھ دنوں کے لئے میرا پیچھا چھوڑ دو!"

"وہ لڑکی راضیہ اب ایک نئی کہانی سنا رہی ہے....!" فیاض نے کہا "مگر آخر تم اتنے اکھڑے اکھڑے سے کیوں ہو!"

"فکر مت کرو!.... میں قلفی کی طرح جما جما سا ہوں.... تمہاری آنکھوں کا قصور ہے...." عمران گھڑی کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"میں تمہیں صرف پندرہ منٹ دے سکتا ہوں!"

"تب تم جہنم میں جاؤ.... مجھے کچھ نہیں کہنا۔"

"نہیں! تمہیں بہت کچھ کہنا ہے!.... تمہیں یہ بتانا ہے کہ ارشاد اپنے لڑکوں سے خائف تھا! اور تمہیں اس تصویر کے متعلق بتانا ہے، جو ارشاد کے بیٹے نوشاد سے مشابہ ہے.... پھر تم مجھے انسانی ہڈیوں کے ایک ڈھانچے کے متعلق بتاؤ گے!...."

"اوہ.... تو راضیہ پہلے ہی بتا چکی ہے....!" فیاض نے مایوسی سے کہا!

"نہیں! اس نے مجھے کچھ بھی نہیں بتایا....!"

"تم اور کیا جانتے ہو!" فیاض نے پوچھا!

"ظاہر ہے میں اتنا ہی جانتا ہوں گا جتنا مجھے راضیہ نے بتایا ہو گا....!" عمران نے خشک لہجے میں کہا! چند لمحے خاموش رہا پھر بولا "لیکن راضیہ کو اس کا کیا علم کہ تم نے ہڈیوں کے اس ڈھانچے کو تہہ خانے سے نکلوالیا ہے!"

"اچھا پھر!" فیاض اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا!

"اور ہڈیوں کے اس ڈھانچے کو دیکھ کر تمہیں بڑی مایوسی ہوئی!.... کیونکہ وہ ہڈیاں ہرگز نہیں تھیں البتہ تم اس کاریگری کے دل سے قائل ضرور ہو!.... لکڑی کا پنجر بنا کر اس پر سفید پالش کرنا آسان کام نہیں ہے.... کافی محنت صرف ہوئی ہو گی!.... کیوں کیا خیال ہے!"

"تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا؟"

"نہایت آسانی سے جن لوگوں نے تہہ خانے میں جانے کا راستہ بنایا تھا....؟"

"قطعی غلط! ان میں سے کوئی بھی نہیں بتا سکتا! وہ سب میرے محکمے کے آدمی تھے!" فیاض نے کہا!

"اور تمہارے محکمے میں سب فرشتے ہیں۔ انہیں نہ تو شراب سے دلچسپی ہو سکتی ہے اور نہ عورت سے۔ میری سیکرٹری روشی کو تم کیا سمجھتے ہو! سوپر فیاض!.... اس نے تمہارے ایک آدمی سے سب کچھ معلوم کر لیا ہے.... ہاہا.... ہپ!"

فیاض کچھ نہ بولا! لیکن وہ عمران کو برابر گھورے جا رہا تھا!

"اب رہا اس تصویر کا معاملہ.... تو اس کے متعلق تم مجھے بتاؤ گے!" عمران نے کہا پھر گھڑی کی طرف دیکھ کر بولا "صرف پانچ منٹ اور باقی ہیں!"

"میں گھونسہ مار دوں گا!" فیاض جھنجھلا گیا!

"مگر پانچ منٹ کے اندر ہی اندر...." عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

فیاض مزید کچھ کہے بغیر اٹھ گیا!.... اسے توقع تھی کہ شاید عمران اسے روک دے گا!.... لیکن وہ بدستور بیٹھا رہا۔ فیاض دروازے تک جا کر پھر پلٹ آیا!

"میں اب صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر تم نے اس کیس میں دخل اندازی کی تو اچھا نہ ہو گا!" فیاض نے کہا!

"لعنت بھیجتا ہوں تمہارے کیس ویس پر!" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ "مجھے تیمور اینڈ بارٹلے کی فرم میں نوکری مل گئی ہے!"

فیاض بیساختہ چونک پڑا....

"نوکری مل گئی ہے!" اس نے متعجبانہ دہرایا۔

"اور کیا ایک نہ ایک دن عقل آ ہی جاتی ہے!.... مہینے میں ایک سو پچاس روپے ملیں گے.... بہت ہیں اور کیا!...."

فیاض پھر بیٹھ گیا!....

"ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا!" فیاض نے گراموفون کے ریکارڈ کی طرح بولنا شروع کر دیا۔

"نوشاد کو جب یہ بتایا گیا کہ وہ اس کے باپ کے کسی چچا کی تصویر ہے تو وہ بے تحاشہ ہنسنے لگا! پھر اس نے بتایا کہ حقیقتاً اسی کی تصویر ہے! جو اس نے قدیم لباس میں ایک مصور سے بنوائی تھی! اس نے مصور کا نام اور پتہ بتایا.... اور مصور نے بھی اس کے بیان کی تصدیق کر دی!"

"تصویر کب بنوائی گئی تھی!" عمران نے پوچھا!

"آج سے دس سال پہلے!"

"پھر اب تمہارا کیا خیال ہے!" عمران نے پوچھا!

"ظاہر ہے، ایسے حالات میں یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ ارشاد کو کوئی حادثہ پیش آیا ہے!...."

"اور کچھ!.... یہ تو بڑی موٹی سی بات تھی!" عمران نے کہا "حالات کو مد نظر رکھ کر ایک ناخواندہ کانسٹیبل بھی یہی کہہ سکتا ہے.... مگر تم محکمہ سراغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ ہو!"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو!" فیاض نے پوچھا!

"مجھے الگ ہی رکھو!.... تو بہتر ہے.... ورنہ تم خود ہی کہہ چکے ہو کہ اچھا نہ ہو گا...."

فیاض کچھ نہ بولا! پھر تھوڑی دیر بعد کہنے لگا! "معاملہ بہت پیچیدہ ہے!.... اگر وہ پنجر لکڑی کا نہ ثابت ہوا ہوتا تو کہا جا سکتا تھا کہ وہ اپنے لڑکے نوشاد کو پھنسانا چاہتا ہے!"

"بنڈل"

"کیا مطلب...." فیاض اسے گھورنے لگا!

"کچھ نہیں! میں دوسری بات سوچنے لگا تھا!.... مگر ہاں.... تم....! تم اس معاملے کو چھپا کیوں رہے ہو!.... میرا خیال ہے کہ سارے واقعات اخبارات میں آ جانے چاہئیں اور خوب فیاض مری جان! بہترین موقع ہے وہ ڈیلی میل کی رپورٹر ہے نا.... مس مونا.... تم ایک بار اس پر مرمٹے تھے.... پھر بعد کی اطلاع مجھے نہیں ہے کہ کیا ہوا تھا!.... خیر بہرحال.... تم اسے فون کر کے اپنے پاس بلاؤ.... اور صرف اس کے اخبار کے لئے ایک رپورٹ مرتب کرا دو!.... پھر دیکھنا.... ہائے....! وہ بھی تم پر مرمٹے گی اور میں بعد کی اطلاعات سے محروم ہو جاؤں گا!"

"میں فی الحال اس کی پبلسٹی نہیں چاہتا!" فیاض نے کہا!

"اچھی بات ہے تو پھر میں ہی مس مونا کو مرمٹنے کا چانس دوں گا!"

"تم ایسا نہیں کرو گے!" فیاض نے سخت لہجے میں کہا!

"اماں لعنت ہے اس پر.... لاحول ولا قوۃ۔ مجھے کیا! میں تو تیمور اینڈ بارٹلے...."

"تیمور اینڈ بارٹلے والی بات بھی تمہیں بتانی پڑے گی!" فیاض نے کہا۔

"بتا تو دیا کہ مجھے وہاں نوکری مل گئی ہے!"

"خیر.... پرواہ نہیں!" فیاض نے لاپرواہی ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا! "میں تمہیں کامیاب نہیں ہونے دوں گا!...."

"پندرہ منٹ پورے ہو گئے!" عمران اسے گھڑی دکھاتا ہوا بولا۔ "لیکن میں ایک منٹ اور دے کر اتنے وقفہ میں یہ ضرور کہوں گا کہ تم ان واقعات کی تشہیر کئے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے!"

لیکن اس سلسلے میں اس سانپ کا تذکرہ کرنا نہیں بھولو گے، جو راضیہ کے وینٹی بیگ سے بر آمد ہوا تھا اور راضیہ تیمور اینڈ بارٹلے کے شوروم سے نکل کر سیدھی ارشاد منزل گئی تھی۔!"

فیاض کچھ سوچنے لگا تھا آخر اس نے تھوڑی دیر بعد سر ہلا کر کہا "اب میں بھی یہی سوچ رہا ہوں کہ ان واقعات کی پبلسٹی ضرور ہونی چاہیے! آخر اس سے ارشاد کا مقصد کیا تھا؟"

"گڈ تم بہت اچھے بچے ہو! بس اب جاؤ.... لیکن تم راضیہ کے وینٹی بیگ والے سانپ کے متعلق تیمور سے ضرور پوچھ گچھ کرو گے۔"

"کیا فائدہ ہوگا!"

"بہت فائدہ ہوگا.... یہ نسخہ دردِ کمر کے لئے اکسیر ہے...."

"پھر اتر آئے بکواس پر!"

"پرواہ نہ کرو!.... ہاں سب سے زیادہ ضروری بات تو رہ ہی گئی.... اخبارات میں ان واقعات کی تفصیل آجانے کے بعد ہی تم تیمور سے پوچھ گچھ کرو گے....! اس سے پہلے نہیں!"

"یار عمران.... کیوں بور کر رہے ہو! آخر اس سے کیا ہوگا!"

"ڈلیوری آسانی سے ہو جائے گی!"

"خدا سمجھے تم سے!"

"اور ہاں!.... تیمور اینڈ بارٹلے کے آفس میں مجھ سے ملنے کی کوشش کبھی نہ کرنا! سمجھے! بس اب جاؤ.... میں ڈیوٹی پر جا رہا ہوں، لنچ کا وقفہ ختم ہونے میں صرف دس منٹ باقی رہ گئے ہیں!"

فیاض کے اٹھنے سے قبل عمران ہی اٹھ کر باہر نکل گیا!

(۵)

ٹائپسٹ لڑکی جولیا اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ وہ کاغذات پر جھکا ہوا برے برے منہ بنا رہا تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ خود کو اس چھوٹے سے پارٹیشن میں تنہا محسوس کر رہا ہو! اس پارٹیشن میں صرف دو میزیں تھیں.... ایک پر ٹائپسٹ لڑکی جولیا بیٹھتی تھی اور دوسری میز اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ کی تھی!.... بوڑھا اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ پچھلے چار دنوں سے دو ماہ کی رخصت پر تھا!.... اس کی جگہ نیا اکاؤنٹنٹ آگیا تھا یہ نیا اکاؤنٹنٹ کافی وجیہہ جامہ زیب اور نوجوان آدمی تھا.... پہلے دن جولیا اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی.... اس نے سوچا تھا کہ کم از کم دو ماہ تک تو وہ ہر قسم کی بوریتوں سے دور ہی رہے گی.... پرانا اکاؤنٹنٹ بہت نک چڑھا تھا اور جولیا اسے

پسند نہیں کرتی تھی....

مگر یہ نیا اکاؤنٹنٹ اس پرانے اکاؤنٹنٹ سے بھی زیادہ بور ثابت ہوا وہ سارا دن سر جھکائے ہندسوں میں غرق رہتا.... اور اس پارٹیشن میں ٹائپ رائٹر کی "کٹ کٹ" کے علاوہ اور کوئی آواز نہ سنائی دیتی! پرانے اکاؤنٹنٹ کی بکواس جولیا کو گراں گذرتی تھی.... اور اب نئے اکاؤنٹنٹ کی حد سے بڑھی ہوئی خاموشی اسے کھلنے لگی تھی--!

کبھی وہ اسے ذہنی طور پر بہت اونچا آدمی معلوم ہونے لگتا.... اور کبھی بالکل بدھو....! وہ اکثر ٹائپ رائٹر پر ہاتھ روک کر اسے غور سے دیکھنے لگتی۔

اس وقت بھی وہ کام بند کر کے ہولے ہولے اپنی انگلیاں دبا رہی تھی.... اور اس کی نظریں اکاؤنٹنٹ ہی پر تھیں!.... جو کاغذات پر سر جھکائے اونگھ رہا تھا....! اکثر وہ چونک کر اس طرح آنکھیں پھاڑنے لگتا جیسے نیند کو بھگانے کی کوشش کر رہا ہو! دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اپنے گال میں بہت زور سے چٹکی لی.... اور "سی" کر کے بسورنے لگا!

جولیا کو بیساختہ ہنسی آگئی! اس کا قہقہہ سن کر اکاؤنٹنٹ چونک پڑا اور پھر اس کے چہرے سے کچھ اس قسم کی حجاب آمیز سراسیمگی ظاہر ہونے لگی، جیسے کسی نے سر بازار اس کے چپت رسید کر دی ہو!

"وہ.... وہ دیکھئے....!" وہ ہکلایا۔ "مجھے دراصل نیند آرہی تھی.... اور میں نیند کو بھگانے کے لئے یہی کرتا ہوں!"

"میرا تو خیال تھا کہ آپ کو کبھی نیند ہی نہ آتی ہو گی!" جولیا نے کہا--!

"کیوں.... واہ.... آتی کیوں نہیں!"

"لیکن خواب میں آپ کو ہندسے ہی ہندسے نظر آتے ہوں گے!"

"جی ہاں اور آج کل ٹائپ رائٹر کی کٹ کٹ بھی سنائی دیتی ہے!" اکاؤنٹنٹ نے گلوگیر آواز میں کہا۔

"آپ اس سے پہلے کہاں کام کرتے تھے!"

"اس سے پہلے میں کسی کام کا نہیں تھا!"

"آپ کے دوست تو بکثرت ہوں گے۔" جولیا مخواہ اسے باتوں میں الجھانا چاہتی تھی!

"نہیں ایک بھی نہیں ہے!" اکاؤنٹنٹ نے بڑی معصومیت سے کہا "بات یہ ہے مس نیلیا....!"

"جولیا!" اس نے تصحیح کی!

"آئی ایم سوری.... مس جولیا... بات یہ ہے کہ مجھے دوستی کرتے ہوئے بڑی شرم آتی ہے....!"

"شرم!... میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی...!"

"شرم... دراصل... اسے کہتے ہیں... جو آجاتی ہے... آتی ہے... یعنی کہ شرم... آپ شرم نہیں سمجھتیں!"

"میں نے شرم کی وجہ پوچھی تھی...!"

"بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں! جی ہاں! ...."

اکاؤنٹنٹ کے چہرے پر اس وقت نہ جانے کہاں کی حماقت پھٹ پڑی تھی!... جولیا نے سوچا! چلو اسی طرح وقت کٹے گا! بیوقوف آدمی بھی دلچسپی کا سامان ہوتے ہیں!

"آپ کے کتنے بچے ہیں!" جولیا نے پوچھا!

"مجھے ملا کر سات...!"

"آپ کو ملا کر کیوں؟"

"جی ہاں! اگر آپ نہ ملانا چاہیں، تب بھی کوئی مضائقہ نہیں... پھر بھی چھ باقی بچتے ہیں!"

"بات یہ ہے مس مولیا... ار... شائد... میں غلط نام لے رہا ہوں... خیر جو کچھ بھی آپ کا نام ہو! مطلب یہ کہ... ہاں تو میں ابھی کیا کہہ رہا تھا...!"

"مجھے حیرت ہے کہ آپ دوستوں کے بغیر کیسے زندہ ہیں!"

"میں زندہ کب ہوں!" اکاؤنٹنٹ نے مایوسی سے کہا!

"یقیناً آپ کے دل پر کوئی گہری چوٹ لگی ہے۔" جولیا نے تشویش ظاہر کی۔

"اوہو!... جی ہاں!... آپ کو کیسے معلوم ہوا... کمال ہے! کیا آپ کو علم غیب ہے!"

"جی ہاں پچھلے سال لگی تھی!... بڑی پریشانی اٹھائی!... تین چار بار ایکسرے لیا گیا!... لیکن مختلف ڈاکٹر کسی ایک بات پر متفق نہ ہوسکے!... آخر بڑی کاوشوں کے بعد معلوم ہوا کہ گھٹنے کی ہڈی اپنی جگہ سے کھسک گئی ہے... اردو میں ایک مثل ہے مس جولیا کہ ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ!... مگر یہ مثل غلط ثابت ہوگئی!... اب میں ماروں آنکھ پھوٹے گھٹنا کا قائل ہوگیا ہوں!...."

"میں کچھ بھی نہیں سمجھ سکی!" جولیا بولی!

"یعنی آپ اس کا ایک بٹا چار بھی نہیں سمجھیں!... او معاف کیجئے گا میرا مطلب یہ تھا کہ آپ کچھ بھی نہیں سمجھیں!"

"آپ ہر وقت ہندسوں سے کھیلتے رہتے ہیں!" جولیا مسکرائی!

"یہ میری بدنصیبی ہے! مس... کیا نام ہے... جولیا... مس جولیا... میں اپنی عادت

سے مجبور ہوں! مجھے ارتھمیٹک سے عشق ہے...."

"لیکن مجھے ارتھمیٹک سے بڑی نفرت ہے...!" جولیا نے کہا!

"اپنا اپنا مقدر ہے... کم از کم آپ کی شادی تو ہو جائے گی!"

"کیوں شادی اور ارتھمیٹک سے کیا تعلق!"

"بہت گہرا تعلق ہے... مس جولیا!" اکاؤنٹنٹ نے ایک طویل سانس لی!

"میں نہیں سمجھ سکتی!"

"ہر ایک نہیں سمجھ سکتا! مس جولیا...."

"آپ سمجھائیے بھی تو... میرے لئے یہ بات بالکل نئی ہوگی اور میں اپنی معلومات میں اس اضافے کے لئے ہمیشہ آپ کی احسان مند رہوں گی!"

"اچھا تو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ انگریزی میں بیوی کو نصف بہتر کہتے ہیں یعنی ایک بٹا دو بہتر...! یہی بات میں نے اپنی ہونے والی بیوی کے باپ سے کہہ دی تھی! وہ پتہ نہیں کیوں بگڑ گئے۔ میں نے کہا آپ اپنی بیوی کے نصف بدتر ہیں۔ یعنی ایک بٹا دو... غالباً آپ سمجھ گئی ہوں گی مس جولیا! یہ شادی نہ ہو سکی... اور شاید کبھی نہ ہو سکے!"

اکاؤنٹنٹ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے!... جولیا کچھ نہ بولی! اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ ہمدردی کے کچھ الفاظ کہے یا بے تحاشہ ہنسنا شروع کر دے!

ادھر اکاؤنٹنٹ انگلیوں سے میز پر طبلہ بجانے لگا! لیکن آنسو بدستور بہتے رہے! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے ان آنسوؤں کا علم ہی نہ ہو!

(۶)

طارق تیمور کے آفس میں داخل ہوا۔ تیمور وہاں تنہا ہی تھا! طارق کو بے دھڑک اندر گھستے دیکھ کر اس کے چہرے پر تفکر اور تردد کے آثار نظر آنے لگے!

"کیوں تم اجازت حاصل کئے بغیر یہاں کیوں آئے!" تیمور اسے گھور کر بولا!

"اوہ معاف کیجئے گا! جناب!" طارق نے مسکرا کر کہا۔ "میں سمجھا تھا شاید اب اس کی ضرورت باقی نہ رہی ہوگی!"

"بیٹھ جاؤ!" تیمور نے کرسی کی طرف اشارہ کیا--!

طارق بیٹھ گیا! تیمور چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر بولا۔ "تم مجھے بلیک میل نہیں کر سکتے سمجھے!"

"جی ہاں! میں سمجھ گیا! بلیک میل کرنا چھچھورے آدمیوں کا کام ہے... آپ نے غالباً ان

لوگوں کا انجام سن لیا ہوگا، جو پچھلی شام میرا تعاقب کر رہے تھے!.... بلیک میلر عموماً بزدل ہوتے ہیں!.... دھمکی کا نام بلیک میلنگ ہے!.... اور دھمکی وہی دیتا ہے! جو کمزور ہو! میں کمزور نہیں ہوں مسٹر تیمور!.... میں چھین کر کھانے کا عادی ہوں!...."

"ابھی بچے ہو!.... بچپن کے ہوائی قلعوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی....!"

"تو آپ اس پر رضامند نہیں ہیں!"

"نہیں!...." تیمور میز کی دراز کھول کر اس میں کچھ تلاش کرتا ہوا بولا۔" اب فرم کو تمہاری خدمات درکار نہیں ہیں!.... یہ لو.... یہ رہا.... نوٹس!"

طارق نے اس کاغذ کی طرف دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی، جو تیمور نے میز کی دراز سے نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا تھا....

"لیکن ایکس فائیو تھری نائین!" طارق آہستہ سے بڑبڑایا۔"اس وقت میرے قبضے میں ہے!"

"تم جھوٹے ہو! تمہیں اس کی ہوا بھی نہیں لگی!"

"خام خیالی ہے مسٹر تیمور....!"

"گٹ آؤٹ....!"

"بہت خوب شکریہ! لیکن میرا ساتھ تمام شکاری دیں گے! میری علیحدگی ان کی علیحدگی ہوگی.... سمجھے آپ....!"

تیمور نے چپراسی کو بلانے کے لئے گھنٹی بجائی!

"میں جارہا ہوں مسٹر تیمور اس کی ضرورت نہیں پیش آئے گی.... لیکن آج شام تک آپ اپنے خسارے سے واقف ہو جائیں گے!"

طارق باہر نکل آیا....

بعض کلرکوں نے اسے دیکھ کر سر ہلایا.... اور وہ ان سب کو چھیڑتا اور ان پر آوازے کستا ہوا آگے بڑھ گیا! پھر وہ اس پارٹیشن کے سامنے رکا جہاں ٹائپسٹ گرل جولیا اور اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ بیٹھتے تھے!....

"ہلو طارق....!" جولیا اسے دیکھ کر چہکاری۔

"ہاؤ ڈی یو ڈو.... جولی!"

"او کے.... اولڈ بوائے.... کم ان.... کم ان!"

طارق پارٹیشن میں داخل ہو کر دروازے کے قریب ہی ٹھٹک گیا۔

" آپ کی تعریف!" اس نے نئے اکاؤنٹنٹ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا!

" ہمارے نئے اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ....!" جولیا نے جواب دیا! نئے اکاؤنٹنٹ کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا اور وہ نظریں جھکا کر انگلی سے میز کھٹکھٹانے لگا!

جولیا نے اشارے سے طارق کو بتایا کہ وہ بالکل بدھو ہے!

"کہو دوست کیا نام ہے تمہارا...." طارق نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا.... اور جولیا منہ دبا کر ہنسنے لگی!

اکاؤنٹنٹ اس کا ہاتھ جھٹک کر اور زیادہ شرما گیا! جولیا! بے تحاشہ ہنسنے لگی....! لیکن طارق اسے سنجیدگی سے گھورتا رہا.... ایسا معلوم ہو رہا تھا، جیسے وہ کوئی بہت ہی اہم بات سوچنے لگا ہو۔

" یہ بہت ضروری ہے!" اس نے آہستہ سے کہا۔"کہ یہاں بیٹھنے والا ہر اکاؤنٹنٹ میرے گہرے دوستوں میں سے ہو....!"

اکاؤنٹنٹ حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا!.... طارق کرسی کھینچ کر بیٹھنے ہی والا تھا کہ دو.... پٹھان چوکیدار کیبن میں داخل ہوئے۔

"آفس سے نکل جاؤ....!" ایک نے آگے بڑھ کر طارق کا بازو پکڑتے ہوئے کہا!

طارق کی خونخوار آنکھیں اس کی طرف اٹھیں اور وہ اس کا بازو چھوڑ کر الگ ہٹ گیا۔

" جاؤ....!" وہ دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر چیخا!" تیمور سے کہہ دینا کہ یہ بدتمیزی اسے بہت مہنگی پڑے گی!"

اور پھر وہ ان دونوں کو ایک طرف دھکیلتا ہوا.... باہر نکل گیا.... اکاؤنٹنٹ اور جولیا حیرت سے آنکھیں پھاڑے دم بخود بیٹھے رہے!....

دونوں پٹھان بھی ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے باہر جا چکے تھے! پھر اکاؤنٹنٹ اٹھ کر باہر جھانکنے لگا!.... پورے آفس میں مکھیوں کی سی بھنبھناہٹ گونج رہی تھی!.... وہ جولیا کی طرف مڑا.... جو اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی!

" یہ کون صاحب تھے!...." اکاؤنٹنٹ نے جولیا سے پوچھا!

" طارق.... ایک شکاری ہے...."

"بہت غصے میں معلوم ہوتے تھے!"

"ہاں وہ بہت تیکھے مزاج والا اور انتہائی خطرناک آدمی ہے!"

" خطرناک....!.... ارے باپ رے....!" اکاؤنٹنٹ احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکانے لگا!

" پتہ نہیں کیا بات ہے....! اس نے مسٹر تیمور کیلئے بہت سخت قسم کے الفاظ استعمال کئے تھے!"

" مسٹر تیمور کے لئے....!" اکاؤنٹنٹ نے بوکھلا کر کہا! اب پھر ہونٹ بھینچ کر کچھ سوچتے

رہنے کے بعد آہستہ سے بولا۔ "میں نے نہیں سنا تھا.... ورنہ اس کا سر توڑ دیتا! مسٹر تیمور تو بہت اچھے آدمی ہیں!"

"آپ اس کا سر توڑ دیتے!" جولیا ہنسنے لگی!

"کیوں کیا میں اس سے کمزور ہوں....!"

"اوہ!.... ان پٹھانوں کی حالت دیکھی تھی آپ نے....! کانپ کر رہ گئے تھے!"

"رہ گئے ہوں گے!...."

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ کیا واقعہ پیش آیا ہے!" جولیا نے تشویش آمیز لہجے میں کہا!

"میں اسے ضرور پیٹوں گا! کیا آپ مجھے اس کے گھر کا پتہ بتائیں گی!"

جولیا پھر ہنسنے لگی! دفعتاً اکاؤنٹنٹ بگڑ گیا!

"آپ میرا مذاق اڑا رہی ہیں!"

جولیا اس کی بات کا جواب دیئے بغیر پارٹیشن سے نکل گئی.... شائد وہ اس واقعے کی وجہ معلوم کرنا چاہتی تھی۔

اکاؤنٹنٹ بھی پردہ ہٹا کر دروازے میں کھڑا ہو گیا۔ سارے کلرک ایک دوسرے سے سرگوشیاں کر رہے تھے۔ منیجر کی کرسی خالی تھی!.... اکاؤنٹنٹ کی نظر تیمور کے کمرے کی طرف اٹھ گئی!.... وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا! پھر اس نے اپنی پتلون کی جیبیں ٹٹولیں اور لمبے لمبے قدم رکھتا ہوا غسل خانے کی طرف چلا گیا۔ غسل خانہ تیمور کے کمرے کی پشت پر تھا اور دونوں کے درمیان میں صرف ایک دیوار حائل تھی! اس نے غسل خانے کا دروازہ اندر سے بولٹ کر کے شیشوں پر سیاہ پردہ کھینچ دیا! پھر پتلون کی جیب سے ایک چھوٹی سی سیاہ رنگ کی ڈبیہ نکالی جس سے ایک پتلا سا تار منسلک تھا، دیکھتے ہی دیکھتے اس نے وہ تار اس تار سے جوڑ دیا، جو ایک ننھے سے روشندان سے نیچے لٹک رہا تھا! بادی النظر میں وہ تار ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے مکڑی کے جالے میں کوئی ہلکا سا تنکا پھنس گیا ہو! سیاہ رنگ کی ڈبیہ اس نے اپنے داہنے کان سے لگالی.... ڈبیہ دراصل ایک چھوٹے سے مگر طاقتور ڈکٹافون کا ریسیور تھی!

(۷)

دوسری طرف تیمور اس بات سے قطعی بے خبر تھا کہ اس کے کمرے میں کہیں پر ایک ڈکٹافون پوشیدہ ہے اور اس وقت اس کی ساری گفتگو غسل خانے میں سنی جا رہی ہے۔ وہ اپنے منیجر سے کہہ رہا تھا۔

"اس لونڈے کا انتظام ضروری ہے! ورنہ سب برباد ہو جائے گا! وہ چاروں بری طرح زخمی ہوئے ہیں! گاڑی کمپنی کی تھی! لہٰذا پولیس کا ادھر توجہ دینا ضروری ہے.... دوسری مصیبت! آج کا اخبار تو تم نے پڑھا ہی ہوگا! ارشاد کی کہانی کے متعلق کیا خیال ہے!"

"وہ میری سمجھ میں تو نہیں آئی!" منیجر بولا!

"اس بات پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے کہ وہ لڑکی جس کے وینٹی بیگ سے سانپ برآمد ہوا تھا ہمارے شوروم سے نکل کر سیدھی ارشاد منزل گئی تھی! اس کا یہ مطلب ہوا کہ پولیس اس معاملے میں بھی ہمیں گھیرنے کی کوشش کرے گی! اس طرح دو مختلف معاملات میں ہمیں پولیس سے دوچار ہونا پڑے گا!.... خیر بہر حال.... لیکن یہ تو دیکھو کہ طارق کیا کر رہا ہے.... میرا دعویٰ ہے کہ اس کی وینٹی بیگ میں اسی نے سانپ رکھا ہوگا! ایسے حالات پیدا کر کے وہ مجھے بلیک میل کرنا چاہتا ہے!۔"

"لیکن ارشاد....!"

"ارشاد!" تیمور ایک طویل سانس لے کر بولا۔ "ہاں اس کا معاملہ بھی غور طلب ہے!"

"کیا یہ بھی طارق ہی کی شرارت ہو سکتی ہے!"

"کچھ کہا نہیں جا سکتا! یہ معاملہ بہت پیچیدہ ہے! فی الحال اسے رہنے ہی دو! میں طارق کے لئے کوئی معقول انتظام چاہتا ہوں!"

"مجھے صرف تین دن کی مہلت دیجئے! ان تین دنوں میں کچھ نہ کچھ ضرور ہو جائے گا! مگر آپ کو تھوڑا صبر سے کام لینا چاہئے تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ شیر کی طرح نڈر اور لومڑی کی طرح چالاک ہے!"

"ہوگا! اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا اس کے لئے کچھ کہنا ہی بیکار ہے!" کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر تیمور نے کہا" اس نے دھمکی دی ہے کہ اس کے ساتھ ہی دوسرے شکاری بھی فرم سے قطع تعلق کر لیں گے، لہٰذا تمہیں سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ سارے شکاری کیمپ میں موجود ہیں یا کچھ چلے بھی گئے!"

(۸)

اندھیرا پھیل چکا تھا!.... طارق گرانڈ ہوٹل سے نکل کر اپنی موٹر سائیکل پر بیٹھا ہی تھا کہ کسی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا! طارق چونک کر مڑا.... اور اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھنے والا.... تیمور اینڈ بارٹلے کا نیا اکاؤنٹنٹ تھا۔

"ہم کہیں اطمینان سے بیٹھ کر گفتگو کرنا چاہتے ہیں!" اکاؤنٹنٹ نے کہا۔

"کوئی خاص بات ہے!" طارق نے پوچھا!

"زندگی اور موت کا معاملہ ہے!" اکاؤنٹنٹ نے سنجیدگی سے سر ہلا کر کہا۔!

" آؤ.... تو.... پھر!" طارق موٹر سائیکل کی سیٹ سے ہٹتا ہوا بولا! اس نے موٹر سائیکل کا اسٹینڈ دوبارہ گرا دیا اور اکاؤنٹنٹ کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہوٹل میں داخل ہو کر اسے ایک کیبن میں لے آیا۔

" بیٹھ جاؤ!" اس نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا! اکاؤنٹنٹ نے بیٹھتے ہوئے ایک طویل سانس لی!....

"کیوں.... کیا بات ہے....!"

"تم مجھ سے اس لڑکی کو نہیں چھین سکتے!" اکاؤنٹنٹ ابل پڑا.. "ہرگز نہیں.... کبھی نہیں۔ میں نے محض اسی کے لئے وہاں ملازمت کی ہے! سالہا سال سے اسے چھپ چھپ کر دیکھتا رہا ہوں.... ہرگز نہیں....!"

"میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہہ رہے ہو....!"

"وہ تمہیں پسند کرتی ہے...." اکاؤنٹنٹ بکتا رہا! "تمہاری شہزوری کی قائل ہے لیکن میں اس کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم دونوں میں سے کون زیادہ طاقتور ہے!"

"میں سمجھا! شاید تم جولیا کے بارے میں کہہ رہے ہو!" طارق ہنسنے لگا!

"کیا تمہیں بھی اس سے محبت ہے!" اکاؤنٹنٹ نے دردناک لہجے میں پوچھا!

"تم گھاس کھا گئے ہو کیا!...." طارق پھر ہنس پڑا....

"گھاس نہیں تو....! مجھے ایسا کوئی شعر یاد نہیں آتا، جس میں عاشق نے محبت میں گھاس بھی کھائی ہو!.... تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتے.... ہاں!...."

"اچھا فرض کرو!... اگر میں اس سے محبت کرتا ہوں تو تم میرا کیا کرو گے!"

"تو میں بالکل خاموش ہو جاؤں گا اور تم خود بخود ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میرے راستے سے ہٹ جاؤ گے!"

"یعنی....!"

"میں کیوں بتاؤں.... نہیں بتاتا.... بتا دوں تاکہ تم ہوشیار ہو جاؤ.... اور میرا کام بگڑ جائے، جب تم ہی نہ رہو گے تو پھر جولیا کسے چاہے گی! کس کی قوت بازو کی تعریف کرے گی۔"

"ہاہا.... کیا بات بنی ہے میں دنیا کا عقلمند ترین آدمی ہوں.... واہ!"

"تم کیا کہہ رہے ہو! دوست....!" طارق آگے جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ

سے بولا.... اکاؤنٹنٹ اس وقت حد درجہ بیوقوف نظر آرہا تھا!

"میں کچھ نہیں کہہ رہا! کوئی بات نہیں ہے!.... مجھے دیکھنا ہے کہ تم اس سے کتنے دنوں تک محبت کرتے ہو!"

"مجھے اس سے قطعی دلچسپی نہیں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے!"

"اوہ.... واقعی!...." اکاؤنٹنٹ مسرت آمیز لہجے میں چیخا!

"یقین کرو!" طارق اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"اچھا تو آج کی رات تمہارے لئے انتہائی خطرناک ہے.... تم مار ڈالے جاؤ گے!"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا!"

"بس کسی طرح معلوم ہو گیا ہے! میں نے تیمور صاحب اور ان کے منیجر کی گفتگو کسی طرح سن لی تھی!.... تمہارے پیچھے بہتیرے آدمی لگے ہوئے ہیں!.... منیجر نے تیمور صاحب کو بتایا تھا کہ تم کئی دنوں سے کیمپ میں سونے کی بجائے جنگل کے ایک پوشیدہ مقام پر سوتے ہو!.... منیجر کو اس جگہ کا سراغ مل گیا ہے.... اور آج رات.... تم.... ٹھک.... ہاں!"

طارق چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔ "یہ لوگ تمہیں کتنی تنخواہ دے رہے ہیں!"

"ڈیڑھ سو سے زیادہ.... ایک سو ساٹھ روپے!" اکاؤنٹنٹ نے فخریہ لہجے میں کہا!

"ایک سو ساٹھ روپے....! چچ چچ!" طارق نے افسوس ظاہر کیا! پھر آہستہ سے بولا "بھلا اتنی حقیر سی رقم جولیا کی محبت کا بار کیسے سنبھال سکے گی!"

"وہ اپنی محبت کا بار سنبھالے گی.... میں اپنی محبت کا بار سنبھالوں گا! اسے بھی تو معقول تنخواہ ملتی ہے!" اکاؤنٹنٹ نے سنجیدگی سے کہا!

"تم بدھو ہو!" طارق معنی خیز انداز میں مسکرایا! "لیکن میں تمہارا بہت گہرا دوست ہوں لو.... فی الحال یہ دو سو روپے رکھو! کل شام جولیا کو کسی شاندار تفریح گاہ میں لے جانا....!"

"نہیں میں نہیں رکھتا! کیا تم مجھے بھکاری سمجھتے ہو!" اکاؤنٹنٹ برا مان گیا!

"نہیں.... یہ بات نہیں ہے! یہ دراصل اس اطلاع کی قیمت ہے، جو تم نے مجھے اس وقت دی ہے.... اور آئندہ بھی تمہارے لئے اچھی آمدنی کے امکانات موجود ہیں!"

"یعنی تم چاہتے ہو کہ میں ہمیشہ تمہارے لئے ان لوگوں کی کھوج میں رہا کروں!"

"تو اس میں تمہارا نقصان ہی کیا ہے!"

"نقصان تو کچھ بھی نہیں ہے! لیکن اگر انہیں معلوم ہو گیا.... تو....!"

"زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ تم وہاں سے نکال دیئے جاؤ گے اس صورت میں جب تک تمہیں دوسری نوکری نہ ملے مجھ سے ہر ماہ دوسو روپے لیتے رہنا....."

"چلو منظور ہے! لیکن میں یہ سب محض جولیا کے لئے کر رہا ہوں! اگر تمہارا ارادہ دھوکہ دینے کا ہو تو.... میں ان روپیوں پر لعنت بھیجتا ہوں!"

"نہیں دوست۔ تم مطمئن رہو! ویسے تمہارا نام کیا ہے!"

"میرا نام عبدالمنان ہے.... ہاں....!"

"اچھا دوست عبدالمنان.... اس اطلاع کا بہت بہت شکریہ.... پھر ملیں گے!" طارق اسے وہیں چھوڑ کر باہر نکل گیا!

(۹)

جنگل کی اجاڑ رات.... کائنات کی رگ و پے میں سرائت کر گئی تھی.... شاید ایک بجے کا وقت تھا.... تاریکی کچھ اور زیادہ گہری ہو گئی تھی!.... مطلع ابر آلود تھا ورنہ تاروں کی چھاؤں میں **دیو پیکر اور فلک آسا درخت اتنے مہیب نہ معلوم ہوتے!.....**

طارق خطرے کی اطلاع مل جانے کے باوجود بھی وہیں تھا، جہاں اس نے اپنی پچھلی دو راتیں گذاری تھیں!....

یہاں کی زمین مسطح تھی جس کے چاروں طرف گھنی جھاڑیاں تھیں!.... ایک جگہ پیال کا ڈھیر تھا اور اس پر ایک کمبل بچھا ہوا تھا! یہی اس کا بستر تھا!.... آج یہاں طارق نے آگ بھی روشن کی تھی.... اور وہ اپنے بستر ہی پر موجود تھا! لیکن سویا نہیں تھا! اچانک اس نے ہلکی سی سرسراہٹ سنی!.... چونک کر اٹھا!.... چند لمحے آواز کی طرف کان لگائے رہا.... سرسراہٹ پھر سنائی دی!.... وہ آہستگی سے بستر سے جھاڑیوں میں سرک گیا! دوسرے ہی لمحہ میں دو آدمی اپنے ہاتھوں میں بڑے بڑے کلہاڑے پکڑے ہوئے جھاڑیوں سے کھلی جگہ میں نکل آئے....

طارق کا بستر خالی تھا!.... ایک طرف الاؤ جل رہا تھا اور اتنی روشنی تھی کہ قرب و جوار کی چیزیں بہ آسانی نظر آ سکتی تھیں!.... آلاؤ کی سرخ روشنی میں ان دونوں کے چہرے حد درجہ ہیبتناک معلوم ہو رہے تھے!

اچانک کسی نے پیچھے سے ان دونوں پر حملہ کر دیا!.... ان کے ہاتھوں سے کلہاڑے چھوٹ گئے.... اور وہ دونوں اچھل کر بھاگے۔

"دیکھنا!...." طارق کی آواز اندھیرے میں گونجی.... "یہ زندہ نہ جانے پائیں!"

کوئی اندھیرے میں گرا.... ایک چیخ ابھری.... اور پھر سناٹا چھا گیا!.... دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازوں سے جنگل گونج رہا تھا! تقریباً دس منٹ کے بعد سیٹی کی آواز سناٹے میں لہرائی.... دور سے کسی نے اس کا جواب دیا.... اور پھر سناٹا طاری ہو گیا!

"ناصر.... ناصر....!" طارق کی آواز اندھیرے میں ابھری!

"طارق.... میں ہوں.... جہاں ہو وہیں ٹھہرو--!"

ناصر جلد ہی طارق کے پاس پہنچ گیا!

"کیا ہوا".... طارق نے پوچھا!

"یار.... کیا بتاؤں! وہ دونوں صاف نکل گئے!"

"خیر پرواہ نہ کرو!" طارق بولا "میں نے انہیں پہچان لیا ہے۔ وہ ٹونی اور بارکر تھے! اگر نکل گئے ہیں تو یہ سمجھ لو کہ اب ہمیں ان کی شکلیں کبھی نہ دکھائی دیں گی!.... میں نے یہ آگ اسی لئے روشن کی تھی کہ حملہ آوروں کی شکلیں دیکھ سکوں! آؤ واپس چلیں....!"

وہ دونوں پھر وہیں آ گئے جہاں آگ روشن تھی! لیکن وہاں قدم رکھتے ہی طارق کے منہ سے ہلکی سی تحیر آمیز چیخ نکلی.... اور وہ بے تحاشہ پیال کے ڈھیر پر ٹوٹ پڑا!.... وہ دونوں ہاتھوں سے پیال اٹھا اٹھا کر ادھر اُدھر پھینک رہا تھا!.... جب ساری پیال اپنی جگہ سے ہٹ گئی تو اس کے منہ سے ایک گندی سی گالی نکلی.... اور وہ بھرائی ہوئی آواز میں دہاڑا۔

"آؤ....! چوٹ ہو گئی!"

"کیا ہوا....!"

طارق اسے کوئی جواب دیئے بغیر پاگلوں کی طرح اِدھر اُدھر دوڑنے لگا! ناصر بھی اسی کے ساتھ ہی ساتھ بھاگتا پھر رہا تھا! پھر وہ دونوں شکاریوں کے کیمپ تک آئے، جو ان کی کمین گاہ سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر تھا!.... یہاں تین خیمے استادہ تھے!.... لیکن ان پر خاموشی مسلط تھی! ان میں سے کسی میں بھی بیداری کے آثار نہیں پائے جاتے تھے!

"آخر تم کیا تلاش کر رہے تھے۔" ناصر نے پوچھا!

"اوہ.... ایکس فائیو تھری نائین.... میری ساری محنت برباد ہو گئی!" طارق ہانپتا ہوا بولا!

پھر چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ "اچھا!.... خیر دیکھا جائے گا!.... میں دیکھوں گا کہ تیمور کتنا چالاک ہے....!"

(۱۰)

عمران ٹھیک تین بجے رات کو فلیٹ میں داخل ہوا.... فلیٹ کا دروازہ اندر سے بند نہیں تھا!.... کمرے میں روشنی تھی اور محکمہ سراغرسانی کا سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض ایک آرام کرسی میں پڑا سو رہا تھا!

عمران نے لکڑی کی وہ چھوٹی سی پیٹی میز پر رکھ دی جسے وہ اپنے ساتھ لایا تھا! وہ تھوڑی دیر تک کھڑا فیاض کو گھورتا رہا پھر آگے بڑھ کر اسے جھنجھوڑنے لگا!.... فیاض بیدار ہوتے ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"او فیاض صاحب! یہ کوئی سرائے ہے یا بھٹیار خانہ، تم اتنی رات گئے یہاں کیا کر رہے تھے!"

"تشریف رکھیئے عبدالمنان صاحب!" فیاض نے بڑے تلخ لہجے میں کہا" میں اپنا فرض ادا کرنے پر مجبور ہوں!" فیاض نے جیب سے ہتھکڑیوں کا جوڑا نکال کر میز پر ڈال دیا....

"کیا مطلب....!"

"مطلب بعد میں پوچھنا! دوستی اپنی جگہ پر ہے لیکن میں اپنا فرض ضرور ادا کروں گا!" فیاض کا لہجہ حد سے زیادہ خشک تھا!

"ابے کچھ بکو گے بھی! یا یونہی بور کیئے جاؤ گے!"

"تمہارا وارنٹ ہے.... عبدالمنان کا وارنٹ.... جو تیمور اینڈ بارٹلے کے یہاں اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ ہے.... اس کے خلاف پانچ ہزار کے غبن کا الزام ہے!.... تیمور اینڈ بارٹلے کے منیجر نے عبدالمنان کی تصویر بھی دی ہے!"

فیاض نے وارنٹ نکال کر عمران کے سامنے رکھ دیا! اس پر عمران کا فوٹو بھی چسپاں تھا!

"اوہ... میں سمجھا... تو شائد انہیں میری اصلیت معلوم ہو گئی ہے!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا!

"تم مجھے الو نہیں بنا سکتے!" فیاض گرج کر بولا۔" بڑے شرم کی بات ہے! یہی تو میں کہتا تھا کہ آخر تمہارا خرچ کہاں سے چلتا ہے!"

"کیا بچاؤ کی صورت نہیں!" عمران نے بے بسی سے کہا!

"ہرگز نہیں! میں بالکل مجبور ہوں! فرض!"

"فرض ادا کرنے سے پہلے تمہیں میرا قرض ادا کرنا چاہیئے!...."

"میں بے تکی باتیں سننے کے موڈ میں نہیں ہوں!.... میرا خیال ہے کہ تم چپ چاپ

میرے ساتھ چلے چلو ورنہ بات بڑھ جائے گی! تیمور کہہ رہا تھا کہ وہ اخبارات میں تمہارا فوٹو شائع کرائے گا!"

"واہ یار! اس سے بڑھ کر کیا بات ہو سکتی ہے! لوگ دیکھیں گے اور کہیں گے کہ یہ شخص صورت سے تو عبدالمنان نہیں معلوم ہوتا! ویسے فیاض صاحب!.... میں نے اپنا کھیل اسی وقت ختم کر دیا ہے اور اب تمہاری آنکھیں کھولنے جا رہا ہوں۔ شہر میں پتہ نہیں کیا کیا ہوا کرتا ہے اور تمہارے محکمے کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی!"

عمران نے میز سے لکڑی کی وہ پیٹی اٹھائی جسے وہ اپنے ساتھ لایا تھا!.... یہ ایک فٹ لمبی اور تقریباً نو انچ چوڑی تھی! اونچائی زیادہ سے زیادہ چھ انچ رہی ہو گی!

"یہ پیٹی.... "اس نے کہا" ٹوکیو سے بذریعہ ہوائی ڈاک آئی ہے! اس پر تیمور اینڈ بارٹلے کا پتہ تحریر ہے اور یہ نمبر.... پتہ نہیں یہ اس چیز کا نمبر ہے یا یہ پیٹی شمار میں اتنے نمبر کی ہے.... ایکس فائیو! تھری نائین.... ! اب میں اسے کھولنے جا رہا ہوں! ہو سکتا ہے، وہ غبن کئے ہوئے روپے اسی میں سے برآمد ہو جائیں!"

اس نے جیب سے قلم تراش چاقو نکال کر پیٹی کی کیلیں نکالنی شروع کر دیں!

فیاض کچھ نہ بولا! وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا! بار بار ایسے مواقع اسے نصیب ہوئے تھے۔ جب وہ عمران پر چڑھ دوڑا تھا، لیکن بعد میں اسے خفت اٹھانی پڑی تھی۔ عمران خلاف عادت اس وقت بہت زیادہ سنجیدہ تھا! اس نے ساری کیلیں نکال ڈالیں اور پھر دو عدد خوفناک قسم کی پھپھکاروں کے ساتھ ڈھکن خود بخود اوپر اٹھتا چلا گیا!

"ارے باپ رے....!" عمران اچھل کر پیچھے ہٹ گیا!

اور فیاض نے میز پر چھلانگ لگائی! پیٹی میں سیاہ رنگ کے دو سانپ پھن اٹھائے کھڑے تھے!

"خدا کی قسم عمران....!" فیاض ہانپتا ہوا بولا "تم دیکھنا اپنا حشر!...."

"فیاض پیارے چوٹ ہو گئی!.... خدا کی قسم اسے جان پر کھیل کر لایا.... کلہاڑوں اور خوفناک آدمیوں کے نرغے سے نکال لایا.... ارے توبہ...."

"توبہ کے بچے!.... ہتھکڑیاں لگاؤں گا!.... تم سمجھتے ہو شاید میں مذاق کر رہا ہوں!"

مگر توبہ کا بچہ پہلے ہی باہر نکل چکا تھا.... فیاض میز سے چھلانگ لگا کر اس کی طرف جھپٹا۔ لیکن عمران کو پا لینا.... آسان کام تو نہیں تھا!

(۱۱)

دوسری صبح کے اخبارات میں عمران کا فوٹو شائع ہوا تھا... اس کی حیثیت اشتہار کی سی تھی! تیمور اینڈ بارٹلے کی طرف سے مبلغ پانچ ہزار روپے کے انعام کا اعلان ان لوگوں کے لئے کیا گیا تھا، جو اس کا پتہ نشان بتا سکیں! نام عبدالمنان ہی تھا!... عمران نے اس اشتہار کو دیکھا اور خود کو سچ مچ عبدالمنان محسوس کرنے لگا!...

پچھلی رات وہ شروع ہی سے طارق کے پیچھے لگا رہا تھا! طارق سب سے پہلے شکاریوں کے کیمپ میں گیا تھا! پھر ناصر کو ساتھ لے کر ٹہلتا ہوا اس مقام پر پہنچا جہاں وہ شب بسری کیا کرتا تھا... وہاں پہنچ کر ایک بار اس نے ناصر سے بھی پیچھا چھڑایا!... اسے شکاریوں کے کیمپ کی طرف کسی کام سے بھیج دیا!... پھر عمران نے اسے ایک طرف جاتے دیکھا تھا! عمران صرف طارق ہی کی نقل و حرکت کی نگرانی کر رہا تھا۔ لہٰذا وہ بھی اس کے پیچھے چل پڑا تھا۔

بہر حال ایک جگہ رک کر طارق نے کانٹے دار جھاڑیوں کے جھنڈ سے وہ پیٹی نکالی تھی جسے عمران نے نہ جانے کیا سمجھ کر بڑے جوش و خروش کے ساتھ فیاض کے سامنے کھولنے کی کوشش کی تھی... اور نتیجے کے طور پر اس میں سے دو عدد سانپ برآمد ہوئے تھے۔ طارق نے اس پیٹی کو لا کر پیال کے ڈھیر کے نیچے چھپا دیا تھا اور خود اسی پر کمبل ڈال کر لیٹ گیا تھا!...

پھر جس وقت طارق پر حملہ ہوا!... عمران اس پیٹی کو پیال کے ڈھیر کے نیچے سے نکال کر چپ چاپ کھسک گیا!

طارق اور تیمور کی لڑائی کی وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی! لیکن ان سانپوں نے اسے بہت کچھ سمجھا دیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ پیٹی کسی نہ کسی طرح تیمور ہی کے پاس سے طارق تک پہنچی ہو گی! ورنہ اس میں زندہ سانپوں کی موجودگی سمجھ میں نہیں آسکتی اور پھر طارق نے اس پیٹی کو بہت احتیاط سے ایک جگہ چھپا رکھا تھا اور پھر شاید اسے اپنے بستر کے نیچے منتقل کرنے ہی کے لئے اس نے ناصر کو بھی ٹال دیا تھا! اس پیٹی کا راز؟ عمران اس کے متعلق گھنٹوں غور کرتا رہا!

وہ اس وقت شہر کے ایک غیر معروف سے ہوٹل کے ایک کمرے میں مقیم تھا!... تھوڑی سی تبدیلی اپنی ہیئت میں بھی کر لی تھی... سر کے بالوں کے الٹنے کا انداز بدل دیا تھا اور سوٹ اتار کر صرف پتلون اور جیکٹ پر اکتفاء کی تھی۔ آنکھوں پر تاریک شیشوں کی عینک تھی۔ مصنوعی مونچھیں بھی استعمال کرنی پڑی تھیں!... حالانکہ اسے اس بہروپے پن سے سخت

نفرت تھی، لیکن اس وقت وہ کرتا بھی کیا وہ جانتا تھا کہ فیاض نے یہ سب کچھ محض اس لئے کیا ہے کہ وہ اسے سارے حالات سے باخبر رکھے!... لیکن یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ اپنی دھمکی کو عملی جامہ بھی پہنا دیتا کیونکہ فی الحال عمران کے خلاف اس کے پاس کافی مواد موجود تھا... اور پھر یہ تو بعد کی بات ہوتی کہ اصلیت کیا تھی!...

عمران ٹھیک آٹھ بجے رات کو ہوٹل سے نکل کر دولت پور جانے والی بس پر بیٹھ گیا!... اسی بس کے ذریعہ وہ دس میل کا راستہ طے کر کے شکاریوں کے کیمپ تک پہنچ سکتا تھا... جب تک بس شہر سے باہر نہیں نکل آئی وہ بہت زیادہ محتاط رہا! وہ جانتا تھا کہ اس کی تلاش میں سرکاری اور غیر سرکاری دونوں ہی طرح کے لوگ ہوں گے...!

دس میل کی مسافت طے کرنے کے بعد وہ بس سے اتر گیا! اب اسے گھنے جنگلوں میں تقریباً ڈیڑھ میل پیدل چلنا تھا!... کیمپ میں پہنچ کر وہ بے دھڑک ایک خیمے میں گھس گیا! یہاں چار آدمی اپنے بستروں پر پڑے گپیں مار رہے تھے! عمران کو دیکھ کر وہ اٹھ بیٹھے!

"ناصر بھائی کہاں ہیں!" عمران نے انتہائی برخوردارانہ انداز میں پوچھا!

"برابر والے ٹینٹ میں!" ایک نے جواب دیا! لیکن وہ عمران کو شبہے کی نظر سے دیکھ رہا تھا! اس وقت عمران کی آنکھوں پر تاریک شیشوں والی عینک نہیں تھی! عمران الٹے پاؤں اس خیمے سے نکل کر برابر والے خیمے میں داخل ہو گیا! ناصر یہاں موجود تھا! اس کے علاوہ دو آدمی اور بھی تھے!

"ناصر بھائی!" عمران نے اسے مخاطب کیا اور ناصر اچھل کر کھڑا ہو گیا!

"تم کون ہو!"

"میں... الو ہوں!"... عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا!

"کیا مطلب...!"

"الو کا مطلب الو ہی ہوتا ہے ناصر بھائی!" عمران نے جواب دیا!

اچانک ناصر اس پر ٹوٹ پڑا...

"میں عبدالمنان ہوں پیارے بھائی!" عمران اسے روکتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"اوہ...!" ناصر پیچھے ہٹ گیا! چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا! پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر خیمے سے باہر نکل آیا! دونوں خاموشی سے چلتے رہے! جب خیمے کافی پیچھے رہ گئے تو ناصر نے ایک جگہ رک کر کہا! "تم یہاں کیوں آئے ہو!"

"میں طارق سے ملنا چاہتا ہوں!"

"کیوں...!"

"یہ تو میں صرف طارق ہی کو بتا سکتا ہوں!" عمران بولا!

"میں نہیں جانتا کہ طارق کہاں ہے!"

"تب میرا بیڑا غرق ہو گیا!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا!

"ہاں! میں نے اخبار میں دیکھا تھا!" ناصر نے کہا "لیکن تم نے بھیس بڑے کمال کا بدلا ہے!"

"ارے یار میں کیا جانوں بھیس ویس!.... یہ تو میرے ایک دوست کی کارگیری ہے، جو فلم کمپنی میں کام کرتا ہے...."

"مگر یہ تو بتاؤ کہ تم مجھے کیسے پہچانتے ہو!"

"یہ سب کچھ میں طارق کے سامنے ہی بتاؤں گا!"

"نہیں تم مجھے بتاؤ! ورنہ یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جاسکتے!"

"یار یہ تو تم نے بڑی بیڈھب بات کہی!.... اچھا چلو نہیں بتاتا، جو کچھ کرنا ہے کر لو!"

"تمہیں گلا گھونٹ کر مار ڈالوں گا!"

"مار بھی ڈالو یار! اس سے تو یہی بہتر ہے! ورنہ اگر پکڑا گیا تو پانچ ہزار روپے کہاں سے پیدا کروں گا! ان لوگوں کو شاید معلوم ہو گیا ہے کہ میں نے طارق کے لئے کچھ معلومات فراہم کی ہیں!.... اس لئے مجھ پر یہ مصیبت نازل ہوئی ہے!"

"تم مجھے کیسے جانتے ہو! میرے سوال کا جواب دو---!"

"اچھا تم نہ بتاؤ طارق کا پتہ! میں جا رہا ہوں!" عمران نے بڑی سادگی سے کہا!

"تم نہیں جاسکتے!"

"مجھے کون روکے گا!" عمران نے آہستہ سے کہا!

"میں....! تم نہیں جاسکتے!"

"اچھا تو روک لو.... نہیں یوں نہیں!" عمران نے سنجیدگی سے کہا! "میں زیادہ سے زیادہ پندرہ گز کے اندر ہی اندر رہوں گا! تم مجھے پکڑ لو.... اگر میرے جسم میں بھی ہاتھ لگا سکو تو اپنا نام بدل دوں گا! چلو پکڑو!" یہ کہہ کر عمران نے ناصر کے سر پر ایک چپت رسید کر دی.... ! ناصر جھلا کر اس پر ٹوٹ پڑا!.... وہ دونوں کھلے آسمان کے نیچے تھے اور تاروں کی چھاؤں میں ایک دوسرے کو بخوبی دیکھ سکتے تھے! عمران گویا ہوا میں اڑ رہا تھا! اپنے وعدے کے مطابق وہ ناصر کے قریب ہی قریب رہا! لیکن وہ کچھ اس انداز میں اچھل کود کر رہا تھا کہ ناصر اسے چھو بھی نہ سکا!

"یہ رہا!.... یہ آیا.... یہ گیا.... یہ پڑی چپت!" عمران نے پھر اس کے سر پر چپت رسید کی اور متواتر بکواس کرتا رہا۔

"یہ آیا.... یہ گیا.... یہ رہا.... پھر لو چپت!...."

ذرا سی دیر میں دس پندرہ چپتیں ناصر کے سر پر پڑ گئیں.... لیکن وہ اسے نہ پکڑ سکا!....

"بس کرو! ختم کرو!" ناصر ہانپتا ہوا بولا! "نہیں سنتے! تم سور کے بچے!"

"تم مجھے طارق کے پاس لے چلو!" عمران نے رکے بغیر کہا۔ "ورنہ اسی طرح چپتیں مار مار کر تمہیں ختم کر دوں گا!"

"لے چلوں گا.... لے چلوں گا!" ناصر نے ہانپتے ہوئے کہا!

(۱۲)

آج طارق نے دوسری جگہ ٹھکانا بنایا تھا! یہ ایک غار سا تھا.... اور اس کے اوپر کئی درختوں کی گھنی شاخیں جھکی ہوئی تھیں.... اندر اتنی جگہ تھی کہ تین چار آدمی بہ آسانی رات بسر کر سکتے تھے!

طارق قریب قریب تین یا چار منٹ سے عمران کو گھور رہا تھا اور عمران اس طرح سر جھکائے بیٹھا تھا جیسے کوئی فکر مند باپ اپنے بچوں کے درمیان بیٹھا ہو، ان کے مستقبل کے بارے میں سوچ رہا ہو!.... ناصر باہر نکلنے کے راستے کے سرے پر کھڑا تھا!.... دفعتاً طارق بولا!

"پہلے میں تمہیں بیوقوف سمجھا تھا! لیکن اب! میں تمہاری طرف سے مطمئن نہیں ہوں! اور میری بے اطمینانی کا مطلب تو تم سمجھتے ہی ہو گے!.... مجھے بتاؤ کہ تم نے ناصر کو کیسے پہچان لیا تھا! تم اسے کیا جانو!"

"مجھے جولیا نے بتایا تھا کہ ناصر تمہارا گہرا دوست ہے!"

"بس اتنا ہی نا! تم نے یہ کیسے جانا کہ یہی ناصر ہے....!"

"اس لئے کہ ان کی ناک کافی لمبی ہے اور ناک کے سوراخ بہت بڑے بڑے ہیں!.... ایسی ناک والا ہر آدمی مجھے ناصر معلوم ہوتا ہے....!"

"میرا وقت نہ برباد کرو! تم مجھے الو نہیں بنا سکتے!"

"اور تم مجھے یونہی الو بناتے چلے جاؤ گے!.... طارق صاحب! تم نے میرا کیریئر برباد کر دیا! میں چوروں کی طرح منہ چھپائے پھر رہا ہوں!"

"تمہیں یہاں کس نے بھیجا ہے!" طارق نے سخت لہجہ میں پوچھا!

"اللہ میاں نے بھیجا ہے.... اب کہو!"

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہاں سے زندہ نکل سکو گے!"

"اچھاجی!" عمران ناک چڑھا کر بولا "کیا تمہارا دل بھی چپتیں کھانے کو چاہا ہے! طارق سلمہ میں آدمی نہیں بلکہ بھوت ہوں! میرے جاننے والے مجھے اسی نام سے یاد کرتے ہیں! یہ غار تم دونوں کا مقبرہ بن جائے گا اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اپنے دونوں ہاتھوں کے علاوہ اور کچھ نہیں استعمال کروں گا!"

طارق شدید غصے کے باوجود بھی ہنس پڑا۔ اسے اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا! اسے عمران کی یہ بات ایسی لگی جیسے کوئی مچھر کسی ہاتھی کو چیلنج کر رہا ہو!

"تم ہنس رہے ہو طارق!" عمران بولا "لیکن میرے پاس زیادہ وقت نہیں! مجھے آج ہی رات کو پانچ ہزار روپے مہیا کرنے ہیں اور اس کے لئے میں تیمور ہی کی تجوری توڑنے کا ارادہ رکھتا ہوں وہ بھی کیا یاد کرے گا کہ کسی غریب کو ستایا تھا!"

"تم نے ابھی تک میری بات کا جواب نہیں دیا! تم ناصر کو کیسے پہچان گئے تھے!"

"لاحول ولا قوۃ پھر وہی ناصر.... اچھا میں قسم کھاتا ہوں کہ میں نے ناصر کو قطعی نہیں پہچانا تھا! پہلے ایک دوسرے ٹینٹ میں جا گھسا تھا! وہاں معلوم ہوا کہ ناصر برابر والے ٹینٹ میں ہے! دوسرے ٹینٹ میں پہنچ کر میں نے صرف ناصر کا نام لیا تھا اس کی طرف دیکھ کر خاص طور سے اسی کو مخاطب نہیں کیا تھا! یہ حضرت اپنا نام سنتے ہی اچھل پڑے اور میں سمجھ گیا کہ ناصر یہی ہیں!"

"میں اب بھی مطمئن نہیں ہو سکا!" طارق نے گردن جھٹک کر کہا!

"تب پھر ایک ہی صورت رہ جاتی ہے!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر مایوسانہ انداز میں کہا "وہ یہ کہ ہم دونوں سر لڑائیں۔ اگر میرا سر پھٹ جائے تو میں جھوٹا اگر تمہارا سر پھٹ جائے تو ہم دونوں الو کے پٹھے!"

طارق پھر خاموش ہو کر اسے گھورنے لگا!

"تم میرے پاس کیوں آئے ہو!" اس نے تھوڑی دیر بعد پوچھا!

"محض یہ معلوم کرنے کے لئے کہ تم مجھے تیمور کے گھر کا نقشہ سمجھا سکو گے یا نہیں! اتنا تو مجھے معلوم ہے کہ اس کی تجوری اس کی خواب گاہ میں ٹھیک اس کے سرہانے رکھی رہتی ہے!"

"تو تم سچ مچ اس کی تجوری توڑ دو گے!"

"طارق! میں جھوٹ بہت کم بولتا ہوں!"

"میں تمہیں اس کی رائے نہ دوں گا کہ تم اس کی تجوری میں ہاتھ بھی لگاؤ!"

"میں رائے لینے نہیں آیا.... طارق صاحب!" عمران نے ناخوشگوار لہجے میں کہا "میرا نام عبدالمنان ہے، جو کچھ سوچتا ہوں کر ڈالتا ہوں۔ ویسے میں نے ابھی تک شادی کرنے کے متعلق

ہیں سوچا!"

"میری بات تو سنو! تمہیں صرف پانچ ہزار روپے چاہئیں نا! وہ میں تمہیں دے دوں گا!"

"تم مجھے پانچ ہزار روپے دو گے!" عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں قہقہہ لگا کر کہا!

"یقیناً دے سکتا ہوں! میرے لئے یہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے!"

"اسی لئے غاروں اور جھاڑیوں میں چھپتے پھر رہے ہو!" عمران پھر ہنس پڑا اور طارق کو ایک ، پھر غصہ آگیا! لیکن وہ خاموشی سے اپنی جگہ پر بیٹھا رہا! اس کی تیزی اور عقابی نظریں عمران کو ل رہی تھیں۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم کیا بلا ہو!" اس نے کچھ دیر بعد کہا!

"نہ سمجھو تو بہتر ہے!" عمران لاپروائی سے بولا! "نہ جانے کتنے یہی حسرت لئے ہوئے دنیا ے چلے گئے!"

"سمجھوتے کی بات کرو اور مجھے اپنے متعلق بتاؤ!" طارق نے نرم لہجے میں کہا "ہم دونوں کو ہئے کہ ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں! اس کے بغیر ہم ایک دوسرے کے قریب یں ہو سکتے!"

عمران اسے اس انداز میں دیکھنے لگا جیسے وہ طارق کے ان جملوں میں صداقت تلاش کر رہا ہو!

"لیکن اگر تم نے اس کے باوجود بھی مجھے دھوکا دیا تو میں کس سے فریاد کروں گا!" اس نے وڑی دیر بعد کہا!

"میں دھوکا کس طرح دوں گا!"

"یہی کہ اگر تم نے میرے حالات سے پولیس کو باخبر کر دیا تو....!"

طارق ہنسنے لگا.... پھر بولا "بھلا مجھے پولیس سے کیا سروکار.... میرا اپنا پیشہ بھی قانون کی ظر میں باعزت تو نہیں!"

"تمہارا پیشہ!" عمران نے حیرت سے کہا! "میں نہیں سمجھا!"

"ہاں.... آں.... پولیس میری دوست نہیں ہو سکتی!"

"یار جب تم خود بھی نہیں کھلتے تو مجھے پاگل کتے نے کاٹا ہے!"

"میں ڈاکے ڈالتا ہوں! اب سمجھے!"

"سمجھ گیا.... اور میں بھی....! ڈاکے تو خیر نہیں ڈالتا!.... لیکن تجوری توڑنے میں اپنا اب نہیں رکھتا.... اور ہاتھ کی صفائی.... ایسی کہ دن دہاڑے بیچ بازار سے ہاتھی غائب ردوں اور کسی کو خبر تک نہ ہو!"

"یہ بات....!" طارق آنکھیں پھاڑ کر بولا! لیکن اس کے لہجے سے ابھی تک بے یقینی مترشح ہو رہی تھی!

"ہاں دوست یہی بات ہے!"

"مجھے یقین کیسے آئے!"

"یقین!.... اچھا تو سنو جس وقت ناصر پر چپتیں پڑ رہی تھیں! اسی وقت اس کے کوٹ کی اندرونی جیب سے اس کا پرس نکل کر میری جیب میں آ گیا تھا!...."

ناصر بوکھلا کر اپنی جیب ٹٹولنے لگا اور اس کے منہ سے ایک ہلکی سی تحیر آمیز آواز نکلی!

"گھبراؤ نہیں!.... اپنا پرس سنبھالو!" عمران نے جیب سے پرس نکال کر ناصر کے آگے پھینک دیا!

"واہ یار!" طارق نے تحسین آمیز انداز میں کہا۔

"یہی نہیں! اچھا تم بتاؤ۔ کیا میں نے ابھی تک تمہارے جسم کو ہاتھ لگایا ہے.... یاد کر کے بتاؤ!"

"نہیں تو.... کیوں؟"

"تمہارا پرس بھی میرے پاس ہے!"

"کیا؟" طارق بھی اپنی جیبیں ٹٹولنے لگا! لیکن اتنی دیر میں اس کا پرس بھی اس کے سامنے پھینک دیا گیا!

"اچھا دوست!" طارق نے ایک طویل سانس لے کر کہا! "ہماری دوستی کافی کارآمد ثابت ہو سکتی ہے۔"

"بس تم مجھے اس کے گھر کا اندرونی نقشہ سمجھا دو!" عمران نے کہا۔

"فضول ہے! اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوگا! بڑی رقمیں کوئی بھی گھر میں نہیں رکھتا! تجوری میں سے اگر تم نے دو چار ہزار روپے نکال بھی لئے تو کیا ہوگا۔ کتنے دن کھاؤ گے!.... آدمی کو ہمیشہ لمبا ہاتھ مارنا چاہئے!"

"ارے یار تو کچھ بتاؤ بھی نا!" عمران نے مضطربانہ انداز میں پہلو بدل کر کہا!

"سال بھر میں ہم تینوں کروڑ پتی ہو جائیں گے!" طارق نے کہا۔

"یار طارق جلدی بتاؤ! اب اگر تم نے خواہ مخواہ بات کو طول دیا تو میں اپنا گلا گھونٹ لوں گا!"

"عنقریب بندرگاہ پر تیمور اینڈ بارٹلے کا مال اترے گا!.... اس میں سے تمہیں کچھ پیٹیاں اڑانی ہوں گی۔"

"ارے یہ کتنی بڑی بات ہے! ہزاروں آدمیوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر نکال لوں

گا! اگر بندرگاہ پر کامیاب نہ ہو سکا تو وہاں سے گودام تک کے راستے میں یقینی طور پر یہ کام ہو جائے گا! یار تم عبدالمنان کو کیا سمجھتے ہو!"

"لیکن ان پیٹیوں کی شناخت!" طارق کچھ سوچتا ہوا بولا! "ان سب پر ایکس فائیو تھری نائین لکھا ہوا ہوگا!"

"ہاں ذرا ایک منٹ!" عمران جیب سے اپنی نوٹ بک اور پنسل نکالتا ہوا بولا "نمبر لکھ لوں.... ہاں.... کیا.... ایکس تھری نائین....!"

"نہیں! ایکس.... فائیو.... تھری.... نائین!"

"بس تو سمجھ لو کہ پیٹیاں غائب ہو گئیں!" عمران نوٹ بک اور پنسل جیب میں ڈالتا ہوا بولا۔ "مگر ان پیٹیوں میں ہوگا کیا!"

"ان میں سانپوں کی کھالیں نہیں ہوں گی!"

"اچھا تو پھر کیا زندہ سانپ ہوں گے!" عمران نے پوچھا!

"نہیں یار.... یہ ابھی نہ پوچھو! بس انہیں اڑا لاؤ۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ ان میں کیا ہے!"

"یعنی تمہیں بھی معلوم نہیں ہے!"

"ہاں یہی سمجھ لو!"

"تم بتانا نہیں چاہتے!" عمران نے کہا "خیر نہ بتاؤ! میں اپنے دوستوں پر ہمیشہ اعتماد کرتا ہوں! مجھے یقین ہے کہ تم نہ جانتے ہو گے، لیکن کسی نہ کسی چیز کا شبہ ضرور ہوگا! کیوں کیا غلط کہہ رہا ہوں!"

"بہت کچھ ہو سکتا ہے! بھائی عبدالمنان!.... غیر قانونی طور پر برآمد کی ہوئی کوئی بھی چیز!.... میرا مطلب یہ ہے کوئی بہت قیمتی چیز!.... سونا.... جواہرات....!"

"مگر یہ طریقہ خطرناک ہے!.... اگر وہ پیٹیاں گم ہو جائیں تو!"

"ٹھیک ہے! اسے بس ایک طرح کا جوا سمجھ لو! وہ پیٹیاں.... ایسی کمپنیوں کی طرف سے بھیجی جاتی ہیں، جو سانپ کی کھالوں کی تجارت کرتی ہیں!.... بھلا کون سوچ سکتا ہے کہ کوئی قیمتی چیز اتنی لاپروائی سے بھی بھیجی جا سکتی ہے--!"

"مگر تمہارے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان نمبروں کے علاوہ اور بھی مختلف نمبروں کی پیٹیاں ہوتی ہوں گی! جن میں سے مجھے صرف ایکس فائیو تھری نائین نمبر کی پیٹیاں غائب کرنی ہوں گی!"

"یقیناً تمہیں وہاں مختلف نمبروں کی پیٹیاں ملیں گی!.... یہ نمبر دراصل کھالوں کی اقسام کے ہوتے ہیں!"

"لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہی پیٹیاں گھپلے والی ہیں جن پر ایکس فائیو تھری نائین لکھا ہوا ہوتا ہے!"

"تم خواہ مخواہ بحث نکال بیٹھے ہو!" طارق بڑبڑایا!

"کچھ اور نہ سمجھنا پیارے!" عمران جلدی سے بولا "میں صرف اپنا اطمینان کرنا چاہتا ہوں! کہیں ایسا نہ ہو کہ میں سانپوں کی کھالیں ڈھوتا رہ جاؤں! مجھے بڑی کوفت ہو گی!"

"بات یہ ہے کہ ایکس فائیو تھری نائین نمبر کی پیٹیاں کبھی گودام میں نہیں جاتیں! تیمور اور منیجر خاص طور سے ان کی نگرانی کرتے ہیں اور کسی کو پتہ نہیں چلنے پاتا کہ وہ پیٹیاں کہاں گئیں!"

"اوہو!" عمران نے کہا "بس مجھے یقین آگیا! ان میں ضرور کچھ گھپلا ہے! اچھا پیارے! بس تم مجھے ایک دن پہلے بتا دینا کہ کب مال اترے گا!"

کچھ دیر کے لئے وہ خاموش ہو گئے! پھر طارق نے ناصر سے کہا۔

"یار ذرا.... وہ اسکاچ کی بوتل تو نکالنا.... اس دوستی کی خوشی میں کچھ ہو جائے!"

"بس دوست مجھے تو معاف ہی رکھو!" عمران نے کہا!

"کیوں۔ کیوں؟" طارق اور ناصر ایک ساتھ بولے!

"استاد نے ہمیں یہ سکھایا ہی نہیں! ان کا قول تھا کہ جس دن عورت یا شراب کے نزدیک بھی گئے.... اسی دن گردن پھنس جائے گی!.... یہ سب تو صرف شریف آدمیوں کے مشاغل ہیں!"

"گہرے ہو یار!" طارق اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "مگر پھر وہ جولیا کا قصہ!" اس پر عمران نے بڑے زور سے قہقہہ لگایا اور کافی دیر تک ہنستے رہنے کے بعد بولا!

"وہ سب بنڈل تھا! تم مجھے اپنے کام کے آدمی معلوم ہوئے تھے۔ اس لئے میں تم سے بے تکلف ہونا چاہتا تھا!"

"کمال ہے!" طارق اسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"صورت سے بالکل بیوقوف معلوم ہوتے ہو.... اور یہی تمہارے اونچے ہونے کی دلیل ہے! کہیں مجھے تمہاری شاگردی نہ اختیار کرنا پڑے!"

"ارے ارے.... بھلا یہ ہیچمدان عبدالمنان کس قابل ہے!"

"واقعی تم کس قابل ہو! کے آئی ڈبل ایس.... کس قابل!" طارق ہنس کر بولا۔

"اور کیا؟"

"اور تم بھیس بدلنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے!"

(۱۴)

کیپٹن فیاض الجھنوں کا شکار تھا.... اسے بارہا عمران کے ساتھ کام کرنے کا اتفاق ہوا تھا۔ لیکن اس قسم کے حالات کبھی بھی نہیں پیش آئے تھے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ اسے عمران کا وارنٹ گرفتاری جیب میں ڈال کر اس کی تلاش میں سرگرداں رہنا پڑتا۔

فی الحال اس کے پاس دو کیس تھے! ایک تو بوڑھے کروڑ پتی ارشاد کا معاملہ اور دوسرا عمران۔ عمران والا کیس تو خیر اس نے خود ہی اپنے ہاتھ میں لیا تھا ورنہ وہ تو قطعی سول پولیس کا کیس تھا!

ان دونوں کی دوستی بڑی عجیب تھی! فیاض کبھی عمران کے لئے اپنے دل میں بے پناہ خلوص محسوس کرتا تھا اور کبھی اس سے اتنی نفرت ہو جاتی تھی کہ اس کا تصور بھی گراں گزرتا۔

عمران نے اس سے تیمور اینڈ بارٹلے والوں کی کسی غیر قانونی حرکت کا تذکرہ کیا تھا! لیکن اس کی نوعیت ہی نہیں بتائی تھی۔ اس کے بعد ہی ارشاد والا واقعہ سامنے آیا۔ اس کا کچھ نہ کچھ تعلق تیمور اینڈ بارٹلے والوں سے بھی تھا!.... پھر ایک ایسی کار میں بم کا دھماکا ہوا جو تیمور اینڈ بارٹلے کی فرم سے تعلق رکھتی تھی!.... اس میں چار آدمی زخمی ہوئے! تیمور اینڈ بارٹلے والوں نے کہا کہ وہ کار ان کے یہاں سے چرائی گئی تھی۔ زخمی ہونے والوں نے بھی اس کا اعتراف کیا کہ حقیقتاً وہ اس کار کو چرا لے جانا چاہتے تھے لیکن وہ اس سے واقف نہیں تھے کہ کار میں کسی جگہ بم چھپا ہوا ہے۔ اس کے بعد ہی تیسرا شگوفہ کھلا یعنی عمران پر فرم کی طرف سے غبن کا الزام عائد کر کے پولیس کی مدد طلب کی گئی ان سب باتوں کے پیش نظر فیاض نے اپنی تمام تر توجہ اس فرم پر مرکوز کر دی! جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پانچویں حیرت انگیز حقیقت اس کے سامنے آئی! وہ یہ کہ بوڑھے ارشاد کا بھی کافی سرمایہ فرم میں لگا ہوا تھا.... اب معاملہ اور زیادہ الجھ گیا۔

فیاض نے ایک بار پھر تیمور کو اپنے آفس میں طلب کیا! تیمور نے اپنے منیجر کو بھیج دیا خود نہیں آیا....

فیاض بہت زیادہ جھلایا ہوا تھا!.... کیونکہ ارشاد والے معاملے میں پوچھ گچھ کے دوران میں ان لوگوں نے یہ نہیں بتایا تھا کہ ارشاد بھی فرم کے حصے داروں میں سے تھا!.... وہ تو اتفاقاً اسی تفتیش کے دوران میں اس کی نظروں سے چند کاغذات گذرے جن سے اسے ارشاد کی شراکت کا علم ہو گیا۔ ورنہ شاید یہ نکتہ تاریکی ہی میں رہتا۔

فیاض منیجر پر برس پڑا۔

"مجھے اس کا جواب چاہئے کہ یہ بات چھپائی کیوں گئی!" اس نے کہا!

"جناب آپ نے اس کے متعلق پوچھا کب تھا!" منیجر نے جواب دیا!

"یہ بات بہر حال میرے سامنے آنی چاہئے تھی!"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ کس طرح.... اس سے آپ کی تفتیش کا کیا تعلق ہو سکتا ہے!.... یہ ایک کاروباری بات تھی!.... اب آپ نے پوچھا ہے تو ہم بتا سکتے ہیں کہ ارشاد صاحب بھی فرم کے حصہ داروں میں سے تھے!"

"کتنے کے حصہ دار تھے!"

"مجھے زبانی یاد نہیں کاغذات دیکھ کر بتایا جا سکتا....."

اس کے بعد فیاض کی گاڑی پھر ٹھپ ہو گئی!.... اگر اس نے یہ بات فیاض کو پہلے نہیں بتائی تھی تو اس پر کسی اعتراض کی گنجائش نہیں تھی! یہ حرکت غیر قانونی نہیں کہی جا سکتی تھی!....

اچانک فیاض کو کار والا حادثہ یاد آ گیا اور اس نے گفتگو کا رخ اس کی طرف موڑ دیا۔

"کار کی چوری کی رپورٹ پہلے ہی کیوں نہیں لکھائی گئی تھی!"

"جب علم ہوا تو لکھائی گئی۔ وہ کار بہت کم استعمال میں رہتی تھی!"

یہ بات بھی ختم ہو گئی.... اور فیاض کو اسے دو چار دھمکیاں دے کر رخصت کر دینا پڑا۔

"میں جانتا ہوں!.. سب سمجھتا ہوں" فیاض نے کہا "بس وقت کا انتظار ہے! تم جا سکتے ہو۔"

لیکن اس کے فرشتوں کو بھی کسی خاص بات کا علم نہیں تھا، ویسے سب سے بڑی خاص بات یہی تھی کہ عمران اپنا وقت یونہی نہیں برباد کر رہا تھا!

(۱۴)

مگر فیاض کی اس دھمکی نے تیمور اور اس کے منیجر کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔ دونوں کافی دیر سے کسی مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے!

"اس دھمکی کا مطلب یہ ہے کہ انہیں شبہ ہو گیا ہے!" تیمور نے کہا!

"جب یہ بات طارق کو معلوم ہو گئی ہے تو پولیس کیسے لاعلم رہ سکتی ہے۔" منیجر بولا۔

"خیر طارق کی بات چھوڑو! اس نے بہت قریب سے دیکھا ہے میرا خیال ہے کہ اسے بھی صرف شبہ ہی ہوا ہے، حقیقت نہیں معلوم!"

"اس کی تو فکر نہ کیجئے۔" منیجر نے کہا "جس دن بھی داؤ چل گیا صاف ہو جائے گا!"

"اور اس اکاؤنٹنٹ کے بارے میں کچھ معلوم ہوا...." تیمور نے پوچھا!

"اکاؤنٹنٹ!" منیجر کچھ سوچنے لگا.... پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "میرا خیال ہے کہ وہ بھی

طارق ہی کے آدمیوں میں سے کوئی تھا.... اور سنیئے.... ڈکٹافون کا ایک سیٹ میرے کمرے میں بھی ملا ہے!"

"میرا خیال ہے کہ طارق کسی منظم گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ورنہ مجھے اس طرح چیلنج کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا!" تیمور بولا!

"مجھے یقین نہیں ہے کہ طارق اب تک زندہ ہو!" منیجر کچھ سوچتا ہوا بولا "ٹونی اور بارکر کی ناکامی کے باوجود بھی وہ نہ بچ سکا ہوگا۔"

"کیوں! کس طرح!" تیمور نے مضطربانہ انداز میں پوچھا!

"میں ابھی آپ کو نہیں بتانا چاہتا تھا! لیکن تذکرہ آ ہی گیا ہے، تو سنیئے! مجھے پہلے ہی سے یقین تھا کہ طارق کو اصلیت کا علم نہیں ہے! وہ صرف اتنا جانتا ہے ایکس فائیو تھری نائین نمبر کی پیٹیاں گودام میں نہیں جاتیں اور اسی سے اس نے اندازہ کیا ہو گا کہ ان پیٹیوں میں کوئی خاص چیز ہوتی ہے! ظاہر ہے کہ ایکس فائیو تھری نائین کا نمبر اس کے لئے خاص کشش رکھتا ہوگا! اس نفسیاتی نکتے کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے ایک حرکت کی اور وہ سو فی صدی کامیاب رہی! ایکس فائیو! تھری نائین کی ایک خالی پیٹی میں دو زہریلے سانپ پیک کئے اور اس پیٹی کو اپنے کمرے میں چھپا دیا شام کو آفس سے جاتے وقت اسے کمرے سے نکالا! ناصر آفس کے باہر موجود تھا.... میں نے خاص طور سے اسے پیٹی کا نمبر دکھانے کی کوشش کی لیکن اس انداز میں کہ اسے تصنع کا شبہ نہ ہو سکے! ناصر پیٹی کو میرے ہاتھ میں دیکھتے ہی وہاں سے کھسک گیا اور میں کار میں بیٹھ کر چل پڑا کچھ ہی دیر بعد میں نے محسوس کیا کہ ایک موٹر سائیکل میری کار کا تعاقب کر رہی ہے!.... موٹر سائیکل پر طارق تھا! میں نے رفتار تیز کر دی! گھر تک پہنچنے کے لئے مجھے ایک ویران سڑک سے گزرنا پڑتا ہے.... وہیں طارق کی موٹر سائیکل کار کے برابر چلنے لگی۔ اس نے مجھ سے کار روکنے کو کہا!.... میری کار اور موٹر سائیکل ساتھ ہی رکیں.... اور طارق نے جھپٹ کر پیٹی اٹھا لی!، جو کار کی پچھلی سیٹ پر پڑی ہوئی تھی!.... اس کے ایک ہاتھ میں ریوالور تھا پیٹی پر قبضہ کر لینے کے بعد اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا "بس اب جاؤ کوئی حرکت کرو گے تو بیدریغ گولی مار دوں گا!" بہر حال میں وہاں سے روانہ ہو گیا۔ ٹونی اور بارکر پہلے ہی سے اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے! میں نے انہیں سمجھا دیا تھا کہ وہ اسے پیٹی کھولنے کا موقع ہی نہ دیں! میں چاہتا تھا کہ وہ جنگل میں اپنی کمین گاہ میں پہنچ کر اسے کھولے اور پھر اندھیرے میں اسے سنبھلنے کا بھی موقعہ نہ مل سکے۔"

"مگر وہ تو اس وقت تک زندہ تھا۔" تیمور نے کہا!

"جی ہاں.. اور مجھے.... یقین ہے کہ اس نے اس وقت تک اسے کھولا نہیں تھا۔ ٹونی اور

بار کرنے یہی رپورٹ دی ہے!...."

"پھر ٹونی اور بار کر سے اس پر حملہ کروانے کی کیا ضرورت تھی۔" تیمور نے پوچھا!

"میں نے ان گدھوں سے یہ ہرگز نہیں کہا تھا کہ وہ اس پر حملہ کریں۔ مقصد صرف یہ تھا کہ وہ اس پیٹی کو بے اطمینانی اور جلدی کی حالت میں کھولے اور ان سانپوں کا شکار ہو جائے.... دراصل ان دونوں نے محض اپنے بچاؤ کے لئے اس پر حملہ کیا تھا۔ انہیں شبہ ہو گیا تھا کہ طارق وہاں ان کی موجودگی سے آگاہ ہے! لہٰذا قبل اس کے کہ وہ ان پر ہاتھ ڈالتا انہوں نے خود اسی پر حملہ کر دیا...."

"اور اس کے بعد بھاگ کھڑے ہوئے!" تیمور نے طنزیہ لہجہ میں کہا!

"یقیناً.... اگر اس قسم کا کوئی حملہ میری اسکیم کے مطابق ہوتا تو، ضرور کامیاب ہوتا!"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر تیمور نے پوچھا!

"شکاریوں میں سے کون کون اس کے ساتھ ہے!"

"بظاہر تو کوئی بھی نہیں ہے! حتیٰ کہ ناصر بھی یہی کہتا ہے کہ وہ فرم کا ملازم ہے اور فرم کے مفاد کے مقابلے میں اپنی اور طارق کی دوستی کی بھی پرواہ نہیں کرے گا!"

"شکاریوں سے طارق کے متعلق پوچھ گچھ کی تھی!"

"جی ہاں! وہ لاعلمی ظاہر کرتے ہیں! انہوں نے اسے حملے کی رات کے بعد سے اب تک نہیں دیکھا--!"

"ناصر کیمپ میں موجود ہے!"

"جی ہاں!"

"لیکن!" تیمور کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "ٹونی اور بار کر کے بیان کے مطابق حملے والی رات کو ناصر بھی طارق کے ساتھ تھا!۔"

"جی ہاں اور مجھے ان دونوں کے بیان پر یقین ہے!.... فی الحال میں نے ناصر کو ڈھیل دے رکھی ہے.... اس بار کا مال اتروالوں پھر اس سے بھی سمجھ لوں گا!"

"گویا تمہیں یقین ہے کہ طارق مر گیا ہوگا!" تیمور نے مسکرا کر پوچھا!

"جی ہاں، مجھے یقین ہے!"

"کیا وہ سانپ اتنے زہریلے تھے کہ طارق پانی بن کر بہہ گیا ہوگا!.... آخر اس کی لاش کیا ہو گئی!.... تمہارے بیان کے مطابق اگر ناصر طارق کا ساتھی ہے تو اس نے طارق کی موت کی اطلاع شکاریوں کو کیوں نہیں دی!.... ظاہر ہے کہ وہ اس کی کمین گاہ سے واقف رہا ہوگا!"

"اونہہ!" منیجر نے لاپروائی سے اپنے شانوں کو جنبش دی۔ "اگر وہ زندہ بھی ہے تو کیا ہوا.... میں اسے ٹھکانے لگا دینے کا ذمہ لیتا ہوں!"

"اتنی دیر بعد ایک بات کام کی کہی ہے تم نے! خیر!.... ہٹاؤ ان تذکروں کو.... میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ اس بار مال اتارنے میں احتیاط برتی جائے!.... طارق کی وجہ سے نہیں کہہ رہا.... بلکہ پولیس.... کیپٹن فیاض کی دھمکی کچھ نہ کچھ معنی ضرور رکھتی ہے!"

(۱۵)

عمران ٹھیک نو بجے رات کو طارق کی کمین گاہ میں داخل ہوا آج اس کا حلیہ کچھ اور تھا! طارق اسے دیکھتے ہی کلہاڑا اٹیک کر اٹھا!

"ہیچمدان.... عبدالمنان میری جان....!" عمران نے سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے کہا!

"ہائیں!.... یہ تم ہو!" طارق نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"سو فیصدی میں ہی ہوں!"

"یار تم آدمی ہو یا شیطان!"

"شیطانوں کو آدمی اور آدمیوں کو شیطان معلوم ہوتا ہوں! باقی سب خیریت ہے!"

"کیا رہا!"

"بتاتا ہوں! تم فکر نہ کرو! پہلے مجھے کافی پلاؤ! بہت تھک گیا ہوں!"

طارق نے کافی کا برتن انگیٹھی پر رکھ دیا.... اور اپنے پائپ میں تمباکو بھرتا ہوا بولا!

"اگر تم نے کوئی بری خبر سنائی تو میں بہت بری طرح پیش آؤں گا۔ کیونکہ تم نے آج مجھے یہاں سے نہیں نکلنے دیا! اگر اس بار کی پیٹیاں ہمارے ہاتھ نہ آئیں تو بہت برا ہوگا.... ہو سکتا ہے کہ پھر آئندہ وہ کوئی دوسرا طریقہ اختیار کریں!"

"میں تمہاری طرح الاڑی.... نہیں.... اکاڑی.... کیا کہتے ہیں اسے.... آہا.... اناڑی۔ اناڑی.... میں تمہاری طرح اناڑی نہیں ہوں ہمیشہ پکا کام کرتا ہوں!"

"پیٹیاں اڑا دیں تم نے!" طارق سیدھا ہو کر بیٹھتا ہوا بولا!

"بس اُڑی ہی سمجھو!"

"کیا مطلب....!"

"میں انہیں ان کے گھر تک پہنچا آیا ہوں!"

"صاف صاف بتاؤ!" طارق جھنجھلا گیا!

"صاف صاف بتا رہا ہوں!"

"عبدالمنان...!" طارق غرایا!

"ارے تو بگڑتے کیوں ہو! پہلے مجھے کافی پی لینے دو! پھر اطمینان سے بتاؤں گا!۔"

"میں بہت برا آدمی ہوں!" طارق نے کلہاڑے کے دستے کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا۔

"غلط کہتے ہو تم!... صورت سے میاں آدمی معلوم ہوتے ہو! اگر داڑھی رکھ لو تو ہم جیسے لوگ بھی تمہارا احترام کریں۔ چلو کافی پلاؤ یار... کیا تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے!؟"

"انڈیل کر پی لو...!" طارق نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ عمران نے محسوس کیا کہ اس کا بایاں ہاتھ کلہاڑے کے دستے پر ہے اور داہنا جیب میں! وہ جانتا تھا کہ طارق ریوالور بھی رکھتا ہے... لیکن وہ بڑی بے پروائی سے کپ میں کافی انڈیلنے لگا!

کافی کی دو تین چسکیاں لینے کے بعد اس نے کہا۔ "کل پندرہ پیٹیاں ہیں۔ میں نے اچھی طرح شمار کیا تھا... مگر یار مجھے وزن کچھ زیادہ نہیں معلوم ہوا۔"

"کیا تم نے اٹھا کر دیکھا تھا!" طارق نے پوچھا!

"نہیں! اٹھانے والوں کی شکلیں دیکھی تھیں!... بوجھ اٹھانے والے کی شکل ہی دیکھ کر وزن کا اندازہ ہو جاتا ہے... غالباً تم سمجھ گئے ہو گے!"

"ہاں! میں سمجھ گیا ہوں! لیکن تم نے تو کہا تھا کہ میں انہیں راستے ہی سے غائب کر دوں گا!"

"ہاں میں جادوگر ہوں نا! چھو کیا اور معاملہ صاف! یار طارق تم نے عقل تو نہیں بیچ کھائی!... معلوم ہوتا ہے کہ تم نے چھو منتر والے جاسوسی ناول بہت پڑھے ہیں!"

"تو پھر کیا جھک مارتے رہے ہو!" طارق پھر جھلا گیا!...

"چلو یہی سمجھ لو... لیکن میں ابھی تھوڑی دیر میں تمہاری آنکھیں کھول دوں گا!"

طارق کچھ نہ بولا! وہ تیز نظروں سے عمران کو گھور رہا تھا!... عمران سر جھکائے کافی پیتا رہا پھر پیالہ خالی کرنے کے بعد اسے زمین پر پٹخ کر آستین سے ہونٹ خشک کرنے لگا!

"میں سمجھا!" طارق غرایا!" تمہاری نیت میں فتور آگیا ہے اور تم اکیلے ہی ہضم کرنا چاہتے ہو!"

"بس اب چپ رہو! ورنہ مجھے بھی غصہ آجائے گا... اور مجھے غصہ آنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں ہفتوں ہسپتال میں پڑا رہوں!"

"بتاؤ! وہ پیٹیاں کہاں ہیں!" طارق نے کسی سانپ کی طرح پھنکار کر ریوالور نکال لیا!

"ارے... ارے... واہ یار... نیکی اور پوچھ پوچھ... لاحول شائد میں غلط بول رہا ہوں! وہ کیا محاورہ ہے نیکی کا پھل... نہیں... کیا کہتے ہیں... تم ہی بتاؤ... میں کونسا محاورہ

استعمال کرنا چاہتا ہوں اس موقع پر... موقع کا کوئی شعر یاد نہیں ہے۔ ورنہ وہی سناتا...!"

"پیٹیاں کہاں ہیں!" طارق گرج کر بولا!

"وہ بعد کو پوچھنا... پہلے محاورہ... آہا... یاد آگیا... نیکی برباد گناہ لازم... لو دوسرا بھی یاد آگیا... غالباً حاتم طائی کا محاورہ ہے... نیکی کر دریا میں ڈال... ویسے اردو کے ایک مصنف نے شادی کر دریا میں ڈال بھی لکھا ہے... جو بھی پسند آئے اس موقعے کے لئے منتخب کر لو!"

"تم نہیں بتاؤ گے!"

"سنو! جیفرسن روڈ پر کھاد بنانے کے کارخانے کے قریب ایک عمارت ہے... اس کے علاوہ وہاں اور کوئی عمارت نہیں ہے... وہ پیٹیاں اسی عمارت میں ہیں!"

"ریگل لاج میں!" طارق جلدی سے بولا "اوہ... وہ عمارت تیمور ہی کی ہے!..."

"میں ابھی ایک گھنٹہ پہلے ان دونوں کو اسی عمارت میں چھوڑ کر آیا ہوں!" عمران نے کہا۔

"پیٹیاں وہیں ہیں!" طارق نے پوچھا!

"ہاں... ہاں... ہاں! اور وہ دونوں بھی وہیں ہیں! ان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے! ہم انہیں دن دہاڑے لوٹ سکتے ہیں!"

"اس غلط فہمی میں نہ رہنا!" طارق نے سنجیدگی سے کہا۔ "تیمور اور منیجر دونوں ہی خطرناک آدمی ہیں!... دولت نے انہیں بظاہر شریف بنا رکھا ہے! لیکن وہ مردار خور گیدڑوں سے بھی بدتر ہیں!... خصوصاً تیمور کے ہاتھ میں اگر ریوالور ہو تو وہ دیوانہ ہو جاتا ہے...!"

"ارے چھوڑو بھی! ابھی تم بھی تو دیوانے ہو گئے تھے! پھر کیوں جیب میں رکھ لیا ریوالور، ارے ہم وہ ہیں کہ توپوں کے رخ پھیر دیں...! چلو اٹھو! اگر اسی وقت ساری پیٹیاں سمیٹ نہ لوں تو منہ پر تھوک دینا! یا مجھ سے کہنا میں چاند پر تھوکوں گا اور وہ الٹ کر خود میرے منہ پر آجائے گا... محاورہ...!"

"محاورہ نہیں! کام کی بات کرو! تمہاری اسکیم کیا ہے!"

"دونوں کو پکڑ کر خوب اچھی طرح مرمت کریں گے اور ان کی آنکھوں کے سامنے ساری پیٹیاں نکال لائیں گے! کیا تم یہ سمجھتے ہو وہ اس کی رپورٹ پولیس کو دے سکیں گے!"

"کچھ کہا نہیں جا سکتا! مجھے یقین نہیں ہے کہ وہ دونوں اس عمارت میں تنہا ہی ہوں گے!۔"

"اچھا تو تم ہی اپنی اسکیم بتاؤ!" عمران نے کہا!

"میری اسکیم فی الحال کوئی بھی نہیں ہے! ان پیٹیوں کا اس عمارت تک پہنچ جانا اچھا نہیں ہوا... نہ تم نے خود کچھ کیا اور نہ مجھے کرنے دیا۔

"تم کیا جانو کہ میں نے کیا کیا ہے! میری جگہ ہوتے تو آنکھیں نکل پڑتیں۔"

"اور کیا کیا ہے تم نے....!"

"گر کی باتیں تو میں اپنے باپ کو بھی نہ بتاؤں گا! میں نے تم سے پیٹیوں کا وعدہ کیا ہے! وہ تمہیں اس وقت سے لے کر تین بجے کے اندر اندر مل جائیں گی! دل چاہے میری مدد کرو نہ دل چاہے نہ کرو۔! میں تم سے اس کے لئے بھی نہ کہوں گا بس دور سے تماشہ دیکھتے رہنا! گیارہ بجے تک کھاد کے کارخانے کی آخری شفٹ چلتی ہے۔ اس کے بعد وہ بند کر دیا جاتا ہے ہمیں اس کے بند ہونے کا انتظار کرنا پڑے گا! بہر حال میں ٹھیک بارہ بجے اس عمارت میں داخل ہو جاؤں گا.... سمجھے!"

"وہاں پہنچ کر کیا کرو گے!"

"انڈے دوں گا!" عمران جھنجھلا گیا۔ "تمہیں اس سے کیا سروکار کہ میں کیا کروں گا! پیٹیاں تم مجھ سے لینا! اگر تمہیں ان دونوں سے خوف معلوم ہوتا ہو تو باہر ہی میرا انتظار کرنا۔ میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ اگر میں مارا جاؤں تو دم دبا کر بھاگ آنا بس۔"

"تم مجھے بزدل سمجھتے ہو!" طارق غرایا!

"باتیں تو بزدلوں کی سی کرتے ہو!...."

"چلو اٹھو!" طارق اس کا بازو پکڑ کر کھینچتا ہوا بولا!

"مگر میں ناصر کو نہیں لے جاؤں گا!"

"کیوں!"

"بیوقوف آدمی ہے! کام بگڑ جائے گا! وہ تمہاری طرح ذہین اور معاملہ فہم نہیں ہے!"

"ہوں! تو چلو!"

"تمہاری موٹر سائیکل کہاں ہے!" عمران نے پوچھا!

"چلو وہ بھی مل جائے گی!"

طارق نے اپنا ریوالور لوڈ کیا! کچھ زائد کارتوس بھی جیب میں ڈالے اور وہ دونوں غار سے نکل آئے.... طارق نے موٹر سائیکل ایک جگہ جھاڑیوں میں چھپا رکھی تھی!

تھوڑی دیر بعد موٹر سائیکل کی تیز آواز جنگل کے سناٹے میں گونج رہی تھی!

منزل مقصود تک پہنچنے میں صرف ایک گھنٹہ صرف ہوا.... اور موٹر سائیکل سڑک کے کنارے ایک نالے میں اتار دی گئی! یہاں چاروں طرف سناٹا تھا.... کھاد کی فیکٹری بند ہو چکی تھی.... ان اطراف میں اس فیکٹری اور ریگل لاج کے علاوہ اور کوئی عمارت نہیں تھی۔ وہ دونوں ریگل لاج کی طرف بڑھنے لگے!.... باہر کی طرف کھلنے والی کسی بھی کھڑکی میں روشنی نہیں دکھائی دے رہی تھی!

"یہاں کتے ضرور ہوں گے!" طارق بولا۔

"ہیں! لیکن صرف دو عدد اور وہ اندر اپنے بستروں پر دراز ہوں گے! لیکن ان میں سے ایک بھی بھونکنا نہیں جانتا! وہ صرف کاٹنے والے کتے ہیں.... خیر آؤ!"

عمران نے آگے بڑھ کر ایک کھڑکی کے شیشے توڑے اور اندر ہاتھ ڈال کر چٹخنی نیچے گرا دی! پھر کھڑکی کھول کر وہ دونوں اندر کود گئے چاروں طرف تاریکی تھی! عمران نے جیب سے ٹارچ نکالی اور وہ اس کی مدھم سی روشنی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ ابھی تک انہیں ٹارچ کی روشنی کے علاوہ اور کوئی دوسری روشنی نہیں دکھائی دی تھی! وہ خاموشی سے مختلف کمروں سے گذرتے رہے!

اچانک وہ بے تحاشہ چونکے کیونکہ اب وہ جس کمرے سے گذر رہے تھے وہ یک بیک روشن ہو گیا تھا!

"تم دونوں اپنے ہاتھ اوپر اٹھالو!" کسی نے پشت سے کہا اور عمران دھڑام سے پیچھے کی طرف چاروں خانے چت گرا.... طارق اس کی اس حرکت پر بوکھلا گیا کیونکہ اس نے فائر کی آواز بھی نہیں سنی تھی! دو ریوالوروں کی نالیں اس کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔

"تم اسے دیکھو!" تیمور نے منیجر سے کہا.... اشارہ عمران کی طرف تھا!

منیجر ریوالور کا رخ اس کے سینے کی طرف کئے ہوئے آگے بڑھا! تیمور طارق کی طرف متوجہ تھا! عمران نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر منیجر کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا! عمران اس وقت عبدالمنان کے حلئے میں نہیں تھا! ورنہ شائد طارق سے پہلے اس کا خاتمہ کر دیا جاتا۔ بہر حال عمران کی اس بے تکلفانہ اشارے بازی پر منیجر بوکھلا ضرور گیا تھا! وہ ریوالور کی نال اس کے سینے کی طرف اٹھائے حیرت سے پلکیں جھپکا رہا تھا! عمران نے مسکرا کر اسے آنکھ ماری اور برابر مسکراتا رہا۔ منیجر بھی خواہ مخواہ مسکرا پڑا۔ لیکن پھر اس حماقت کا احساس ہوتے ہی فوراً سنجیدہ ہو گیا۔

"نہیں پہچانا!" عمران نے بے تکلفانہ انداز میں کہا "اس سالے کو بڑی مشکل سے پھانس کر لایا ہوں!"

عمران نے یہ بات اتنی اونچی آواز میں کہی تھی کہ طارق اور تیمور بھی چونکے بغیر نہ رہ سکے اور طارق نے عمران کو ایک گندی سی گالی دی--!

"تم کون ہو!" منیجر نے نرم لہجے میں پوچھا! اس کا ریوالور والا ہاتھ خود بخود نیچے جھک گیا۔ وہ غیر ارادی طور پر عمران کے قریب آگیا تھا!

اچانک عمران نے لیٹے ہی لیٹے دونوں پیر جوڑ کر اس کے پیٹ پر رسید کر دیئے اور وہ ایک بھیانک چیخ کے ساتھ تیمور پر جا پڑا.... دونوں فرش پر ڈھیر ہو گئے!

"طارق سنبھالو انہیں!" عمران چیخا۔

طارق اس سے پہلے ہی ہوشیار ہو چکا تھا... اور پھر ان دونوں کو فرش سے اٹھنا نصیب ہوا.... طارق اور عمران نے گھونسے مار مار کر ان کے حواس درست کر دیئے! دونوں کے ریوالور ان سے بہت دور پڑے ہوئے تھے!

"اب انہیں باندھ دو!...." عمران نے کہا! "ریشم کی ڈور میری جیب میں موجود ہے!"

ان دونوں میں بالکل سکت نہیں رہ گئی تھی! اس دوران میں ان کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا تھا!

طارق اور عمران نے ان کے ہاتھ پیر باندھ کر ایک طرف ڈال دیا!

"یار.... میں تو ڈر ہی گیا تھا!" طارق نے شکایت آمیز لہجے میں کہا!

"استاد مانتے ہو یا نہیں!" عمران نے کہا!

"مانتا ہوں! میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ مجھے تمہاری شاگردی اختیار کرنی پڑے گی۔" پھر طارق ایک کرسی پر بیٹھ کر پائپ میں تمباکو بھرنے لگا!

"تم یہیں ٹھہرو!" عمران نے اس سے کہا! "میں ذرا دیکھوں کہ وہ پیٹیاں کہاں ہیں!"

"نہیں ہیں! وہ یہاں نہیں ہیں!" دفعتاً تیمور حلق پھاڑ کر چیخا!

"عبدالمنان کبھی غلط بات نہیں کہتا!"

"عبدالمنان....!" دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا۔

"جی ہاں! ملاحظہ فرمایئے!" عمران نے اپنی مصنوعی مونچھیں اکھاڑیں اور ناک پر سے پلاسٹک کا خول بھی اتار دیا اور پھر مسکرا کر بولا۔ "اب آپ لوگ چونی والے تماشائیوں کی طرح تالیاں بجایئے!"

وہ ان تینوں کو وہیں چھوڑ کر کمرے سے نکل گیا! ان دونوں کے ریوالور بھی وہ اپنے ساتھ ہی لیتا گیا تھا!

"کیوں تیمور صاحب! اب کیا خیال ہے!" طارق نے پائپ سلگا کر آرام کرسی میں نیم دراز ہوتے ہوئے کہا۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو!" تیمور نے کہا!

"میں تو صرف وہ پیٹیاں لے جاؤں گا اور تم لوگوں کا کیا حشر ہوگا! اس کا فیصلہ میرا ساتھی کرے گا!"

"ان پیٹیوں میں کیا ہے؟" تیمور نے پوچھا!

"جو کچھ بھی ہو! مجھے اس سے بحث نہیں ہے!"

"ان پیٹیوں میں لاکھوں روپے کا مال ہے!" تیمور کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ ناچنے لگی! لیکن تم اس سے فائدہ اٹھانے کی ہمت بھی نہیں کر سکو گے! جانتے ہو! ان میں کیا ہے!"

"جواہرات [illegible]!" طارق نے لاپروائی سے جواب دیا!

اس پر تیمور اور اس کا ساتھی بے ساختہ ہنس پڑے!

"بھولے لڑکے!" تیمور نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم جلد باز ہو! میں جانتا ہوں کہ طاقتور اور دلیر ہو یہ بھی جانتا ہوں کہ شہر میں ڈالے جانے والے بڑے ڈاکوں میں تمہارا ہاتھ ضرور ہوتا ہے! لیکن... تم ان پیٹیوں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے! کیونکہ ان میں کوکین ہے.... اور کوکین فروخت کر لینا آسان کام نہیں ہے.... اس کے لئے تنظیم ضروری ہے....!"

"کوکین!" طارق کے ہاتھ سے پائپ چھوٹ پڑا.... "نہیں! تم مجھے دھوکا دینے کی کوشش کر رہے ہو!"

"وہ مردود گیا ہے! ابھی تم خود دیکھ لینا!"

طارق کا منہ لٹک گیا! ایسا معلوم ہو رہا تھا، جیسے وہ خود کو بیوقوف محسوس کر رہا ہو!

"بولو! کرتے ہو معاملہ!" تیمور نے اسے خاموش دیکھ کر کہا "اس پورے مال کے نفع پر چوتھا حصہ تمہارا.... اور یہ چوتھا حصہ پچاس ہزار روپے سے کسی طرح کم نہ ہوگا!...."

طارق کچھ نہ بولا!

"چلو کھول دو ہمیں! تم اس راز سے واقف ہو گئے ہو لہذا تمہیں حصہ دار تو بنانا ہی پڑے گا!"

"لیکن اگر تم اپنے وعدے سے پھر گئے تو!"

"تمہارے ہاتھ ہر وقت ہماری گردنوں تک پہنچ سکیں گے! کیونکہ تم ہمارے راز سے واقف ہو گئے ہو!"

"ہاں اچھا! ٹھیک ہے!" طارق انہیں کھولنے کے لئے اٹھا ہی تھا کہ عمران کمرے میں داخل ہوا!

"یار عبدالمنان!" اس نے جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"ساری محنت برباد ہو گئی!"

"کیوں کیا ہوا....؟"

طارق نے تیمور سے جو کچھ سنا تھا دہرا دیا! اور پھر بولا "نفع کا چوتھا حصہ کم نہیں ہوگا! اس میں سے آدھا تمہارا.... اور آدھا میرا چلو کھولو انہیں!"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے! مگر ٹھہرو! اس طرح ان کی بات پر یقین کر لینا ٹھیک نہیں ہے! ان سے باقاعدہ تحریری اعتراف نامہ حاصل کیا جائے اسے ہم اپنے پاس رکھیں گے تاکہ

ہمیشہ نفع کی رقم ہمیں ملتی رہے....“

”ہم کوئی تحریر ہرگز نہیں دیں گے!“ تیمور غرایا!

”تم کیا تمہارے باپ بھی دیں گے! میں طارق کی طرح بھولا نہیں ہوں سمجھے!.... میں کوکین کی فروخت کا بھی انتظام کر سکتا ہوں! نہیں طارق انہیں اٹھا کر اس کمرے میں لے چلو، جہاں لکھنے کی میز ہے!.... جلدی کرو یار.... چلو بھی!“

ان دونوں کو اٹھا کر دوسرے کمرے میں لایا گیا! یہاں فون بھی موجود تھا!.... اور لکڑی کی پندرہ عدد پیٹیاں ایک ڈھیر کی صورت میں پڑی ہوئی تھیں!

”تمہارا جو دل چاہے کرو!“ تیمور چیخا!”لیکن ہم سے کوئی تحریر ہرگز نہیں لے سکتے!“

عمران ہنسنے لگا پھر اس نے طارق سے کہا!

”ذرا اپنا ریوالور تو نکالنا.... انہیں اپنے بہتیرے راز اگلنے پڑیں گے!“

طارق نے ریوالور نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا! عمران نے بائیں ہاتھ میں ریوالور پکڑا اور داہنے ہاتھ سے طارق کے جبڑے پر ایک زوردار گھونسہ رسید کر دیا!

”ارے.... ارے.... یہ کیا....!“ طارق فرش پر ڈھیر ہوتا ہوا چیخا!

”نفع کی رقم کا چوتھا حصہ! اس کا آدھا مجھے دے سکتے ہو تو دے دو!“ عمران نے اسے اٹھنے کا موقع نہیں دیا! اس پر بڑی تیزی سے گھونسوں تھپڑوں اور لاتوں کی بارش کرتا رہا!

”ابے کیا پاگل ہو گیا ہے....!“ طارق نے اس کی گردن پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا!

”نہیں! نہ آدھا.... نہ چوتھائی! یہ ساری کوکین میں ہضم کروں گا! مجھ سے جو بچے گی وہ میرے بال بچے کھائیں گے!“ عمران نے کہا اور اس کا ہاتھ مروڑ کر اسے اوندھا کر دیا۔ پھر پشت پر گھٹنا ٹیک کر جیب سے ریشم کی تیسری ڈور نکالی! اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے۔ اس دوران میں طارق کے منہ سے گالیوں کا طوفان امنڈتا رہا۔ تیمور اور منیجر بے تحاشہ ہنستے رہے!

”کیوں طارق اب کیسی رہی!“ تیمور نے جلے بھنے لہجے میں کہا ”تم نے جو کنواں اپنے مالک کے لئے کھودا تھا اس میں خود بھی گر گئے!“

”یہ بات تم نے پتے کی کہی ہے۔ تیمور صاحب!“ عمران سر ہلا کر بولا!

پھر وہ فون کی طرف بڑھا اور کسی کے نمبر ڈائیل کر کے ماؤتھ پیس میں بولا۔

”ہیلو! انٹیلی جنس بیورو.... کیپٹن فیاض کہاں ہیں! گھر پر.... اچھا شکریہ!“ عمران ڈس کنکٹ کر کے دوسرے نمبر ڈائیل کرنے ہی جا رہا تھا کہ تینوں بیک وقت چیخے۔

”تم یہ کیا کرنے جا رہے ہو!“

”اس کوکین کی تقسیم کا انتظام! آخر میں اکیلے کتنی کھاؤں گا!“ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا.... اور کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کرنے لگا!

”تمہیں اس سے کیا فائدہ پہنچے گا!“ تیمور گھگھیایا!”چلو نفع کی آدھی رقم پر معاملہ طے کر لو!“

”طے کرنے کی کیا ضرورت ہے! نفع کی پوری رقم ہر حال میں میری ہے!“ عمران نے کہا۔

پھر ماؤتھ پیس میں بولا ”ہیلو! کیا سو رہے تھے! ہاں ہاں! میں ہی بول رہا ہوں میری جان عبدالمنان! یعنی علی عمران۔ ایم-ایس-سی، پی-ایچ-ڈی گورداسپور.... ہیلو! ہاں! آؤ.... گرفتار کر لو مجھے! مسٹر تیمور بھی یہاں موجود ہیں اور ان کے منیجر بھی.... اور ایک تیسرا مرغ جس کی تمہیں عرصہ سے تلاش تھی.... وہی جس نے تین ماہ گذرے بینک آف چائنا میں ڈاکہ ڈالا تھا اس کا نام طارق ہے.... وہاں کی تجوریوں پر پائے جانے والے انگلیوں کے نشانات اور طارق کی انگلیوں کے نشانات میں تم کوئی فرق نہیں پاؤ گے.... اچھا تم ہی بتاؤ کہ میں کہاں سے بول رہا ہوں!.... جیفرسن روڈ.... کھاد کی فیکٹری کے سامنے ریگل لاج ہے.... یہ عمارت تیمور ہی کی ملکیت ہے!.... یہ تینوں مجھے بے تحاشہ گالیاں دے رہے ہیں! اس لئے فوراً آؤ.... اس وقت میرے قبضے میں لاکھوں روپے کی کوکین ہے.... ہاں میری جان! کیوں مزہ آ گیا نا.... جلدی آؤ.... کئی راتوں سے پوری نیند نہیں نصیب ہوئی.... ہری اَپ!“

”تت.... تو.... تم....!“ تیمور ہکلا کر رہ گیا!

”ہاں میں علی عمران! عرف عبدالمنان.... جو چاہو سمجھ لو! تم نے میرا نام تو پہلے ہی سنا ہو گا“ کمرے پر سکوت طاری ہو گیا۔

(۱۶)

دوسرے دن شام کو کیپٹن فیاض عمران کے فلیٹ میں داخل ہوا عمران اپنے نئے نوکر کو ڈارون کا مسئلہ ارتقا سمجھا رہا تھا! اور وہ اتنا منہمک تھا کہ اسے فیاض کے آنے کی خبر نہ ہوئی یا ہو گئی ہو عمران کی بات عمران ہی جانے! بہر حال اس کے انداز سے یہی ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے فیاض کی آمد کا علم نہیں ہے!

وہ اپنے اَن پڑھ نوکر سے کہہ رہا تھا!”اب لیمارک اور ڈارون کے نظریات ارتقا کا فرق سمجھنے کی کوشش کرو! سمجھنے کی کوشش کرو گے!“

”جی ہاں صاحب!“ نوکر نے سعادتمندانہ انداز میں کہا!”لیکن ایک صاحب آئے ہیں۔“

"ہیلو... سوپر... فیاض!" عمران دروازے کی طرف مڑ کر مسرت آمیز لہجے میں چیخا۔

"بھئی میں مخل ہوا!" فیاض مسکرا کر بولا "تم اس وقت اپنی زندگی کا ایک اہم کام انجام دے رہے تھے! بہرحال میں تمہیں ایک حیرت انگیز خبر سنانے آیا ہوں!"

"ہائیں کیا بچہ ہوا ہے تمہارے!" عمران پر مسرت لہجے میں چیخ کر کھڑا ہو گیا!

فیاض صرف برا سا منہ بنا کر رہ گیا! لیکن اس نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر عمران کے سامنے ڈال دیا۔

عمران لفافے سے خط نکال کر بلند آواز میں پڑھنے لگا۔

"فیاض صاحب!

میں ارشاد آپ سے مخاطب ہوں! اخبارات میں تیمور اینڈ بارٹلے والوں کے جرائم کے متعلق پڑھنے کے بعد آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں۔ میں بھی اس فرم کا ایک حصہ دار تھا! لیکن ان کے غیر قانونی بزنس میں میری شراکت نہیں تھی! عرصہ سے مجھے ان لوگوں پر شبہ تھا! لیکن میں کھل کر کوئی بات نہیں کہہ سکتا تھا کیونکہ میرے پاس اپنے دعوئی کی دلیل میں کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا! مجھے بعض ذرائع سے صرف اتنا معلوم ہو سکا تھا کہ وہ غیر قانونی طور پر منشیات کی درآمد اور برآمد کرتے ہیں! میں نے اپنا سرمایہ اس فرم سے نکالنے کی کوشش کی لیکن تیمور کے ہتھکنڈوں نے مجھے اس میں کامیاب نہ ہونے دیا! میں پولیس سے بھی شبہے کا اظہار کر سکتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے کہ مجھ سے ثبوت ضرور مانگا جاتا!... لہٰذا میں نے کافی غور و خوض کے بعد پولیس کو اس فرم کی طرف سے متوجہ کرنے کے لئے یہ سارا ڈرامہ مرتب کیا تھا! ہڈیوں کے ڈھانچے کی حقیقت تو آپ پر واضح ہو چکی ہے! اس کے علاوہ اور دوسری باتیں بھی سو فیصدی مہمل تھیں! راضیہ کے وینٹی بیگ میں میں نے ہی سانپ رکھوایا تھا! اور وہ سانپ قطعی بے ضرر تھا! میں جانتا تھا کہ وہ اس دن یقینی طور پر شوروم میں جائے گی! بہرحال میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا! لیکن آپ کی کامیابی قابلِ رشک ہے! یہ سب کچھ کر ڈالنے کے باوجود بھی مجھے یقین نہیں تھا کہ پولیس ان کی غیر قانونی حرکتوں کا سراغ بھی پا لے گی! بہرحال میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیے میں دو تین دن بعد ارشاد منزل میں واپس آ جاؤں گا!"

خط ختم کر کے عمران نے برا سا منہ بنایا پھر بولا۔ یہ کھوسٹ یہی سمجھتا ہے کہ اس کی اس

حرکت کی بناء پر کامیابی ہوئی ہے! حالانکہ میں نے بہت پہلے تم سے کہا تھا!... تمہیں یاد ہو گا کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ ارشاد والے معاملے کی جتنی زیادہ پبلسٹی ہو اتنا ہی اچھا ہے اور راضیہ کے وینٹی بیگ والے سانپ کی تشہیر خاص طور سے کی جائے!... کیونکہ مجھے پہلے ہی شبہ ہو گیا تھا کہ ارشاد اس طرح کسی خاص واقعے کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہے جس میں تیمور اینڈ بارٹلے والے ملوث ہیں!... تیمور اینڈ بارٹلے والوں کی کسی غیر قانونی حرکت کی طرف میں نے ارشاد کی اس حرکت سے پہلے ہی اشارہ کیا تھا... اور خدا کرے تمہاری عقل پر اتنے پتھر پڑیں کہ تم دوسری شادی کر کے اپنے موجودہ عہدے سے مستعفی ہو جاؤ!.. تم میری گرفتاری کا وارنٹ لائے تھے... خدا تمہیں غارت کرے...!"

فیاض خاموش ہی رہا! پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "آخر ارشاد تنہا کیوں رہتا ہے!"

"ہاں! کیوں؟... یہ کوئی خاص بات نہیں۔ اسے آدمیوں سے زیادہ بلیاں خرگوش، کتے اور پرندے پسند ہیں! آدمیوں میں صرف نوکر پسند ہوں گے، جو اس کی ہر بات بے چوں و چرا تسلیم کر لیتے ہوں گے!..."

"مگر مجھے اس کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا!" فیاض نے کہا!

"کچھ اپنے لئے بھی کرو سوپر فیاض!" عمران سنجیدگی سے بولا۔ "کوکین کی اسمگلنگ کے سلسلے میں ابھی تمہیں کسٹم میں بھی ایک پارٹی کا پتہ لگانا ہے... جس کی مدد کے بغیر تیمور کامیاب ہو ہی نہیں سکتا تھا! یقیناً اس پارٹی کے لوگ ایکس فائیو تھری نائین کی پیٹیوں کو انسپکشن سے بچائے رکھتے ہوں گے!..."

"وہ سب ہو چکا ہے! تیمور کو سب کچھ اگلنا پڑا ہے۔ تین آدمی کسٹم سے بھی گرفتار کئے جا چکے ہیں!" فیاض نے کہا۔

"اچھا تو بس اب کھسک جاؤ! میں طلسم ہوشربا پڑھنے جا رہا ہوں!"

عمران نے کہا اور برا سا منہ بنا کر سر کھجانے لگا!

ختم شد